Postal Reg.No.GDP/001/2016-18

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ   نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ   وَعَلٰی عَبۡدِہِ الۡمَسِیۡحِ الۡمَوۡعُوۡدِ

وَلَقَدۡ نَصَرَکُمُ اللّٰہُ بِبَدۡرٍ وَّاَنۡتُمۡ اَذِلَّۃٌ

جلد
65

ایڈیٹر
منصور احمد

نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
تنویر احمد ناصر ایم اے

بدر

ہفت روزہ قادیان

The Weekly
BADAR Qadian

شمارہ
6

شرح چندہ
سالانہ 550 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
50 پاؤنڈ
یا 80 ڈالر امریکن
80 کینیڈین ڈالر
یا 60 یورو

www.akhbarbadrqadian.in

2/ جمادی الاول 1437 ہجری قمری   11/ تبلیغ 1395 ہجری شمسی   11/ فروری 2016ء

اخبار احمدیہ

الحمد للہ سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بخیر وعافیت ہیں۔ حضور انور نے مورخہ 5/ فروری 2016 کو مسجد بیت الفتوح لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرمایا جس کا خلاصہ اسی شمارہ کے صفحہ نمبر 20 پر ملاحظہ فرمائیں۔

احباب کرام حضور انور کی صحت و تندرستی، درازیٔ عمر، مقاصد عالیہ میں کامیابی اور خصوصی حفاظت کے لئے دُعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ حضور انور کا ہر آن حافظ و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ آمین۔

جب کوئی ایسا دل ہوجاتا ہے کہ نفس کی محبت اور اُس کی آرزوؤں اور دنیا کی محبت اور اُس کی تمناؤں سے بالکل خالی ہوجاتا ہے
اور سفلی محبتوں کی آلائشوں سے پاک ہوجاتا ہے تو ایسے دل کو جو غیر کی محبت سے خالی ہو چکا ہے خدا تعالیٰ تجلّیات حسن و جمال کے ساتھ اپنی محبت سے پُر کر دیتا ہے

در حقیقت خدا کے لوگوں کو کوئی شناخت نہیں کرسکتا مگر وہی قادر خدا جس کی دلوں پر نظر ہے پس جس دل کو وہ دیکھتا ہے کہ سچ مچ اُس کی طرف آ گیا
اُس کے لئے عجیب عجیب کام دکھلاتا ہے اور اُس کی مدد کے لئے ہر ایک راہ میں کھڑا ہوجاتا ہے

ارشاداتِ عالیہ سیّدنا حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصّلوٰۃ والسّلام

خدا نے انسان کی ایسی فطرت رکھی ہے کہ وہ ایک ایسے ظرف کی طرح ہے جو کسی قسم کی محبت سے خالی نہیں رہ سکتا اور خلا یعنی خالی رہنا اُس میں محال ہے پس جب کوئی ایسا دل ہوجاتا ہے کہ نفس کی محبت اور اُس کی آرزوؤں اور دنیا کی محبت اور اُس کی تمناؤں سے بالکل خالی ہوجاتا ہے اور سفلی محبتوں کی آلائشوں سے پاک ہوجاتا ہے تو ایسے دل کو جو غیر کی محبت سے خالی ہو چکا ہے خدا تعالیٰ تجلّیات حسن و جمال کے ساتھ اپنی محبت سے پُر کر دیتا ہے تب دنیا اُس سے دشمنی کرتی ہے کیونکہ دنیا شیطان کے سایہ کے نیچے چلتی ہے اِس لئے وہ راستباز سے پیار نہیں کرسکتی مگر خدا اُس کو ایک بچہ کی طرح اپنے کنارِ عاطفت میں لے لیتا ہے اور اُس کے لئے ایسی ایسی طاقتِ الوہیت کے کام دکھلاتا ہے جس سے ہر ایک دیکھنے والے کی آنکھ کو چہرہ خدا کا نظر آجاتا ہے۔ پس اُس کا وجود خدا نما ہوتا ہے جس سے پتہ لگتا ہے کہ خدا موجود ہے۔

اور یاد رہے کہ جیسا کہ تیسری قسم (حقُّ الیقین۔ناقل) کے لوگوں کی خوابیں نہایت صاف ہوتی ہیں اور پیشگوئیاں اُن کی تمام دنیا سے بڑھ کر صحیح نکلتی ہیں اور نیز وہ عظیم الشان اُمور کے متعلق ہوتی ہیں اور اس قدر اُن کی کثرت ہوتی ہے کہ گویا ایک سمندر ہے۔ ایسا ہی ان کے معارف اور حقائق بھی کیفیت اور کمیّت میں تمام بنی نوع سے بڑھ کر ہوتے ہیں اور خدا کے کلام کے متعلق وہ معارفِ صحیحہ کو سوجھتے ہیں جو دوسروں کو نہیں سوجھ سکتے کیونکہ وہ روح القدس سے مدد پاتے ہیں اور جس طرح اُن کو ایک زندہ دل دیا جاتا ہے اسی طرح اُن کو ایک زبان عطا کی جاتی ہے اور اُن کے معارف حال کے چشمہ میں سے نکلتے ہیں نہ محض قال کے گندہ کیچڑ سے اور انسانی فطرت کی تمام عمدہ شاخیں اُن میں پائی جاتی ہیں اور اِسی کے مقابل پر تمام قسم کی نصرت بھی اُن کو عطا ہوتی ہے۔ اُن کے سینے کھولے جاتے ہیں اور اُن کو خدا کی راہ میں ایک غیر معمولی شجاعت بخشی جاتی ہے وہ خدا کے لئے موت سے نہیں ڈرتے اور آگ میں جل جانے سے خوف نہیں کرتے۔ اُن کے دودھ سے ایک دنیا سیراب ہوتی ہے اور کمزور دل قوت پکڑتے ہیں۔ خدا کی رضا جوئی کے لئے اُن کے دل قربان ہوتے ہیں۔ وہ اُسی کے ہوجاتے ہیں اسی لئے خدا اُن کا ہوجاتا ہے اور جب وہ اپنے سارے دل سے خدا کی طرف جھکتے ہیں تو خدا اُسی طرح اُن کی طرف جھکتا ہے کہ ہر ایک کو پتہ لگ جاتا ہے کہ ہر میدان میں خدا اُن کی پاسداری کرتا ہے۔ در حقیقت خدا کے لوگوں کو کوئی شناخت نہیں کرسکتا مگر وہی قادر خدا جس کی دلوں پر نظر ہے پس جس دل کو وہ دیکھتا ہے کہ سچ مچ اُس کی طرف آگیا۔ اُس کے لئے عجیب عجیب کام دکھلاتا ہے اور اُس کی مدد کے لئے ہر ایک راہ میں کھڑا ہوجاتا ہے۔ وہ اُس کے لئے وہ قدرتیں دکھلاتا ہے جو دنیا پر مخفی ہیں اور اس کے لئے ایسا غیرت مند ہوجاتا ہے کہ کوئی خویش اپنے خویش کے لئے ایسی غیرت دکھلا نہیں سکتا۔ اپنے علم میں سے اُس کو علم دیتا ہے اور اپنی عقل میں سے اُس کو عقل بخشتا ہے اور اُس کو اپنے لئے ایسا محو کر دیتا ہے کہ دوسرے تمام لوگوں سے اُس کے تعلقات قطع ہوجاتے ہیں۔ ایسے لوگ خدا کی محبت میں مَر کر ایک نیا تولّد پاتے ہیں اور فنا ہو کر ایک نئے وجود کے وارث بنتے ہیں۔ خدا اُن کو غیروں کی آنکھ سے ایسا ہی پوشیدہ رکھتا ہے جیسا کہ وہ آپ پوشیدہ ہے۔ مگر پھر بھی اپنے چہرہ کی چمک اُن کے مُنہ پر ڈالتا ہے اور اپنا نور اُن کی پیشانی پر برساتا ہے جس سے وہ پوشیدہ نہیں رہ سکتے۔ اور اُن پر جب کوئی مصیبت آوے تو وہ اُس سے پیچھے نہیں ہٹتے بلکہ آگے قدم بڑھاتے ہیں اور اُن کا آج کا دن کل کے دِن سے جو گذر گیا معرفت اور محبت میں زیادہ ہوتا ہے اور ہر ایک دم محبتانہ تعلق اُن کا ترقی میں ہوا کرتا ہے اور اُن کی شدّتِ محبت اور توکل اور تقویٰ کی وجہ سے اُن کی دُعائیں ردّ نہیں ہوتیں اور وہ ضائع نہیں کی جاتیں کیونکہ وہ خدا کی رضا جوئی میں گُم ہوجاتے ہیں اور اپنی رضا ترک کر دیتے ہیں اِس لئے خدا بھی اُن کی رضا جوئی کرتا ہے۔ وہ نہاں در نہاں ہوتے ہیں دنیا اُن کو شناخت نہیں کرسکتی کیونکہ وہ دنیا سے بہت دور چلے جاتے ہیں اور اُن کے بارے میں سرسری رائیں نکالنے والے ہلاک ہوجاتے ہیں۔ نہ دوست اُن کی حقیقت تک پہنچ سکتا ہے نہ کوئی دشمن کیونکہ وہ احدیّت کی چادر کے اندر مخفی ہوتے ہیں۔ کون اُن کی پوری حقیقت جانتا ہے مگر وہی جس کے جذباتِ محبت میں وہ سرمست ہیں۔ وہ ایک قوم ہے جو خدا نہیں مگر خدا سے ایک دم بھی الگ نہیں۔ وہ سب سے زیادہ خدا سے ڈرنے والے۔ سب سے زیادہ خدا سے وفا کرنے والے۔ سب سے زیادہ خدا کی راہ میں صدق اور استقامت دکھلانے والے۔ سب سے زیادہ خدا پر توکل کرنے والے۔ سب سے زیادہ خدا کی رضا کو ڈھونڈنے والے۔ سب سے زیادہ خدا کا ساتھ اختیار کرنے والے۔ سب سے زیادہ اپنے ربّ عزیز سے محبت کرنے والے ہیں اور تعلق باللہ میں اُن کا اُس جگہ تک قدم ہے جہاں تک انسانی نظریں نہیں پہنچتیں اِس لئے خدا ایک ایسی خارق عادت نصرت کے ساتھ اُن کی طرف دوڑتا ہے کہ گویا وہ اور ہی خدا ہے اور وہ کام اُن کے لئے دکھلاتا ہے کہ جب سے دنیا پیدا ہوئی کسی غیر کے لئے اُس نے دکھلائے نہیں۔

(حقیقۃ الوحی، روحانی خزائن، جلد 22، صفحہ 56 تا 58)

جمیل احمد ناصر، پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا: پروپرائٹر، نگران بدر بورڈ قادیان

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ

جلسہ سالانہ قادیان 2016ء

ابھی سے تیاری کریں!

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے زمانہ میں 1891ء میں پہلی مرتبہ جلسہ سالانہ کا انعقاد ہوا۔ یہ جلسہ مسجد اقصیٰ میں منعقد کیا گیا تھا جس میں 75۔احباب شامل ہوئے تھے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ سالانہ کے متعلق جو جو باتیں فرمائی ہیں وہ پیشگوئی کا رنگ رکھتی ہیں جو آج بڑی شان اور صفائی کے ساتھ پوری ہورہی ہیں اور ہوتی چلی جائیں گی۔ انشاءاللہ۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ :

’’اس جلسہ کو معمولی انسانی جلسوں کی طرح خیال نہ کریں۔ یہ وہ امر ہے جس کی خالص تائید حق اور اعلائے کلمہ اسلام پر بنیاد ہے۔اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی کیونکہ یہ اُس قادر کا فعل ہے جس کے آگے کوئی بات انہونی نہیں۔‘‘ (مجموعہ اشتہارات جلد اول صفحہ ۳۴۱)

پیشگوئی کے مطابق اللہ تعالیٰ کی خاص تائید و نصرت سے قادیان سے شروع ہونے والا جلسہ آج پوری دنیا میں پھیل چکا ہے اور دن بدن اس کی شان میں اضافہ ہوتا چلا جارہا ہے۔ مختلف ملکوں سے تعلق رکھنے والے مختلف قومیتوں اور رنگ و نسل کے لوگ آ آ کر اس میں مل رہے ہیں۔ دسمبر 2015 میں جلسہ سالانہ قادیان کی حاضری19 ہزار سے زائد تھی 44 ممالک سے احباب نے اس جلسے میں شمولیت کی۔ جلسہ سالانہ جرمنی 2015 میں 36 ہزار سے زائد حاضری تھی اور 55 ممالک کے لوگوں نے اس جلسہ میں شمولیت کی۔ جلسہ سالانہ یُو.کے 2015 میں 96 ممالک سے مختلف رنگ و نسل اور قومیتوں سے تعلق رکھنے والے لوگ شامل ہوئے اور حاضری 35 ہزار سے زائد تھی۔ پس حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی یہ پیشگوئی آج بڑی آب و تاب کے ساتھ پوری ہورہی ہے کہ:

’’اس سلسلہ کی بنیادی اینٹ خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے رکھی ہے اور اس کے لئے قومیں تیار کی ہیں جو عنقریب اس میں آملیں گی۔‘‘

جلسہ کے فیوض و برکات اور رُوحانی فوائد کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

۞ اس جلسہ میں ایسے حقائق اور معارف کے سُنانے کا شغل رہے گا جو ایمان اور یقین اور معرفت کو ترقی دینے کے لئے ضروری ہیں۔

۞ اور ان دوستوں کے لئے خاص دعائیں اور خاص توجہ ہوگی اور حتی الوسع بدرگاہ ارحم الراحمین کوشش کی جائے گی کہ خدائے تعالیٰ اپنی طرف ان کو کھینچے۔ اور اپنے لئے قبول کرے اور پاک تبدیلی اُنہیں بخشے۔

۞ اور ایک عارضی فائدہ ان جلسوں میں یہ بھی ہوگا کہ ہر ایک نئے سال میں جس قدر نئے بھائی اس جماعت میں داخل ہوں گے وہ تاریخ مقررہ پر حاضر ہوکر اپنے پہلے بھائیوں کے مُنہ دیکھ لیں گے اور روشناسی ہوکر آپس میں رشتہ تودد و تعارف ترقی پذیر ہوتا رہے گا

۞ اور تمام بھائیوں کو رُوحانی طور پر ایک کرنے کے لئے اور ان کی خشکی اور اجنبیت اور نفاق کو درمیان سے اُٹھا دینے کے لئے بدرگاہ حضرت عزّت جلّشانہ کوشش کی جائے گی اور اس رُوحانی سلسلہ میں اور بھی کئی رُوحانی فوائد اور منافع ہوں گے جو انشاءاللہ القدیر وقتاً فوقتاً ظاہر ہوتے رہیں گے

پس یہ جلسہ علم و معرفت اور نیکی و تقویٰ میں ترقی کا باعث بن رہا ہے۔جلسہ میں شامل ہونے والے لوگ جلسہ کے انتہائی رُوحانی ماحول سے متاثر ہوئے بغیر نہیں رہتے اور وہ برملا اس بات کا اظہار کرتے ہیں کہ انہوں نے ایک نمایاں تبدیلی محسوس کی۔ بعض اسے اپنی زندگی کا خاص واقعہ قرار دیتے ہیں۔ ان جلسوں میں محبت و بھائی چارے کا عظیم الشان نظارہ دیکھنے کو ملتا ہے۔ اور جو جلسہ میں شامل ہوتے ہیں وہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی دعاؤں کے بھی وارث بنتے ہیں۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں: ’’میرے نزدیک منٰی میں لوگوں کے تین دن اسی لئے فارغ رکھے گئے ہیں کہ وہاں لوگ ذکر الٰہی اور عبادت میں اپنا وقت گذارنے کے علاوہ آپس میں ایک دوسرے سے ملیں اور حالات معلوم کریں قادیان اور ربوہ میں بھی لوگ مختلف اوقات میں آتے رہتے ہیں مگر وہ تعلقات نہیں بڑھتے جو جلسہ سالانہ کے ایام میں بڑھتے ہیں۔‘‘ (تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 449)

سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے جلسہ میں شامل ہونے کی بہت تاکید فرمائی ہے۔ ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے اس ارشاد گرامی کو ضرور پیش نظر رکھنا چاہئے اور ادنیٰ حرج اور نقصان کی خاطر جلسہ میں شمولیت سے محروم نہیں ہونا چاہئے۔ سیّدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں :

’’تمام دوستوں کو محض للہ ربانی باتوں کے سُننے کے لئے اور دُعا میں شریک ہونے کے لئے اس تاریخ پر آجانا چاہئے۔‘‘

نیز آپؑ فرماتے ہیں :

’’لازم ہے کہ اس جلسہ پر جو کئی بابرکت مصالح پر مشتمل ہے ہر ایک ایسے صاحب ضرور تشریف لاویں اور اللہ اور اس کے رسول کی راہ میں ادنیٰ ادنیٰ حرجوں کی پرواہ نہ کریں۔ خدا تعالیٰ مخلصوں کو ہر ایک قدم پر ثواب دیتا ہے اور اس کی راہ میں کوئی محنت اور صعوبت ضائع نہیں ہوتی۔‘‘

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ان احباب کو جو مالی کشائش نہیں رکھتے اور انہیں آسانی سے اخراجات سفر میسر نہیں آسکتے، یہ مشورہ دیا ہے کہ وہ سال کے شروع سے ہی اس کے لئے کوشش کریں اور ہر روز یا ماہ بماہ کچھ پیسہ خاص جلسہ سالانہ کے اخراجات کے لئے نکالتے جائیں تاکہ پھر انہیں کسی پریشانی کا سامنا نہ کرنا پڑے اور آسانی سے وہ یہ سفر اختیار کرسکیں۔ آپؑ فرماتے ہیں :

’’کم مقدرت احباب کیلئے مناسب ہوگا کہ پہلے ہی سے اس جلسہ میں حاضر ہونے کا فکر رکھیں اور اگر تدبیر اور قناعت شعاری سے کچھ تھوڑا تھوڑا سرمایہ خرچ سفر کے لئے ہر روز یا ماہ بماہ جمع کرتے جائیں اور الگ رکھتے جائیں تو بلا دقت سرمایہ سفر میسر آجاوے گا۔ گویا یہ سفر مفت میسر ہوجائے گا۔‘‘

حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ مشورہ جہاں کم مقدرت احباب کو پریشانی سے بچانے کے لئے ہے وہاں دراصل اس بات پر زیادہ زور دینے کے لئے ہے کہ وہ جلسہ پر ضرور حاضر ہوا کریں۔

سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

’’دنیا میں بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں جو ترقی کے شروع ہونے پر سست ہوجاتے ہیں۔ اور سمجھتے ہیں کہ اب جماعت بہت ہوگئی۔ ایسے لوگوں کو میں بتا دینا چاہتا ہوں کہ ہر وہ شخص جس کے لئے جلسہ سالانہ کے موقع پر قادیان پہنچنا ممکن ہے اگر یہاں آنے میں کوتاہی کرتا ہے تو اس کا لازمی اثر اس کے ہمسایوں اور اس کی اولاد پر پڑے گا۔ میں نے دیکھا ہے کہ جو دوست سال بھر میں ایک دفعہ بھی جلسہ سالانہ کے موقع پر قادیان آجاتے ہیں اور اپنے اہل و عیال کو ہمراہ لاتے ہیں ان کی اولادوں میں احمدیت قائم رہتی ہے اور گو ان بچوں کو احمدیت کی تعلیم سے ابھی واقفیت نہیں ہوتی مگر وہ اپنے والدین سے یہ ضرور کہتے رہتے ہیں کہ ابا ہمیں قادیان کی سیر کے لئے لے چلو۔ اس طرح بچپن میں ہی ان کے قلوب میں احمدیت گھر کرنا شروع کر دیتی ہے اور آخر بڑے ہوکر وہ اپنی احمدیت کا شاندار نمونہ پیش کرنے پر قادر ہوجاتے ہیں۔ پھر بچوں کے ذہن کے لحاظ سے بھی جلسہ سالانہ کا اجتماع ان پر بڑا اثر کرتا ہے۔ بچہ ہمیشہ غیر معمولی چیزوں اور ہجوم سے متاثر ہوتا ہے اور جلسہ سالانہ پر آکر وہ نہ صرف ایک مذہبی مظاہرہ دیکھتا ہے بلکہ اپنی طبیعت کی جدت پسندی کے لحاظ سے بھی تسلی پاتا ہے اور یہ اجتماع اس کے لئے دلچسپ اور یاد رکھنے والا نظارہ بن جاتا ہے۔ غرض جو باپ جلسے پر آتے ہیں وہ اپنی اولاد کے دل میں بھی یہاں آنے کی تحریک پیدا کردیتے ہیں اور کبھی نہ کبھی ان کے بچے کا اصرار بچے کو جلسہ سالانہ پر لانے کا محرک ہوجاتا ہے جس کے بعد دوسرا قدم وہ اٹھتا ہے جس کا میں نے ذکر کیا۔ پس ان ایام میں قادیان آنا کسی ایسے بہانے یا عذر کی وجہ سے ترک کردینا جسے توڑا جاسکتا ہو یا جس کا علاج کیا جاسکتا ہو صرف ایک حکم کی نافرمانی ہی نہیں بلکہ اپنی اولاد پر بھی ظلم ہے۔‘‘ (خطبات محمود جلد 18 صفحہ 616،خطبہ جمعہ 10 دسمبر 1937ء)

سیّدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ سالانہ قادیان سے ایک روز قبل 25 دسمبر 2015 کو اپنے خطبہ جمعہ میں سیدنا حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے مندرجہ بالا ارشاد کو پیش فرماتے ہوئے فرمایا کہ :

’’جو قادیان جاسکتے ہیں، afford کرسکتے ہیں، ان کو تو جانا چاہئے۔ لیکن جو اپنے ملکی جلسے ہیں ان میں بھی ضرور شامل ہونا چاہئے۔‘‘

آخر پر سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ دعائیں پیش ہیں جو آپ نے جلسہ سالانہ میں شامل ہونے والوں کے حق میں کی ہیں۔ آپؑ فرماتے ہیں:

’’بالآخر میں دعا پر ختم کرتا ہوں کہ ہر یک صاحب جو اس للّٰہی جلسہ کے لئے سفر اختیار کریں خدا تعالیٰ اُن کے ساتھ ہو اور اُن کو اجر عظیم بخشے اور ان پر رحم کرے اور ان کی مشکلات اور اضطراب کے حالات اُن پر آسان کردیوے اور اُن کے ہم و غم دُور فرماوے۔ اور ان کو ہر یک تکلیف سے مخلصی عنایت کرے اور ان کی مُرادات کی راہیں اُن پر کھول دیوے اور روز آخرت میں اپنے اُن بندوں کے ساتھ اُن کو اُٹھاوے جن پر اس کا فضل و رحم ہے اور تا اختتام سفر اُن کے بعد ان کا خلیفہ ہو۔ اے خدا اے ذوالمجد والعطاء اور رحیم اور مشکل کشا یہ تمام دعائیں قبول کر اور ہمیں ہمارے مخالفوں پر روشن نشانوں کے ساتھ غلبہ عطا فرما کہ ہر یک قوت اور طاقت تجھ ہی کو ہے۔ آمین ثم آمین۔‘‘ (اشتہار 7 دسمبر 1892)

اللہ تعالیٰ ہمیں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپؑ کے خلفاء کرام کے ارشادات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے اور ہم ان کی دعاؤں کو اپنے حق میں سمیٹنے والے ہوں۔ آمین۔ (منصور احمد مسرور)

☆......☆......☆

خطبہ جمعہ

اسلام میں کسی غلط حرکت کرنے والے، نقصان پہنچانے والے سے، چاہے وہ چھوٹی سطح پر نقصان پہنچانے والا ہو یا بڑے پیمانے پر نقصان پہنچانے والا ہو یا دشمن ہو، ہر ایک سے ایسا سلوک کرنے کی تعلیم ہے جو اس کی اصلاح کا پہلو لئے ہوئے ہو۔ اسلام میں سزا کا تصور ضرور ہے لیکن ساتھ معافی اور درگزر کا بھی حکم ہے

کسی مجرم کو سزا دینے کا اصل مقصد اصلاح ہے اور اخلاقی بہتری ہے۔ پس اسلام کہتا ہے کہ اس بات کو سامنے رکھتے ہوئے صرف سزا پر زور نہ دو بلکہ اصلاح پر زور دو۔ اگر تو سمجھتے ہو کہ معاف کرنے سے اصلاح ہوگی تو معاف کردو۔ اگر حالات و واقعات یہ کہتے ہیں کہ سزا دینے سے اصلاح ہوگی تو سزا دو۔ لیکن سزا میں اس بات کا بہرحال خاص طور پر خیال رکھنا ہوگا کہ سزا جرم کی مناسبت سے ہو ورنہ اگر جرم سے زیادہ سزا ہے تو یہ ظلم اور زیادتی ہے اور ظلم اور زیادتی کو خدا تعالیٰ پسند نہیں کرتا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوۂ حسنہ سے عفو اور درگزر کی بعض درخشندہ مثالیں

آجکل جو لوگ انسانی حقوق کے علمبردار بنے پھرتے ہیں وہ ایک طرف چلے گئے

کسی کا کتنا ہی بڑا قصور ہو انسانی ہمدردی کے نام پر مجرموں کو بھی اتنی شہ دی جاتی ہے کہ بہت سے جو مجرم ہیں ان میں جرموں کا احساس ہی مٹ گیا ہے

یا پھر دوسری انتہا نظر آتی ہے کہ جن میں مسلمان ممالک کے سربراہان کے خلاف مقامی لوگوں نے تحریک چلائی اور انہیں ان کے تخت سے اتار دیا اور پھر بجائے اس کے کہ اگر وہ سزاوار ہیں تو ان پر مقدمہ چلا کر ان کی جو بھی سزا بنتی ہے انہیں دی جائے۔ انہیں مقامی لوگوں کی مدد کرتے ہوئے ظالمانہ طور پر مارا گیا اور یہ مقامی لوگ جب اپنے ان لیڈروں پر ظلم کرتے ہیں تو پیچھے بعض طاقتوں کی شہ ہوتی ہے جس پر یہ سب کچھ کیا جا رہا ہوتا ہے

سزا اور معافی کے غیر منصفانہ عمل نے مجرموں کو پیدا کرنے میں ایک کردار ادا کیا ہوا ہے

اگر معافیاں مجرموں کو دلیر کر رہی ہیں تو پھر سزاؤں کی ضرورت ہے نہ کہ معافیوں کی

اسلام کہتا ہے کہ جب تم ایک دفعہ معاف کردو تو پھر کینوں اور بغضوں کو بھی دل سے نکال دو

”خدا اس شخص سے راضی ہوتا ہے جس کی نیت نیک ہے اور اس کے فعل اور کام کا مقصد اصلاح ہے۔ دیوث شخص کے معاف کرنے سے خدا راضی نہیں ہوگا۔ نہ اس سے راضی ہوتا ہے جو انتقام کی نیت رکھتا ہو“۔ یہ دونوں چیزیں سامنے ہونی چاہئیں۔ نہ اتنی نرمی ہو کہ بالکل بے غیرت ہو جائے اس سے بھی اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہوتا۔ اور نہ انتقام کی نیت ہو۔ وہ بھی اللہ تعالیٰ کو ناراض کرتی ہے۔ پس ہر دو حدود کو سامنے رکھتے ہوئے معافی اور سزا کے فیصلے کرنے چاہئیں۔ اس بارے میں جماعتی عہدیداروں اور نظام کو بھی اس بات کا خیال رکھنا چاہئے

اسلام کہتا ہے کہ ایسے قانون نہ بناؤ، ایسے فیصلے نہ کرو جن سے بے چینیاں پیدا ہوں بلکہ وہ فیصلے کرو جو بہتر ہوں معاشرے کے لئے بہتر ہوں، اس شخص کے لئے بہتر ہوں۔ اور ایسے فیصلے جو ہوں گے پھر اس سے خدا تعالیٰ بھی راضی ہوگا

عفو اور درگذر اگر بلاوجہ ہو تو نظام درہم برہم ہو جاتا ہے اور انسان کے اندر بے قیدی پیدا ہو جاتی ہے۔ اپنی حدود سے باہر نکلنا شروع ہو جاتا ہے۔ نظام قائم نہیں رہتا۔ پس جن کو اصلاح کے لئے سزا ملتی ہے وہ بجائے ڈھٹائی دکھانے کے اس بات کی طرف زیادہ توجہ دیں کہ ہم نے اپنی اصلاح کس طرح کرنی ہے۔ اس کے لئے استغفار کریں اور اپنی اصلاح کریں

مکرم بلال محمود صاحب ولد مکرم ممتاز احمد صاحب آف ربوہ کی وفات۔ مرحوم کا ذکر خیر اور نماز جنازہ غائب

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 22 رجنوری 2016ء بمطابق 22 صلح 1395 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح، مورڈن۔ لندن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر ادارہ الفضل انٹرنیشنل لندن کے شکریہ کے ساتھ شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

وَجَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا۔ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ۔ اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ (الشوریٰ: 41)

اور بدی کا بدلہ کی جانے والی بدی کے برابر ہوتا ہے۔ پس جو کوئی معاف کرے بشرطیکہ وہ اصلاح کرنے والا ہو تو اس کا اجر اللہ پر ہے۔ یقیناً وہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔

اسلام میں کسی غلط حرکت کرنے والے، نقصان پہنچانے والے سے چاہے وہ چھوٹی سطح پر نقصان پہنچانے والا ہو یا بڑے پیمانے پر نقصان پہنچانے والا ہو یا دشمن ہو ہر ایک سے ایسا سلوک کرنے کی تعلیم ہے جو اس کی اصلاح کا پہلو لئے ہوئے ہو۔ اسلام میں سزا کا تصور ضرور ہے لیکن ساتھ معافی اور درگزر کا بھی حکم ہے۔

اس آیت میں بھی جیسا کہ آپ نے سنا یہی حکم ہے کہ بدی اور برائی کرنے والے کو سزا دو لیکن اس سزا کے پیچھے بھی یہ محرّک ہونا چاہئے کہ اس سزا سے بدی کرنے والے یا نقصان پہنچانے والے اور جرم کرنے والے کی اصلاح ہو۔ پس جب اصلاح مقصد ہے تو پھر سزا دینے سے پہلے یہ سوچو کہ کیا سزا سے یہ مقصد حل ہو جاتا ہے۔ اگر سوچنے کے بعد بھی، مجرم کی حالت دیکھنے کے بعد بھی اس طرف توجہ پھرتی ہے کہ اس مجرم کی اصلاح تو معاف کرنے سے ہو سکتی ہے تو پھر معاف کر دو یا اگر سزا دینے سے ہو سکتی ہے تو سزا دو۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ یہ معاف کرنا بھی تمہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے بہترین اجر کا وارث بنائے گا۔ آخر پر اِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الظّٰلِمِيْنَ کہہ کر یہ بھی واضح کر دیا کہ اگر سزا میں حد سے بڑھنے کی کوشش کرو گے تو ظالموں میں شمار ہو گے۔ بہرحال یہ بنیادی قانون اور اصول سزا اور اصلاح کا قرآن شریف میں پیش ہوا ہے جو ہماری انفرادی زندگی کے معاملات پر بھی حاوی ہے

اورحکومتی معاملات میں بھی بلکہ بین الاقوامی معاملات میں، معاشرے کی اصلاح کے لئے بھی یہ بنیاد ہے۔ جیسا کہ مَیں نے بتایا کسی مجرم کوسزا دینے کا اصل مقصد اصلاح ہے اور اخلاقی بہتری ہے۔ پس اسلام کہتا ہے کہ اس بات کوسامنے رکھتے ہوئے صرف سزا پر زور نہ دو بلکہ اصلاح پر زور دو۔ اگرتو سمجھتے ہو کہ معاف کرنے سے اصلاح ہوگی تو معاف کردو۔ اگر حالات و واقعات یہ کہتے ہیں کہ سزا دینے سے اصلاح ہوگی توسزا دو۔ لیکن سزا میں اس بات کا بہرحال خاص طور پر خیال رکھنا ہوگا کہ سزا جرم کی مناسبت سے ہو ورنہ اگر جرم سے زیادہ سزا ہے تو یہ ظلم اور زیادتی ہے اور ظلم اور زیادتی کو خدا تعالیٰ پسند نہیں کرتا۔

پس اسلام میں پہلے مذاہب کی طرح افراط اور تفریط نہیں ہے۔ اس کے اعلیٰ ترین نمونے ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں نظر آتے ہیں۔ جب آپؐ نے دیکھا کہ مجرم کی اصلاح ہوگئی ہے تو اپنے انتہائی ظالم دشمن کو بھی معاف فرما دیا۔ آپؐ پر، آپؐ کی اولاد پر، آپؐ کے صحابہ پر کیا کیا ظلم نہیں ہوئے لیکن جب دشمن معافی کا طالب ہوا اور خدا اور اس کے رسول کے حکم کے مطابق زندگی گزارنے کا عہد کیا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے سب کچھ بھول کر معاف فرما دیا۔

حدیث میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی صاحبزادی حضرت زینبؓ پر مکّہ سے ہجرت کے وقت ایک ظالم شخص ھبار بن اسود نے نیزہ سے قاتلانہ حملہ کیا۔ وہ اس وقت حاملہ تھیں۔ اس حملے کی وجہ سے آپ کو زخم بھی آئے اور آپ کا حمل بھی ضائع ہوگیا۔ آخر کار یہ زخم آپ کے لئے جان لیوا ثابت ہوئے۔ اس جرم کی وجہ سے اس شخص کے خلاف قتل کا فیصلہ دیا گیا۔ فتح مکہ کے موقع پر یہ شخص بھاگ کر کہیں چلا گیا۔ لیکن بعد میں جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم واپس مدینہ تشریف لے آئے تو ھبار مدینہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ میں آپ سے ڈر کر فرار ہوگیا تھا۔ جرم میرے بہت بڑے بڑے ہیں۔ میرے قتل کی سزا آپ دے چکے ہیں۔ لیکن آپ کے عفو اور رحم کے حالات پتا چلے تو یہ چیز مجھے آپ کے پاس لے آئی ہے۔ مجھ میں اتنی جرأت پیدا ہوگئی کہ باوجود اس کے کہ مجھ پر سزا کی حد لگ چکی ہے لیکن آپ کا عفو، معاف کرنا اتنا وسیع ہے کہ اس نے مجھ میں جرأت پیدا کی اور مَیں حاضر ہوگیا۔ کہنے لگا کہ اے اللہ کے نبی ہم جاہلیت اور شرک میں ڈوبے ہوئے تھے۔ خدا نے ہماری قوم کو آپ کے ذریعہ سے ہدایت دی اور ہلاکت سے بچایا۔ مَیں اپنی زیادتیوں اور جرموں کا اعتراف کرتا ہوں۔ میری جہالت سے صرفِ نظر فرمائیں۔ چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی صاحبزادی کے اس قاتل کو بھی معاف فرما دیا اور فرمایا جا ھبار اللہ کا تجھ پر احسان ہے کہ اس نے تجھے اسلام قبول کرنے کی توفیق دی اور سچی توبہ کرنے کی توفیق دی۔ (المعجم الکبیر للطبرانی جلد 22 صفحہ 431 مسند النساء ذکر سن زینب...... حدیث 1051 والسیر ۃ الحلبیۃ جلد 3 صفحہ 132-131 ذکر مغازیہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم فتح مکۃ ...... دارالکتب العلمیۃ بیروت 2002)

اسی طرح ایک روایت میں آتا ہے کہ ایک شاعر کعب بن زہیر تھا جو مسلمان خواتین کے بارے میں بڑے گندے اشعار کہا کرتا تھا اور ان کی عصمت پر حملے کیا کرتا تھا۔ اس کی بھی سزا کا حکم جاری ہو چکا تھا۔ جب مکّہ فتح ہوا تو کعب کے بھائی نے اسے لکھا کہ مکہ فتح ہو چکا ہے بہتر ہے کہ تم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے معافی مانگ لو۔ چنانچہ وہ مدینے آ کر اپنے ایک جاننے والے کے ہاں ٹھہرا اور فجر کی نماز مسجد نبوی میں جا کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ادا کی اور پھر اپنا تعارف کرائے بغیر کہا کہ یا رسول اللہ کعب بن زہیر تائب ہو کر آیا ہے اور معافی چاہتا ہے۔ اگر اجازت ہو تو اسے آپ کی خدمت میں پیش کیا جائے۔ آپؐ کیونکہ اس کی شکل سے واقف نہیں تھے۔ اسے جانتے نہیں تھے یا ہوسکتا ہے اس وقت کپڑا اوڑھا ہوا ور باقی صحابہ نے بھی نہ پہچانا ہو۔ بہرحال وہاں کسی نے اسے پہچانا نہیں۔ اس لئے آپ نے فرمایا ہاں آجائے تو اس نے کہا کہ مَیں ہی کعب بن زہیر ہوں۔ اس پر ایک انصاری اٹھے اور اسے قتل کرنے لگے کیونکہ اس کے جرموں کی وجہ سے اس پر بھی قتل کی حد لگ چکی تھی۔ لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کمال شفقت فرماتے ہوئے فرمایا کہ اب اسے چھوڑ دو کیونکہ یہ معافی کا خواستگار ہو کر آیا ہے۔ پھر اس نے ایک قصیدہ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ایک خوبصورت چادر انعام کے طور پر اسے دے دی۔

پس یہ دشمن جس کی سزا کا حکم جاری ہو چکا تھا آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے دربار سے نہ صرف جان بخشوا کر گیا بلکہ انعام لے کر بھی لوٹا۔ تو اس طرح کے اور بہت سارے واقعات ہیں جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی زندگی میں ملتے ہیں۔ جب آپ نے اصلاح کے بعد اپنے ذاتی دشمنوں کو بھی معاف فرمایا۔ اپنے قریبی رشتہ داروں کے دشمنوں کو بھی معاف فرمایا اور اسلام کے دشمنوں کو بھی معاف فرمایا۔ لیکن جہاں اصلاح کے لئے سزا کی ضرورت تھی، اگر سزا کی ضرورت پڑی تو آپ نے سزا بھی دی۔ تو اس اہم حکم کی اہمیت کے پیش نظر اصل مقصد یہ ہے کہ تم نے اصلاح کرنی ہے نہ کہ انتقام لینا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سورۃ شوریٰ کی اس 41ویں آیت کی اپنی کتب اور ارشادات میں کئی جگہ وضاحت فرمائی ہے۔ آپ کی تقریباً 13 کتب میں اس کے حوالے نظر آتے ہیں یا شاید اس سے بھی زیادہ ہوں۔ اور ان میں اکیس بائیس جگہ پر مختلف جگہوں پر اس حوالے سے آپ نے بات کی ہے۔ اسی طرح اپنی مجالس میں بھی کئی جگہ اس کا ذکر فرمایا۔ 'اسلامی اصول کی فلاسفی' میں آپ نے سزا اور معافی کا فلسفہ اور روح بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ

''بدی کی جزا اسی قدر بدی ہے جو کی گئی ہو۔'' (اس آیت کی روشنی میں) ''لیکن جو شخص گناہ کو بخش دے اور ایسے موقعہ پر بخشے کہ اس سے کوئی اصلاح ہوتی ہو۔ کوئی شر پیدا نہ ہوتا ہو۔ یعنی عین عفو کے محل پر ہو۔ نہ غیر محل پر تو اس کا وہ بدلہ پائے گا۔'' (یعنی بخشنے والا اللہ تعالیٰ کے ہاں اجر پائے گا) فرمایا کہ ''اس آیت سے ظاہر ہے کہ قرآنی تعلیم یہ نہیں کہ خواہ نخواہ اور ہر جگہ شر کا مقابلہ نہ کیا جائے'' (بعض جگہ شر کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے) ''اور شریروں اور ظالموں کو سزا نہ دی جائے۔ بلکہ یہ تعلیم ہے کہ دیکھنا چاہئے کہ وہ محل اور موقعہ گناہ بخشنے کا ہے یا سزا دینے کا۔ پس مجرم کے حق میں اور نیز عامّہ خلائق کے حق میں جو کچھ فی الواقعہ بہتر ہو وہی صورت اختیار کی جائے''۔ فرمایا کہ ''بعض وقت ایک مجرم گناہ بخشنے سے توبہ کرتا ہے اور بعض وقت ایک مجرم گناہ بخشنے سے اَور بھی دلیر ہو جاتا ہے۔ پس خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ اندھوں کی طرح گناہ بخشنے کی عادت مت ڈالو۔'' (یہی نہیں ہے کہ بغیر دیکھے ہم نے گناہ بخشنے ہیں اور صرف یہی ایک کام رہ گیا ہے بلکہ اس حکم پر غور کرو کہ اصلاح تمہارے مدنظر ہو) فرمایا ''بلکہ غور سے دیکھ لیا کرو کہ حقیقی نیکی کس بات میں ہے آیا بخشنے میں یا سزا دینے میں۔ پس جو امر محل اور موقع کے مناسب ہو وہی کرو۔'' فرمایا کہ ''افراد انسانی کے دیکھنے سے صاف ظاہر ہے کہ جیسے بعض لوگ کینہ کشی پر بہت حریص ہوتے ہیں یہاں تک کہ دادوں پردادوں کے کینوں کو یاد رکھتے ہیں۔ ایسا ہی بعض لوگ عفو اور درگذر کی عادت کو انتہا تک پہنچا دیتے ہیں اور بسا اوقات اس عادت کے اِفراط سے دیّوثی تک نوبت پہنچ جاتی ہے اور ایسی قابل شرم حلم اور عفو اور درگذر ان سے صادر ہوتے ہیں جو سراسر حمیّت اور غیرت اور عفّت کے برخلاف ہوتے ہیں بلکہ نیک چلنی پر داغ لگاتے ہیں اور ایسے عفو اور درگذر کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ سب لوگ توبہ توبہ کر اٹھتے ہیں۔ انہیں خرابیوں کے لحاظ سے قرآن شریف میں ہر ایک خُلق کے لئے محل اور موقع کی شرط لگا دی گئی ہے اور ایسے خُلق کو منظور نہیں رکھا جو بے محل صادر ہو۔''

(اسلامی اصول کی فلاسفی۔ روحانی خزائن جلد 10 صفحہ 351۔352)

پس یہ بنیادی بات اسلام کی سزاؤں کے فلسفے میں ہے کہ نیکی کیا ہے۔ یہ تم نے تلاش کرنی ہے اور اصلاح کس طرح ہوسکتی ہے۔ بعض دفعہ معاف کرنا نیکی بن جاتا ہے جس سے اصلاح ہوگئی لیکن بعض دفعہ معاف کرنا برائی بن جاتا ہے کہ غلطی کرنے والا اپنی غلطیوں پر اَور بھی شیر ہو جاتا ہے۔ اسی طرح بعض دفعہ سزا دینا نیکی بن جاتا ہے۔ یہ اس شخص پر نیکی کرنا بھی ہے کیونکہ سزا کے ذریعہ سے اسے برائیوں سے روکنے کی کوشش کی جاتی ہے تاکہ وہ برائیوں سے بچ کر اپنی آئندہ زندگی کو برباد ہونے سے بچائے۔

جو دو مثالیں میں نے دیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنہیں معاف فرمایا ان میں ہمیں نظر آتا ہے کہ بڑی تبدیلی پیدا ہوئی۔ جو اسلام کے دشمن تھے، جو غلط کام کرنے والے تھے، اپنی اصلاح کے بعد نیکیوں کے کرنے والے بن گئے اور اسلام کی خدمت کرنے والے بن گئے۔ پس اسلام ایک ایسا سمویا ہوا مذہب ہے جو ہر زمانے میں اپنے احکامات کی اہمیت منواتا ہے۔ مجرم کے حق میں جو بہتر ہے وہ کرو۔ آجکل جو لوگ انسانی حقوق کے علمبردار بنے پھرتے ہیں وہ ایک طرف چلے گئے۔ کسی کا کتنا ہی بڑا قصور ہو، انسانی ہمدردی کے نام پر مجرموں کو بھی اتنی شَہ دی جاتی ہے کہ بہت سے جو مجرم ہیں ان میں جرموں کا احساس ہی مٹ گیا ہے۔ قاتل ہیں، پیشہ ور قاتل ہیں یا تکبر و غرور میں اتنے بڑھے ہوئے ہیں کہ انہیں اپنے سوا کسی کی زندگی کی کوئی اہمیت نظر نہیں آتی۔ ایسے لوگوں کی سزا تو قتل ہی ہونی چاہئے سوائے اس کے کہ مقتول کے ورثاء خود معاف کردیں۔ لیکن مغربی دنیا میں اکثر جگہ انسانی حقوق کے نام پر یہ سزا نہیں دی جاتی۔ ملکوں نے اپنے قوانین میں ترمیم کر کے اس سزا کو ختم کر دیا ہے جبکہ ایسے لوگوں کی اصلاح بھی نہیں ہو رہی ہوتی اور وہ ظلم میں بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ یا پھر دوسری انتہا نظر آتی ہے کہ جن میں مسلمان ممالک کے سربراہان کے خلاف مقامی لوگوں نے تحریک چلائی اور انہیں ان کے تخت سے اتار دیا اور پھر بجائے اس کے کہ اگر وہ سزاوار ہیں تو ان پر مقدمہ چلا کر ان کی جو بھی سزا بنتی ہے انہیں دی جائے۔ انہیں مقامی لوگوں کی مدد کرتے ہوئے ظالمانہ طور پر مارا گیا اور یہ مقامی لوگ جب اپنے ان لیڈروں پر ظلم کرتے ہیں تو پیچھے بعض طاقتوں کی شہ ہوتی ہے جس پر یہ سب کچھ کیا جا رہا ہوتا ہے۔

اسلام تو ہر قسم کی اِفراط اور تفریط سے روکتا ہے اور سزا کے لئے اگر اللہ تعالیٰ نے فرمایا تو پھر اس میں ہر امیر غریب کے ساتھ ایک جیسا سلوک ہے۔ اور فرمایا اتنی ہی سزا دو جتنا اس نے کیا اور سزا کے کچھ اصول و قواعد بناؤ۔ اور اس پر ہم دیکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مدینہ میں حکومت قائم کی اور اس کے بعد خلفاء نے اس پر عمل کر کے دکھایا کہ کس طرح سزا ملنی چاہئے اور سزا کا مقصد کیا ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ فرمایا کہ صرف یہی نہیں دیکھنا کہ مجرم کے حق میں کیا بہتر ہے۔ صرف مجرم کا ہی خیال نہیں رکھا جاتا بلکہ بعض دفعہ یہ بھی دیکھنا ہوتا ہے کہ عام معاشرے میں کیا بہتر ہے۔ چھوٹی چیز کو بڑی کے لئے قربان کرنا یا معاشرے کے وسیع تر مفاد کو سامنے رکھنا یہ بعض دفعہ ضروری ہو جاتا ہے۔ اس لئے کسی بھی سزا کے فیصلے کے وقت یہ دیکھنا بھی ضروری ہے کہ معاشرے پر مجموعی طور پر کیا اثر پڑ رہا ہے۔ بعض دفعہ معاف کرنا معاشرے میں غلط تاثر پیدا کرتا ہے کہ دیکھو اتنا بڑا مجرم ایک غلط کام کر کے پھر بچ گیا۔ تو شرارتی طبع لوگ یہ خیال کرتے ہیں کہ ہم بھی غلط کام کر کے معافی مانگ کر بچ جائیں گے۔ یہ صورتحال پھر مجرموں کو اپنے برے افعال کرنے کے لئے جرأت پیدا کرتی ہے اور تقویت دیتی ہے۔ اسی طرح شرفاء خوفزدہ ہونا شروع ہوتے

ہیں یا عمومی طور پر لوگ بے چینی محسوس کرتے ہیں اور اس بے چینی کو دُور کرنے کے لئے پھر اپنی ترکیبیں سوچتے ہیں۔ اکثریت بے شک خود حفاظتی کا انتظام کرتی ہے اگر ایسی لاقانونیت کا دور ہو لیکن کچھ عدم تحفظ کی وجہ سے اگر لاقانونیت نہ بھی ہو اور عدم تحفظ ہو تو پھر خود ہی قانون بھی اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش کرتے ہیں۔ بدقسمتی سے باوجود ایسی خوبصورت تعلیم کے ہمیں ایسی صورتحال مسلمان ممالک میں اکثر نظر آتی ہے۔ سزا اور معافی کے غیر منصفانہ عمل نے مجرموں کو پیدا کرنے میں ایک کردار ادا کیا ہوا ہے اور جس کی وجہ سے پھر دوسرے بھی وہی حرکتیں کرنی شروع کر دیتے ہیں۔

حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا کہ سزا دینے اور معاف کرنے میں یہ ایک بہت بڑی بات پیش نظر ہونی چاہئے کہ سزا یا معافی سے معاشرہ کیا اثر لیتا ہے۔ اگر معافیاں مجرموں کو دلیر کر رہی ہیں تو پھر سزاؤں کی ضرورت ہے نہ کہ معافیوں کی۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ایک موقع پر اسلام کی خوبصورت تعلیم کا توریت اور انجیل سے مقابلہ کرتے ہوئے فرمایا کہ:

’’انجیل میں لکھا ہے کہ تو بدی کا مقابلہ نہ کر‘‘۔ فرمایا کہ ’’انجیل میں لکھا ہے کہ تُو بدی کا مقابلہ نہ کر۔ غرض انجیل کی تعلیم تفریط کی طرف جھکی ہوئی ہے اور بجز خاص حالات کے ماتحت ہونے کے انسان اس پر عمل کر ہی نہیں سکتا۔ دوسری طرف توریت کی تعلیم کو دیکھا جاوے تو وہ اِفراط کی طرف جھکی ہوئی ہے اور اس میں بھی صرف ایک ہی پہلو پر زور دیا گیا ہے کہ جان کے بدلے جان، آنکھ کے بدلے آنکھ اور کان کے بدلے کان اور دانت کے بدلے دانت توڑ دیا جاوے۔ اس میں عفو اور درگذر کا نام تک بھی نہیں لیا گیا۔ اصل بات یہ ہے کہ یہ کتابیں مختص الزمان اور مختص القوم ہی تھیں‘‘۔ (یعنی ایک خاص زمانے کے لئے اور ایک خاص قوم کے لئے تھیں) ’’مگر قرآن شریف نے ہمیں کیا پاک راہ بتائی ہے جو اِفراط اور تفریط سے پاک اور عین فطرت انسانی کے مطابق ہے۔ مثلاً مثال کے طور پر قرآن شریف میں فرمایا ہے: جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا ۔ فَمَنْ عَفَا وَاَصْلَحَ فَاَجْرُهٗ عَلَى اللّٰهِ (الشوریٰ: 41) یعنی جتنی بدی کی گئی ہو اسی قدر بدی کرنی جائز ہے۔‘‘ (یعنی اتنی سزا دینی جائز ہے) ’’لیکن اگر کوئی معاف کر دے اور اس معافی میں اصلاح مدنظر ہو۔ بے محل اور بے موقعہ عفو نہ ہو بلکہ برمحل ہو تو ایسے معاف کرنے والے کے واسطے اس کا اجر ہے جو اسے خدا سے ملے گا۔ دیکھو کیسی پاک تعلیم ہے۔ نہ اِفراط، نہ تفریط۔ انتقام کی اجازت ہے مگر معافی کی تحریص بھی موجود ہے۔‘‘ (بدلہ لینے کا حکم ہے لیکن ساتھ ہی معافی کے لئے توجہ دلائی گئی ہے بلکہ حرص دلائی گئی ہے کہ اس سے تمہیں اللہ تعالیٰ کے ہاں انعام ملے گا) فرمایا کہ ’’بشرط اصلاح یہ ایک تیسرا مسلک ہے جو قرآن شریف نے دنیا کے سامنے رکھا ہے۔ اب ایک سلیم الفطرت انسان کا فرض ہے کہ ان میں خود موازنہ اور مقابلہ کر کے دیکھ لے کہ کون سی تعلیم فطرت انسانی کے مطابق ہے اور کونسی تعلیم ایسی ہے کہ فطرت صحیح اور کانشس اسے دھکّے دیتا ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد 10 صفحہ 402-401۔ ایڈیشن 1984ء مطبوعہ انگلستان)

پس اسلام کی تعلیم ہی ہے جو ہر زمانے میں دنیا کے مسائل کا حل ہے چاہے وہ سزا کے لئے ہوں یا دوسرے مسائل ہوں۔ اسلام کہتا ہے کہ جب تم ایک دفعہ معاف کر دو تو پھر کینوں اور بغضوں کو بھی دل سے نکال دو۔ آپ نے فرمایا بعض لوگوں کے دلوں میں اتنے کینے ہوتے ہیں کہ دادوں پڑدادوں کے زمانے کی باتیں بھی یاد رکھتے ہیں اور معاف نہیں کرتے۔ آپ نے فرمایا ’’یہ مومن کی شان نہیں ہے کہ کینے دلوں میں رکھے جائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا کیا اُسوہ اس بارہ میں ہمارے سامنے ہے۔ جنگ اُحد میں ابوسفیان کی بیوی ہند نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی لاش کا مثلہ کیا۔ ناک کان اور دوسرے اعضاء کاٹ کر لاش کا حلیہ بگاڑ دیا۔ ان کا کلیجہ نکال کر چبا لیا۔ ظلم اور بربریت کی انتہا کی۔ دوسری طرف اس سب کے باوجود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا اُسوہ کیا ہے کہ فتح مکہ پر ہند نقاب اوڑھ کر آپ کی مجلس میں آ گئی۔ کھلے طور پر آ نہیں سکتی تھی کیونکہ اس جرم کی وجہ سے اس کے لئے بھی قتل کی سزا مقرر ہوئی ہوئی تھی۔ آپ کی مجلس میں آ کر اس نے بیعت کی۔ مسلمان ہو گئی اور اس دوران بعض استفسارات کئے۔ بعض سوالات پوچھے۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس کی آواز پہچان گئے۔ آپ نے پوچھا کیا تم ابوسفیان کی بیوی ہند ہو؟ اس نے کہا ہاں یا رسول اللہ۔ لیکن یا رسول اللہ! اب تو مَیں دل سے مسلمان ہو چکی ہوں۔ جو پہلے ہو چکا اس سے درگذر فرمائیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے معاف فرما دیا۔ اس کا اس پر ایسا اثر ہوا کہ مزید اس کی کایا پلٹ گئی۔ گھر جا کر اس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ضیافت کے لئے کھانا تیار کیا اور دو بکرے بھون کر آپ کی خدمت میں بھیجے اور کہا کہ آج جانور کم ہیں اس لئے یہ معمولی تحفہ بھیج رہی ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دعا دی کہ اے اللہ! ہند کی بکریوں میں برکت ڈال دے۔ چنانچہ کہتے ہیں اس کے نتیجہ میں اس کا اتنا بڑا ریوڑ ہو گیا تھا کہ سنبھالا نہیں جاتا تھا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ایک طبقہ تو وہ ہے جو معاف کرنا جانتا ہی نہیں اور جیسا کہ ذکر ہو چکا ہے دادوں پڑدادوں کے وقت کی رنجشیں بھی یاد رکھی ہوئی ہیں۔ اور دوسری طرف ایسے بے غیرت اور دیوث لوگ ہیں کہ نیک چلنی پر ایک داغ ہیں۔ معافی کے نام پر بے غیرتی دکھاتے ہیں۔ پس بے غیرتی بھی نہیں ہونی چاہئے اور ظلم بھی نہیں ہونا چاہئے۔ اگر کوئی کسی کی بیٹی بہن کی عزت پر حملہ کرتا ہے، عصمت پر حملہ کرتا ہے تو قانون کے دائرے میں کارروائی کرنی چاہئے۔ وہاں معافی کا سوال نہیں ہے۔ پس معافی اور بے غیرتی میں فرق بھی معلوم کرنے کی کوشش کرنی چاہئے لیکن قانون ہاتھ میں نہیں لینا یہ بہرحال شرط ہے۔

جیسا کہ مَیں نے کہا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے متعدد جگہ اس حوالے سے وضاحت فرمائی ہے۔ آپ کے بعض مزید حوالے بھی پیش کرتا ہوں۔ بظاہر حوالوں کو دیکھنے سے یہ لگتا ہے کہ ایک ہی مضمون نظر کے سامنے آ رہا ہے لیکن ہر موقع پر آپ نے اس حوالے سے جو ارشاد فرمایا ہے اس میں مختلف رنگ اور مختلف نصیحت ہے۔ ایک جگہ آپ نے فرمایا کہ:

’’بدی کا بدلہ اسی قدر بدی ہے جو کی گئی لیکن جو شخص عفو کرے اور گناہ بخش دے اور اس عفو سے کوئی اصلاح پیدا ہوتی ہو، نہ کوئی خرابی تو خدا اس سے راضی ہے اور اسے اس کا بدلہ دے گا۔ پس قرآن کے رُو سے نہ ہر ایک جگہ انتقام محمود ہے‘‘ (نہ انتقام لینا قابل تعریف ہے) ’’اور نہ ہر یک جگہ عفو قابل تعریف ہے۔ بلکہ محل شناسی کرنی چاہئے۔ اور چاہئے کہ انتقام اور عفو کی سیرت بپابندی محل اور مصلحت ہو، نہ بے قیدی کے رنگ میں۔ یہی قرآن کا مطلب ہے‘‘۔ (کشتئ نوح۔ روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 30)

پس فرمایا خدا اس شخص سے راضی ہوتا ہے جس کی نیت نیک ہے اور اس کے فعل اور کام کا مقصد اصلاح ہے۔ دیوث شخص کے معاف کرنے سے خدا راضی نہیں ہوگا۔ نہ اس سے راضی ہوتا ہے جو انتقام کی نیت رکھتا ہو۔ یہ دونوں چیزیں سامنے ہونی چاہئیں۔ نہ اتنی نرمی ہو کہ بالکل بے غیرت ہو جائے، اس سے بھی اللہ تعالیٰ راضی نہیں ہوتا۔ اور نہ انتقام کی نیت ہو۔ وہ بھی اللہ تعالیٰ کو ناراض کرتی ہے۔ پس ہر دو حدود کو سامنے رکھتے ہوئے معافی اور سزا کے فیصلے کرنے چاہئیں۔

اس بارے میں جماعتی عہدیداروں اور نظام کو بھی اس بات کا خیال رکھنا چاہئے۔ عموماً تو خیال رکھا جاتا ہے لیکن بعض کے خلاف جو فیصلے ہوتے ہیں یا سفارش مجھے آتی ہے تو مَیں یہ تو نہیں کہتا کہ انتقام کی وجہ سے ہوتی ہے لیکن یہ ضرور بعض دفعہ ہوتا ہے کہ سفارش کرنے والے کا طبعاً رجحان سختی کی طرف ہوتا ہے اور بعض ضرورت سے زیادہ نرمی اور معافی کا رجحان رکھتے ہیں جس سے پھر خرابیاں پیدا ہوتی ہیں۔

پس نہ سزا دینا پسندیدہ ہے، نہ معاف کرنا قابل تعریف ہے۔ اصل چیز اللہ تعالیٰ کی رضا کا حصول ہے اور یہ اُس وقت حاصل ہوتی ہے جب اصلاح مقصد ہو اور اس کے لئے متعلقہ محکموں کو چاہئے کہ وہ کوشش کریں چاہے وہ امور عامہ ہے یا قضا ہے کہ بڑی گہرائی میں جا کر سفارش اور فیصلے کرنے چاہئیں تا کہ وہ حقیقی نظام اور حالات ہم اپنے میں اور جماعت میں پیدا کر سکیں جو خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے والے ہوں اور اس کے لئے خدا تعالیٰ سے دعا اور مدد مانگنے کی بھی ضرورت ہے۔ جب بھی کوئی فیصلہ ہو دعا کے ساتھ ہو اور پھر خلیفۂ وقت کے پاس سفارش ہونی چاہئے تا کہ ہر قسم کے بداثرات سے وہ شخص بھی محفوظ رہے جس کے خلاف شکایت کی جا رہی ہے اور نظام جماعت بھی محفوظ رہے اور وہ فیصلہ جماعت میں کسی بھی قسم کی بے چینی کا باعث نہ بنے۔

اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام ایک اور جگہ اپنی کتاب ’نسیم دعوت‘ میں اس مضمون کو بیان فرماتے ہوئے کہ اسلام کے معترضین اور غیر مسلموں کو اسلام کی اس خوبصورت تعلیم کا علم ہونا چاہئے۔ آپ نے یہ بڑا کھول کے بتایا کہ یہ ایسی خوبصورت تعلیم ہے جو کسی اور مذہب میں نہیں۔ آپ نے فرمایا کہ:

’’اگر کوئی تمہیں دکھ پہنچاوے مثلاً دانت توڑ دے یا آنکھ پھوڑ دے تو اس کی سزا اسی قدر بدی ہے جو اس نے کی لیکن اگر تم ایسی صورت میں گناہ معاف کر دو کہ اس معافی کا کوئی نیک نتیجہ پیدا ہو اور اس سے کوئی اصلاح ہو سکے۔ یعنی مثلاً مجرم آئندہ اس عادت سے باز آ جائے‘‘ (اصلاح ہو جائے، مجرم آئندہ باز آ جائے) ’’تو اِس صورت میں معاف کرنا ہی بہتر ہے اور اس معاف کرنے کا خدا سے اجر ملے گا۔

اب دیکھو اس آیت میں دونوں پہلوؤں کی رعایت رکھی گئی ہے۔ اور عفو اور انتقام کو مصلحت وقت سے وابستہ کر دیا گیا ہے۔‘‘ (مصلحت وقت یہ ہے کہ موقع اور محل کے مطابق کام ہو) ’’سو یہی حکیمانہ مسلک ہے جس پر نظام عالم کا چل رہا ہے۔ رعایت محل اور وقت سے گرم اور سرد دونوں کا استعمال کرنا یہی عقلمندی ہے۔ جیسا کہ تم دیکھتے ہو کہ ہم ایک ہی قسم کی غذا پر ہمیشہ زور نہیں ڈال سکتے بلکہ حسب موقعہ گرم اور سرد غذائیں بدلتے رہتے ہیں‘‘ (گرمیوں میں خوراک کے لئے ہماری اور ترجیحات ہوتی ہیں۔ سردیوں میں اَور ہوتی ہیں۔ بیلنسڈ ڈائٹ (Balanced Diet) کی باتیں کی جاتی ہیں تو فرمایا کہ یہ جو ہر جگہ قدرت کا اصول ہے یہاں بھی کام آنا چاہئے) فرمایا ’’اور جاڑے اور گرمی کے وقتوں میں کپڑے بھی مناسب حال بدلتے رہتے ہیں۔ پس اسی طرح ہماری اخلاقی حالت بھی حسب موقع تبدیلی کو چاہتی ہے‘‘۔ (جس طرح قدرت کا قانون یہ ہے کہ ہماری خوراک بھی ادلتی بدلتی رہے۔ اور خوراک موسموں کے لحاظ سے اللہ تعالیٰ نے پیدا بھی فرمائی ہے۔ اسی طرح گرمی سردی کے موسم میں کپڑوں کا ادلنا بدلنا ہے یہ ساری چیزیں بھی قانون قدرت کے مطابق ہیں۔ فرمایا اسی طرح ہماری اخلاقی حالت بھی حسب موقع تبدیلی کو چاہتی ہے۔)

لباس کے بارے میں ضمناً مَیں یہ بھی بتا دوں کہ گرمیوں میں یہاں تو عورتوں کا خاص طور پہ بالکل ننگا لباس ہو جاتا ہے اور سردیوں میں سکارف سے سر بالکل لپیٹا ہوتا ہے، کوٹ پہنا ہوتا ہے اور بڑا مناسب لباس ہوتا ہے۔

لیکن یہی لباس اگر مسلمان عورتیں، حجاب لینے والی عورتیں سردیوں کا لباس تونہیں لیکن سر ڈھانکنے کی حد تک گرمیوں میں سر ڈھانک لیں تو ان کے خلاف یہ حد لگ جاتی ہے کہ یہ عورتوں کے حقوق ختم کئے جا رہے ہیں۔ بلکہ اب اس میں یہاں تک حکومت نے دخل اندازی شروع کر دی ہے اور یہ بھی ایک دوسری طرح کی دخل اندازی ہے جس کا مقصد اصلاح نہیں بلکہ ناانصافی ہے۔ پچھلے دنوں میں وزیر اعظم صاحب کا بیان تھا کہ ہم سوچ رہے ہیں کہ اگر عورتیں یا کام کرنے والی عورتیں جو کسی بھی پیشہ کی ہیں پبلک جگہوں پر حجاب لے کر آئیں گی تو ان کو کام سے نکال دیا جائے گا۔ تو یہ جو چیزیں اور دنیاوی قانون ہیں یہ ایک دوسری طرف چلے گئے ہیں، ایک دوسری extreme پر چلے گئے ہیں جس سے پھر فساد پیدا ہوتا ہے، بے چینیاں پیدا ہوتی ہیں۔ اسلام کہتا ہے کہ ایسے قانون نہ بناؤ، ایسے فیصلے نہ کرو جن سے بے چینیاں پیدا ہوں بلکہ وہ فیصلے کرو جو بہتر ہوں، معاشرے کے لئے بہتر ہوں، اس شخص کے لئے بہتر ہوں۔ اور ایسے فیصلے جو ہوں گے پھر اس سے خدا تعالیٰ بھی راضی ہوگا۔

بہرحال حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ: ’’اسی طرح ہماری اخلاقی حالت بھی حسب موقع تبدیلی کو چاہتی ہے۔ ایک وقت رعب دکھلانے کا مقام ہوتا ہے۔ وہاں نرمی اور درگزر سے کام بگڑتا ہے۔ اور دوسرے وقت نرمی اور تواضع کا موقع ہوتا ہے اور وہاں رعب دکھلانا سفلہ پن سمجھا جاتا ہے۔ غرض ہر ایک وقت اور ہر ایک مقام ایک بات کو چاہتا ہے۔ پس جو شخص رعایت مصالح اوقات نہیں کرتا وہ حیوان ہے۔ نہ انسان۔ اور وحشی ہے، نہ مہذب۔‘‘ (نسیم دعوت، روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 437-438)

موقع اور محل اور وقت کی مصلحت کے مطابق کام کرنے کے لئے آپ نے قانون قدرت کے مطابق مثال دی ہے جیسا کہ مَیں نے بیان کیا۔ غذاؤں میں توازن بھی ضروری ہے اور ایک ہی قسم کی غذائیں انسان استعمال نہیں کرتا۔ آجکل کے بھی جو نیوٹریشن (Nutrition) کے ماہر ہیں اپنے مریضوں کو بڑے بڑے چارٹ بنا کر دیتے ہیں کہ اس کے مطابق غذا کھاؤ اور اس سے ہی، یعنی غذا سے ہی علاج ہوتے ہیں۔ اسی طرح موسمی حالات کے مطابق ہمارے کپڑے ہیں۔ تو بہرحال آپ نے فرمایا کہ یہ قانون قدرت اخلاقی حالت پہ بھی حاوی ہے۔ فرمایا کہیں تو نرمی اور درگذر سے کام بگڑتا ہے۔ کہیں رعب دکھانے سے، سختی کرنے سے کام بگڑتا ہے۔ پس انسان کی اس فطرت کو ہر جگہ لاگو کرنے کی ضرورت ہے کہ جو تبدیلیاں ہیں اس کی طبیعت کے مطابق ہوں۔ اصلاح کے لئے جو تجویز کیا گیا ہو وہ کسی بھی انسان کی طبیعت کے مطابق ہو اور یہی انسان اور حیوان میں فرق ہے۔

پھر ایک جگہ آپ نے فرمایا کہ: ’’قرآن شریف نے بے فائدہ عفو اور درگزر کو جائز نہیں رکھا۔ کیونکہ اس سے انسانی اخلاق بگڑتے ہیں اور شیرازہ نظام درہم برہم ہو جاتا ہے بلکہ اس عفو کی اجازت دی ہے جس سے کوئی اصلاح ہو سکے‘‘۔ (چشمۂ مسیحی۔ روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 346۔ حاشیہ)

پس یہ بہت اہم بات ہے۔ عفو اور درگذر اگر بلاوجہ ہو تو نظام درہم برہم ہو جاتا ہے اور انسان کے اندر بے قیدی پیدا ہو جاتی ہے۔ اپنی حدود سے باہر نکلنا شروع ہو جاتا ہے۔ نظام قائم نہیں رہتا۔ پس جن کو اصلاح کے لئے سزا ملتی ہے وہ بجائے ڈھٹائی دکھانے کے اس بات کی طرف زیادہ توجہ دیں کہ ہم نے اپنی اصلاح کس طرح کرنی ہے۔ اس کے لئے استغفار کریں اور اپنی اصلاح کریں۔

جماعت میں کوئی سزا کسی انتقام کی وجہ سے نہیں دی جاتی جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا۔ اصلاح کے لئے دی جاتی ہے اور یہی کوشش ہونی چاہئے اور ہوتی ہے۔ صرف عہدیداروں کے لئے ہی یہ نہیں ہے۔ صرف عہدیداروں کا ہی قصور نہیں بلکہ افراد کے بھی قصور ہوتے ہیں۔ اگر ہر شخص اپنے روزمرہ کے معاملات میں اور آپس کے تعلقات میں اپنا جائزہ لے کہ وہ دوسروں کے متعلق کس طرح سوچتا ہے اور اپنے متعلق کیا سوچتا ہے تو اس سے معاشرے میں ایک خوبصورتی پیدا ہوتی ہے۔ پس اصل چیز یہی ہے کہ ہر وقت یہ خیال رہے کہ ہر فعل اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہو۔ جب یہ ہو گا تبھی اصلاح ہو گی۔

ایک موقع پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ:

’’بدی کی جزا اسی قدر بدی ہے لیکن اگر کوئی عفو کرے مگر وہ عفو بے محل نہ ہو بلکہ اس عفو سے اصلاح مقصود ہو تو اس کا اجر اللہ کے ذمہ ہے۔ مثلاً اگر چور کو چھوڑ دیا جاوے تو وہ دلیر ہو کر ڈاکہ زنی کرے گا اس کو سزا ہی دینی چاہئے۔ لیکن اگر دو نوکر ہوں ایک ان میں سے ایسا ہو کہ ذرا سی چشم نمائی ہی اس کو شرمندہ کر دیتی ہے۔ (ذرا سا غور سے اس کے غلط کام کو دیکھا تو وہ اس کو شرمندہ کر دے اور وہ اپنی اصلاح کر لے۔) اس کی اصلاح کا موجب ہوتی ہے تو اس کو سخت سزا مناسب نہیں۔ (بعض صرف اشارے سے سمجھ جاتے ہیں اس لئے ان کو کچھ کہنا بھی نہیں پڑتا۔ ان کو دیکھنے سے ہی ان کی اصلاح ہو جاتی ہے) مگر دوسرا عمداً شرارت کرتا ہے اس کو عفو کریں تو بگڑتا ہے۔ اس کو سزا ہی دی جاوے (تو تبھی ٹھیک ہے۔) تو بتاؤ مناسب حکم وہ ہے جو قرآن کریم نے دیا ہے یا وہ جو انجیل پیش کرتی ہے۔ قانون قدرت کیا چاہتا ہے۔ وہ تقسیم و رؤیت محل چاہتا ہے۔ یہ تعلیم کہ عفو سے اصلاح مدّ نظر ہو ایسی تعلیم ہے جس کی نظیر نہیں اور اسی پر آخر متمدّن انسان کو چلنا پڑتا ہے اور یہی تعلیم ہے جس پر عمل کرنے سے انسان میں قوت اجتہاد اور تدبّر اور فراست بڑھتی ہے۔ گویا یوں کہا گیا ہے کہ ہر طرح کی شہادت سے دیکھو اور فراست سے غور کرو‘‘۔ اب کہتے ہیں جی اسلام پابندیاں لگا دیتا ہے، غور پہ روک دیتا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ یہ جو چیزیں ہیں اس ایک حکم میں ہی دیکھ لو۔ کیسا حکم ہے کہ اس سے تدبر اور فراست کی قوت بڑھتی ہے۔ اجتہاد کی قوت پیدا ہوتی ہے۔ فرمایا کہ ’’اگر عفو سے فائدہ ہو تو معاف کرو لیکن اگر خبیث اور شریر ہے تو پھر جَزٰٓؤُا سَيِّئَةٍ سَيِّئَةٌ مِّثْلُهَا پر عمل کرو اسی طرح پر اسلام کی دوسری پاک تعلیمات ہیں جو ہر زمانے میں روز روشن کی طرح ظاہر ہیں۔‘‘

(الحکم جلد 4۔ نمبر 14 مورخہ 17 اپریل 1900 صفحہ 5 و 6۔ بحوالہ تفسیر حضرت مسیح موعود علیہ السلام جلد 4 صفحہ 109)

پس ان دو باتوں کو ہمیں ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے اور اس لئے سامنے رکھنا چاہئے کہ ہم نے اصلاح کرنی ہے اور برائیوں کو روکنا ہے۔ معاشرے میں امن اور سلامتی کی فضا پیدا کرنی ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ خدا تعالیٰ کو راضی کرنا ہے کیونکہ وہ ظالموں کو پسند نہیں کرتا۔ اللہ تعالیٰ ہمیں قرآنی احکامات کو سمجھنے اور ان پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

نمازوں کے بعد مَیں ایک جنازہ غائب بھی پڑھاؤں گا جو مکرم بلال محمود صاحب ولد مکرم ممتاز احمد صاحب سندھی دارالیمن غربی شکر ربوہ کا ہے۔ بلال محمود صاحب ابن ممتاز سندھی صاحب مرحوم کو مورخہ 11رجنوری 2016ء کی رات کو ربوہ میں شہید کر دیا گیا۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔ رات کے وقت اپنے گھر جا رہے تھے کہ نامعلوم موٹر سائیکل سواروں نے فائرنگ کر کے قتل کر دیا۔ تفصیل کے مطابق یہ ہے کہ تقریباً نو بجے رات اپنی دوکان واقع بلال مارکیٹ نزد پھاٹک سے گھر واپس جا رہے تھے کہ درّہ کے قریب نامعلوم موٹر سائیکل سواروں نے ان پر فائرنگ کی اور فرار ہو گئے۔ فائرنگ کے نتیجہ میں بلال صاحب کو پانچ گولیاں لگیں جن میں سے دو گولیاں سر میں لگیں۔ ان کو فضل عمر ہسپتال پہنچایا گیا۔ وہاں سے ابتدائی طبی امداد کے بعد الائیڈ ہسپتال فیصل آباد بھیج دیا گیا جہاں پر ڈاکٹر ابھی طبیعت سنبھلنے کا انتظار کر رہے تھے اور گولیاں نکالنے کے لئے آپریشن نہیں کیا تھا کہ اس دوران ان کی وفات ہو گئی۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّآ اِلَيْهِ رٰجِعُوْنَ۔

1989ء میں یہ گوٹھ بلال نگر نزد نوکوٹ ضلع میر پور خاص میں پیدا ہوئے تھے۔ وقف نَو کی بابرکت تحریک میں شامل تھے۔ میٹرک تک ہی تعلیم حاصل کی تھی۔ 2003ء میں والد کی وفات ہو گئی، پھر یہ خاندان ربوہ شفٹ ہو گیا۔ 2008ء میں تجدید وقف کر کے دفتر وصیت صدر انجمن احمدیہ کے نئے کارکن کے طور پر تعینات ہوئے۔ وہیں وفات تک خدمت سرانجام دیتے رہے۔ شام کے وقت تھوڑی دیر کے لئے اپنی چھوٹی سی دوکان تھی اس میں بھی جاتے تھے۔ اپنے حلقہ میں ان کو مختلف حیثیتوں سے جماعتی کام کرنے کی توفیق ملی اور آجکل اپنے محلے کے سیکرٹری وصایا بھی تھے۔ مرحوم کی شادی 2015ء کے اپریل میں ہوئی تھی اور اب ان کی اہلیہ بھی امید سے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان پر بھی فضل فرمائے اور آنے والی اولاد پر بھی فضل فرمائے۔ انتہائی شریف النفس، ہمدرد اور ملنسار شخصیت کے مالک تھے۔ اپنے کام میں سنجیدہ، محنتی، اطاعت گزار تھے۔ خلافت سے گہرا تعلق تھا۔ ہر ایک سے احترام اور ادب سے، محبت سے پیش آنے والے تھے۔ عزیز رشتے داروں کے ساتھ بھی اور والدہ اور بہنوں کے ساتھ بہت محبت کا تعلق رکھتے تھے۔

پسماندگان میں اہلیہ مبشرہ بلال صاحبہ اور والدہ مبارکہ ممتاز صاحبہ کے علاوہ ایک بھائی اور دو ہمشیرگان سوگوار چھوڑے ہیں۔ ان کے پہلے سیکرٹری مجلس کارپرداز اور موجودہ بھی ان دونوں نے اسی بات کو لکھا ہے کہ بڑے ہونہار اور نہایت محنت سے کام کرنے والے تھے اور کبھی یہ نہیں ہوا کہ کسی موقع پر کوئی سُستی یا کوتاہی دکھائی ہو اور ہمیشہ مسکراتے بھی رہتے تھے۔ دفتر وقت پہ آتے۔ جو کام کہو بھاگ کر کرنے والے تھے۔ ایسے کارکن کم ہی ملتے ہیں جو ہر وقت مسکراتے رہیں۔ اپنے کام سے کام رکھتے تھے۔ اطاعت اور فرمانبرداری میں نہایت اعلیٰ درجہ کے تھے۔ جماعتی کاموں میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے اور نصیر صاحب جو موجودہ سیکرٹری کارپرداز ہیں لکھتے ہیں کہ خلافت سے شہید کا ایسا تعلق تھا کہ اسے دیکھ کے ہمیں رشک آتا تھا۔

اللہ تعالیٰ مرحوم کے درجات بلند فرمائے اور ان کے پسماندگان کو صبر اور حوصلہ عطا فرمائے۔

......☆......☆......☆......☆......☆......

احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جمعہ کے دن اللہ کے گھر کے ہر دروازے پر فرشتے ہوتے ہیں۔ وہ خدا کے گھر میں پہلے آنے والوں کو پہلے لکھتے ہیں اور آنے والوں کی فہرست ترتیب وار تیار کرتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ جب امام خطبہ شروع کرتا ہے تو وہ اپنا رجسٹر بند کر دیتے ہیں اور ذکر الٰہی سنتے ہیں۔ (صحیح بخاری کتاب الجمعہ باب الاستماع حدیث نمبر: 877)

طالب دعا: ایڈوکیٹ منور احمد خان، صدر جماعت احمدیہ پوری اُڈیشہ مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین

مالک رام دی ہٹی مین بازار قادیان
Malik Ram Di Hatti, Main Bazar, Qadian

کمپنی کے اُونی، ریشمی بڑھیا کپڑے خریدنے کیلئے تشریف لائیں
098141-63952
نوٹ: پرانی دوکان بدل کر سامنے نئے شوروم میں چلی گئی ہے۔

اسلام کی تعلیم تو امن اور سلامتی کی تعلیم ہے۔قرآن کریم کی روشنی میں ہی ہم نے یہ تعلیم دنیا کو دکھانی ہے

دنیا کو ہم نے اپنے علم اور عمل سے بتانا ہے کہ دنیا کو اپنی سلامتی اور امن کا خطرہ اسلام سے نہیں بلکہ ان لوگوں سے ہے جو اسلام کے خلاف ہیں

خطبہ جمعہ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ فرمودہ 11رد سمبر 2015ء بطرز سوال وجواب

بمطابق منظوری سیّدنا حضور انور ایّدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز

سوال: آج کل جو اسلام کے نام پر عراق اور شام میں شدت پسند گروہ کی طرف سے خونریزی ہو رہی ہے اس کی وجہ سے اسلام مخالف لوگ کیا اعتراض کر رہے ہیں اور اس کا حضور انور نے کیا جواب دیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: اس چیز نے جہاں عوام کو خوفزدہ کیا ہے وہاں ان لوگوں کو جو بعض ملکوں کے لیڈر ہیں لاعلمی کی وجہ سے یا اسلام مخالف خیالات کی وجہ سے اسلام کے خلاف کہنے کا موقع بھی دیا ہے۔ کہنے اور لکھنے والے یہ بھی لکھتے ہیں کہتے بھی ہیں کہ ٹھیک ہے دوسرے مذاہب کی تعلیم میں بھی سختی ہے۔ بعض احکامات ایسے ہیں لیکن ان کے ماننے والے یا تو اس پر اب عمل نہیں کرتے یا اس میں حالات کے مطابق تبدیلیاں کر لی ہیں اور زمانے کی ضرورت کے مطابق اس تعلیم کو کر لیا ہے۔ اور اس بات پر ان کا زور ہے کہ اب قرآن کریم کے احکامات کو بھی اس زمانے کے مطابق ڈھالنے کی ضرورت ہے۔ بہرحال اس سے یہ بات تو ثابت ہوگئی کہ ان کے مطابق ان کی تعلیم اب خدا کی بھیجی ہوئی نہیں رہی بلکہ انسانوں کی بنائی ہوئی تعلیم رہ گئی ہے۔ اور یہ ہونا تھا کیونکہ ان تعلیموں کے قائم رہنے یا ان پر تاقیامت عمل کرنے والے پیدا ہونے کا خدا تعالیٰ کا وعدہ نہیں۔ لیکن قرآن کریم میں جب اللہ تعالیٰ نے یہ اعلان فرمایا کہ اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ (الحجر:10) یعنی اس ذکر یعنی قرآن کریم کو ہم نے ہی اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کریں گے۔ تو اس کی حفاظت کے پھر سامان بھی فرمائے۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے آیت کریمہ اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ کی کیا تشریح بیان فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ایک جگہ آپ فرماتے ہیں کہ: اللہ تعالیٰ کی قدیم سے یہ عادت ہے کہ جب ایک قوم کو کسی فعل سے منع کرتا ہے تو ضرور اس کی تقدیر میں یہ ہوتا ہے کہ بعض ان میں سے اس فعل کے ضرور مرتکب ہوں گے جیسا کہ اس نے توریت میں یہودیوں کو منع کیا تھا کہ تم توریت اور دوسری خدا کی کتابوں کی تحریف نہ کرنا۔ سو آخر ان میں سے بعض نے تحریف کی (اس کو بدلا) مگر قرآن کریم میں یہ نہیں کہا گیا کہ تم قرآن کریم کی تحریف نہ کرنا (اس کو نہ بدلنا) بلکہ یہ کہا گیا اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ (الحجر:10) پھر آپ فرماتے ہیں کہ یہ آیت ''صاف بتلا رہی ہے کہ جب ایک قوم پیدا ہوگی کہ اس ذکر کو دنیا سے مٹانا چاہے گی تو اس وقت خدا آسمان سے اپنے کسی فرستادہ کے ذریعہ سے اس کی حفاظت کرے گا''۔

سوال: ایک مسلمان اگر غلط حرکت کرے تو اُسے اسلام کی طرف منسوب کر دیا جاتا ہے اور اگر کسی دوسرے مذہب والا کرے تو کہہ دیا جاتا ہے کہ بے چارہ معذور ہے۔ اس ضمن میں حضور انور نے کیا واقعہ بیان فرمایا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: گزشتہ دنوں اس What's App پر ایک چھوٹی سی فلم چل رہی تھی جس میں دو لڑکے ایک کتاب میں سے جس کے باہر قرآن لکھا ہوا تھا لوگوں کو بعض آیات یا حصے پڑھ کر سنا رہے تھے کہ یہ کیسی تعلیم ہے اور سڑک پر مختلف لوگوں سے اس کے بارے میں پوچھ رہے تھے۔ تو ہر ایک کو جب یہ پتا لگتا تھا کہ یہ قرآن کریم کی تعلیم ہے کیونکہ باہر لکھا ہوا تھا تو ہر ایک اسلام کی برائیاں کر رہا تھا کہ دیکھو یہ ثابت ہوگیا کہ اسلامی تعلیم ہی ایسی ہے جس کی وجہ سے مسلمان ایسی حرکتیں کرتے ہیں۔ کچھ دیر کے بعد ان لڑکوں نے اس کتاب کا (cover) اتار دیا اور دکھایا کہ یہ اسلام کی نہیں یہ بائبل کی تعلیم ہے کیونکہ یہ بائبل ہے جو ہم پڑھ رہے تھے۔ تو کسی نے اس پر کوئی منفی تبصرہ نہیں کیا۔ اسلام کا نام آتا ہے تو فوراً منفی تبصرہ ہوتا ہے لیکن یہاں سارے بس ہنس کر چپ ہوگئے۔ تو یہ تو ان کا حال ہے۔ اگر ایک مسلمان غلط حرکت کرتا ہے تو اسلام کی طرف منسوب کر دیتے ہیں اگر کوئی دوسرے مذہب والا کرتا ہے تو کہتے ہیں بیچارا معذور ہے پاگل ہے۔

سوال: حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے مسلمانوں کو کس بات کی دعوت دی ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے...... کلام میں مسلمانوں کو بھی دعوت ہے کہ اس زمانہ میں اسلام پر میڈیا اور تحریر و تقریر کے ذریعہ سے جو حملے ہو رہے ہیں ان کا توڑ کرنے کے لئے اس شخص کے ساتھ رشتہ جوڑ کر اسلام کی خوبصورت تعلیم کی عظمت سے ان مخالفین کا منہ بند کریں جو اسلام پر دہشت گردی اور شدت پسندی کا الزام لگاتے ہیں۔ جو گروہ یا لوگ تلوار کے زور سے اسلام پھیلانے کا دعویٰ کرتے ہیں، تلوار کے ذریعہ سے اسلام پھیلانے کا دعویٰ کرتے ہیں، حقیقت میں وہ اسلام مخالف طاقتوں کے آلہ کار ہیں۔

سوال: ہم احمدیوں پر حضور انور نے کیا ذمہ داری عائد فرمائی ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: آج ہم احمدیوں نے ہی مسلمانوں اور غیر مسلموں دونوں کو حقیقت سے آشکار کرنا ہے جو لوگ اسلام پر اعتراض کرتے ہیں وہ جاہل ہیں اور ہم نے ان کو ان کی جہالت کا حال دکھانا ہے۔ اسلام کی تعلیم تو امن اور سلامتی کی تعلیم ہے۔ قرآن کریم کی روشنی میں ہی ہم نے یہ تعلیم دنیا کو دکھانی ہے۔ ان لوگوں کو بتانا ہے کہ تم جو بغیر علم کے کہہ دیتے ہو کہ اسلام کی تعلیم میں شدت پسندی ہے اسی لئے مسلمان بھی شدت پسند بنتے ہیں یہ تمہاری لاعلمی اور جہالت ہے۔ مسلمانوں کو بھی بتانا ہوگا کہ آپس کے قتل و غارت اور فرقہ بندی سے تم اسلام کو بدنام کر رہے ہو۔ گو ہمارے پاس زیادہ وسائل تو نہیں ہیں لیکن جس حد تک ہم پریس میڈیا اور مختلف ذرائع سے یہ کام کر سکتے ہیں ہر ملک میں اور ہر شہر میں کرنے چاہئیں۔ اس وقت دنیا کو اسلام کی حقیقی تصویر دکھانا بہت ضروری ہے۔

سوال: برٹش پارلیمنٹ میں گلاسگو کی ایم پی اور وہاں بیٹھی ہوئی وزیر داخلہ اور ہوم سیکرٹری نے احمدیت کے متعلق کن تاثرات کا اظہار کیا؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: گزشتہ دنوں یہاں برٹش پارلیمنٹ میں گلاسگو کی ایک ایم پی (MP) نے اسلام کی حقیقت کے بارے میں جماعت احمدیہ کے حوالے سے کہا کہ اسلام کی امن اور سلامتی کی تعلیم پر عمل کرنے والے احمدی مسلمان ہیں اور مَیں گلاسگو میں ان کے ایک پیس سمپوزیم میں شامل ہوئی تھی اور اس نے بڑی تعریف کی۔ اس پر وہیں بیٹھی ہوئی وزیر داخلہ، ہوم سیکرٹری نے بھی کہا کہ جو اسلام احمدی پیش کرتے ہیں وہ واقعی اس سے بالکل مختلف ہے جو اسلامی شدت پسند دکھاتے ہیں۔ اور حقیقت میں احمدی امن پسند شہری ہیں۔ اور حقیقت یہ ہے کہ احمدی کوئی نئی تعلیم پیش نہیں کرتے بلکہ قرآن کریم کی تعلیم پیش کرتے ہیں۔

سوال: اسلام کی پُرامن تعلیم کو دنیا میں پھیلانے کیلئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے کیا ہدایات بیان فرمائیں؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: گزشتہ دنوں جب میں جاپان میں تھا تو وہاں بھی پڑھے لکھے طبقے کا یہ اظہار تھا۔ بلکہ ایک عیسائی پادری نے بھی کہا کہ اسلام کی تعلیم جو تم قرآن کریم کی روشنی میں بتا رہے ہو اس کو جاننے کی جاپانیوں کو بہت ضرورت ہے بلکہ دنیا کو ضرورت ہے۔ اس نے کہا لیکن اس کا فائدہ تبھی ہوگا کہ اب اس بات کو اس فنکشن تک محدود نہ کریں جس میں آپ بول رہے ہیں بلکہ جاپان میں مسلسل کوشش سے یہ تعلیم لوگوں کو بتائیں، حضور انور نے فرمایا اسلام کی خوبصورت تعلیم کا ادراک جس طرح ہمیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ذریعہ ہوا ہے اسے پھیلائیں۔ اس خوبصورت تعلیم کے سامنے کوئی ٹھہر ہی نہیں سکتا۔ اور یہ سب باتیں قرآن کریم کی تعلیم کی روشنی میں ہمیں آپ نے بتائی ہیں اور آگے جماعت کے لٹریچر میں بھی بہت ساری جگہوں پہ موجود ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کی صحیح تشریح اور تفسیر کے پہنچانے، اس کے معنوں کی صحیح تشریح کرنے کیلئے اور قرآن کریم کی حفاظت کے لئے آپ علیہ السلام کو بھیجا جیسا کہ آپ نے فرمایا۔ آپ نے اپنی کتب اور ملفوظات اور تقاریر میں اس کا خوب حق ادا کیا ہے۔ پس اس زمانے میں قرآن کریم کی حفاظت کا اللہ تعالیٰ نے آپ سے کام لیا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام سے کام لیا ہے۔ اور یہی کام ہر احمدی کا ہے کہ ہر طبقے اور ہر مزاج تک اس پیغام کو پہنچائیں اور ہر جگہ اس کام کو سرانجام دیتے ہوئے آپ علیہ السلام کی بیعت میں آنے کا حق ادا کریں۔

سوال: اسلام کی لڑائیاں کتنی اقسام کی ہیں؟

جواب: حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ''اسلام کی لڑائیاں تین قسم سے باہر نہیں''۔ یعنی تین قسم کی لڑائیاں ہیں جب اسلام میں سختی ہوئی یا سختی کرنے کی اجازت ہے۔'' دفاعی طور پر یعنی بہ بطریق حفاظت خود مختیاری۔ (اگر تم پر کوئی حملہ کرے تو اس وقت اپنی حفاظت اور دفاع کرنے کیلئے ہتھیار اٹھایا جاسکتا ہے)''بطور سزا یعنی خون کے عوض میں خون''۔ (اس وقت جب کسی کو سزا دینی ہو اور دوسروں نے حملہ کیا ہے خون بہایا ہے تو بہرحال سزا کے طور پر چاہے وہ جنگ ہے یا عام حالات ہیں اس وقت ہتھیار استعمال کیا گیا ہے یا سزا دی گئی ہے یا قتل کیا گیا ہے) اور نمبر تین''بطور آزادی قائم کرنے کے۔ یعنی بغرض مزاحموں کی قوت توڑنے کے جو مسلمان ہونے پر قتل کرتے تھے''۔

سوال: دین کی ذاتی خوبیوں کو پیش کرنے کیلئے حضور انور نے ایک احمدی کی کیا ذمہ داری بیان فرمائی؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: یہ ہر احمدی کی بہت بڑی ذمہ داری ہے کہ دین کی ذاتی خوبیوں کو پیش کرنے کے لئے قرآن کریم کا علم حاصل کریں اور پھر اپنے نیک نمونے قائم کر کے دنیا کو اپنی طرف کھینچیں اور یہی علم اور عمل ہے جس سے اس زمانے میں ہم حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی غلامی میں آتے ہوئے قرآن کریم اور اسلام کی حفاظت کے کام میں حصہ دار بن سکتے ہیں اور دنیا کو بتا سکتے ہیں کہ اگر دنیا میں حقیقی امن قائم کرنا ہے تو قرآن کریم کے ذریعہ ہی قائم ہو سکتا ہے۔

سوال: دنیا کو اپنی سلامتی اور امن کا خطرہ کس سے ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: دنیا کو ہم نے اپنے علم اور عمل سے بتانا ہے کہ دنیا کو اپنی سلامتی اور امن کا خطرہ اسلام سے نہیں بلکہ ان لوگوں سے ہے جو اسلام کے خلاف ہیں۔ یہ لوگ جو اسلام کو بدنام کرتے ہیں وہ جھوٹ اور بہتان سے کام لیتے ہیں۔ اور ان کا یہ جھوٹ اور بہتان اصل میں دنیا کی سلامتی کو خطرے میں ڈال رہا ہے۔ یہ لوگ اپنے مفادات کے لئے، دنیا میں اپنی جغرافیائی اور سیاسی برتری حاصل کرنے کیلئے فساد برپا کئے ہوئے ہیں۔ اور اب تو مختلف مغربی میڈیا پر خود ان کے اپنے لوگ ہی کہنے لگ گئے ہیں کہ مسلمانوں کی یہ شدت پسند تنظیمیں ہماری حکومتوں کی پیداوار ہیں جو ہم نے عراق کی جنگ کے بعد یا شام کے حالات کے بعد پیدا کی ہیں۔ اس بات سے میں مسلمانوں اور ان لوگوں کو جو اسلام کے نام پر مسلمان کہلاتے ہوئے شدت پسندی کا اور اسلام کی غلط تعلیم کے اظہار کا مظاہرہ کر رہے ہیں بری الذمہ نہیں کرتا لیکن اس آگ کو بھڑکانے میں بڑی طاقتوں کا بہرحال حصہ ہے۔ انصاف سے کام نہ لینے کی ایک بہت بڑی وجہ ہے جس کی وجہ سے یہ سب کچھ ہو رہا ہے۔ دنیا کے امن اور سلامتی کو برباد کرنے والے صرف یہ مسلمان گروہ ہی نہیں ہیں جو اسلامی تعلیم کے خلاف چلتے ہوئے ظلم و فساد کر رہے ہیں بلکہ بڑی حکومتیں بھی ہیں جو اپنے مفادات کو اولیت دیتی ہیں اور دنیا کا امن ان کے نزدیک ضمنی اور ثانوی چیز ہے۔

سوال: ایک حقیقی مسلمان اور عبد رحمان کی اللہ تعالیٰ نے کیا پہچان بتائی ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: ایک حقیقی مسلمان اور عبد رحمان کی تو پہچان ہی اللہ تعالیٰ نے یہ بتائی ہے کہ وَاِذَا خَاطَبَہُمُ الۡجٰہِلُوۡنَ قَالُوۡا سَلٰمًا۔ (الفرقان:64) اور جب جاہل لوگ ان سے لڑتے ہیں تو وہ بجائے لڑنے کے کہتے ہیں ہم تمہارے لئے سلامتی کی دعا کرتے ہیں۔ پس یہ قرآنی تعلیم ہے اور یہی تعلیم ہے جو ہر سطح پر امن اور سلامتی قائم کرنے اور اس کے لئے کوشش کرنے کا حکم دیتی ہے۔ یہ اسلام ہے اور صرف اسلام ہے جو دنیا میں امن وسلامتی کی ضمانت بن سکتا ہے۔ اور یہ قرآن کریم ہے اور صرف قرآن کریم ہے جو امن اور سلامتی پھیلانے کی اور شدت پسندی کے خاتمے کی تعلیم دیتا ہے۔

سوال: دنیا کو آگ میں گرنے سے بچانے کیلئے ہمیں کیا کرنے کی ضرورت ہے؟

جواب: حضور انور نے فرمایا: دنیا اس وقت آگ کے گڑھے کے جس دہانے پر کھڑی ہے کسی وقت بھی ایسے حالات ہو سکتے ہیں کہ وہ اس میں گر جائے۔ ایسے وقت میں دنیا کو اس آگ میں گرنے سے بچانے کی کوشش کرنا اور امن اور سلامتی دینے کا کام کرنا ایک احمدی کی ذمہ داری ہے اور احمدی ہی کر سکتے ہیں۔ پس اس کے لئے کوشش کی ضرورت ہے اور سب سے بڑی چیز اس مقصد کو حاصل کرنے کیلئے اللہ تعالیٰ سے خاص تعلق پیدا کرنا ہے، اس کے آگے جھکنا ہے، اس کا تقویٰ اختیار کرنا ہے۔ اسکا تقویٰ اپنے دلوں میں پیدا کرنا ہے۔ تبھی ہم اپنے آپ کو اور اپنی نسلوں کو بھی اور دنیا کو بھی امن اور سلامتی دے سکتے ہیں۔ ایسے ہی موقع کے لئے اور ان حالات کیلئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا تھا کہ:

آگ ہے پر آگ سے وہ سب بچائے جائیں گے
جو کہ رکھتے ہیں خدائے ذوالعجائب سے پیار
(درثمین)

پس اس ذوالعجائب اور سب طاقتوں کے مالک خدا سے تعلق مضبوط تر کرنے کی ضرورت ہے اور اللہ تعالیٰ سے پیار میں بڑھنے کی ہمیں کوشش کرنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے اور دنیا داروں کو بھی عقل دے کہ وہ خدا تعالیٰ کی آواز کو سنیں اور اپنی اصلاح کی کوشش کریں اور تباہی کے گڑھے میں گرنے سے بچیں۔ ☆......☆

ہمارا سفرِ حج

(سید وثیق الدین احمد، سونگھڑہ، اُڈیشہ)

اخبار بدر مورخہ یکم مئی 2014 صفحہ نمبر 12 پر مکرم سید عبدالباقی صاحب امیر جماعت بھاگلپور کا مضمون ''میرا سفر عمرہ اور زیارتِ حرمین شریفین'' شائع ہوا تھا۔ مضمون پڑھ کر مکرم سید وثیق الدین صاحب آف سونگھڑہ، اُڈیشہ نے بھی اپنی رُودادِ سفر حج ہمیں بغرض اشاعت بدر بھجوائی۔ جو ذیل میں پیش ہے۔

یہاں یہ ذکر کرنا خالی از دلچسپی نہ ہوگا کہ مکرم سید عبدالباقی صاحب کا مضمون اخبار بدر میں شائع ہوا تو اسے پڑھ کر مولانا غیاث الدین صاحب دھامپوری نے ''قادیانیوں کو حج وعمرہ سے روکنے کی ذمہ داری'' کے عنوان سے مضمون لکھ مارا جو سہ روزہ ''دعوت'' دہلی مورخہ 16 جون 2014 کے صفحہ 2 پر شائع ہوا۔ مضمون کیا ہے بس حسد اور جلن کی ایک آگ ہے جو سینے میں جل رہی ہے۔ عجیب بات ہے کہ ایک طرف تو یہ ہمیں کہتے ہیں کہ احمدی حج نہیں کرتے اور جب احمدی حج کرتے ہیں تو کہتے ہیں کہ انہیں ہر قیمت پر حج سے روکا جائے۔ احمدی تو حج کرتے ہیں اور حج کرتے رہیں گے۔ انشاء اللہ۔ ہم یقین سے پُر ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جماعت کیلئے وہ دن بھی جلد آئیں گے جبکہ وہ آزادی سے حج کرسکیں گے اور انہیں روکنے والا کوئی نہ ہوگا۔ انشاء اللہ (ادارہ)

یہ 2006ء کی بات ہے کہ اُڑیسہ حج کمیٹی کٹک کے دفتر کی نوٹیفیکیشن کو دیکھ کر عاجز اور عاجز کی اہلیہ نے اللہ کا نام لے کر Haj 2006 II کے لئے درخواست اور ضروری (مطلوبہ) رقم حج کمیٹی کے آفس میں جمع کروادی اور خدا کے فضل سے ہمیں سفر حج کی منظوری مل گئی۔

اس کے بعد ہمارے گروپ کے بعض زائرین کی طرف سے ہمیں مبارک باد کا پیغام ملتا رہا۔ ایک دن ایسا ہوا کہ ہمارے گروپ کے کچھ ساتھی زائرین بھونیشور شہر میں ہمارے دیئے گئے پتہ پر ہمارے مکان میں ہم سے ملنے آئے۔ دوران گفتگو انہیں ہمارے احمدی ہونے کے بارے میں پتہ لگا۔ ملاقات کرنے کے بعد ہمیں کہا کہ آپ تو قادیانی ہیں۔ پھر کیا تھا ان لوگوں نے حج بورڈ کے دفتر جا کر ہم دونوں کو اپنے گروپ سے نکال کر ایک دوسرے گروپ میں ڈال دیا۔ اس پر حج کمیٹی کے سیکرٹری نے عاجز کو کہا کہ کوئی پوچھے تو کہنا ہم اہل سنت والجماعت ہیں۔ میں نے صاف انکار کر دیا اور کہا کہ میں احمدی ہوں اور اپنے آپ کو احمدی ہی کہوں گا نتیجہ چاہے جو بھی نکلے۔

ہمیں کٹک میں حج ٹریننگ اور احتیاطی ٹیکوں وغیرہ کے لئے بلایا گیا۔ ہم دونوں وہاں پہنچے۔ ٹریننگ میں شامل ہوئے، ٹیکہ لگوایا سرٹیفکٹ اور سفر کے لئے حج کمیٹی کی طرف سے دیئے گئے دو تھیلے اور کچھ سامان لے کر گھر واپس ہوئے۔

19؍دسمبر 2006 کو ہم دونوں میاں بیوی ٹرین کے ذریعہ کلکتہ جانے والے تھے تا کہ کلکتہ سے حج کے لئے سفر شروع کرسکیں کہ 18؍دسمبر 2006 کی رات نو بجے عاجز کو سیکرٹری صاحب حج کمیٹی کا فون آیا کہ آپ اپنا حج کا سفر ملتوی کردیں کیونکہ سونگڑہ کے بہت سے لوگوں نے ان کے گھر کا محاصرہ کیا ہوا ہے اور شور کر رہے ہیں کہ آپ کس طرح قادیانیوں کو حج کے لئے بھیج رہے ہیں! اس کے بعد حج کمیٹی کے دفتر سے ایک کارکن نے آکر مجھے ایک خط دیا۔ دراصل یہ اس خط کی نقل میرے نام تھی جو Chief executive officer Haj committee Mumbai کو مخاطب کرکے لکھا گیا تھا۔ خط لکھنے والا ہمارے گاؤں سونگڑہ کے پڑوس کا ہی ایک غیر احمدی تھا۔ خط کیا تھا ہمیں حج سے روکنے کی شرارت اور کارروائی تھی کہ یہ قادیانی ہیں انہیں حج پر جانے سے روکا جائے۔ خط کے ساتھ ایک حلف نامہ کی نقل بھی شامل کی گئی تھی۔ باقاعدہ Affidavit بنایا گیا تھا ہم دونوں کے نام کے ساتھ، کہ یہ دونوں قادیانی ہیں اور غیر مسلم ہیں اس لئے انہیں حج کرنے کی اجازت نہ دی جائے۔ اور یہ خط مع Affidavit کی نقول کے جمیعۃ العلماء ہند کے مقامی سربراہ نیز Embassy of K S A نئی دہلی کو دی گئیں۔ میرے لئے بہت بڑے صدمہ کا دن تھا۔ محترم مولانا محمد انعام غوری صاحب ناظر اعلیٰ و امیر جماعت احمدیہ قادیان نے فون پر کہا کہ اب اس سفر میں چونکہ حفاظت نہیں ہے اس لئے حج فرض نہیں ہے۔ عاجز نے غمزدہ دل کے ساتھ حج کا ارادہ ملتوی کر دیا اور اس طرح خاکسار حج کو نہیں جاسکا۔

ایک دن حج کمیٹی کے سیکرٹری صاحب سے ملاقات ہوگئی۔ انہوں نے بتایا کہ بہتر ہوا کہ آپ اس دن یعنی 19؍دسمبر کو کلکتہ جانے کے لئے بھونیشور ریلوے اسٹیشن نہیں گئے۔ کیونکہ یہ شریر لوگ جو آپ کو جبراً روکنا چاہتے تھے وہ پہلے سے آپ پر حملہ کرنے کے لئے سٹیشن پر موجود تھے۔

اگلے سال حج کے لئے اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ہم نے کلکتہ کی ایک پرائیویٹ ایجنسی سے رابطہ کیا۔ حج اور عمرہ کے لئے اپنا پاسپورٹ اور دیگر ضروری رقوم دے کر تیاری کر لی۔ پھر ان لوگوں کے کہنے پر پروگرام طے ہوا اور دسمبر 2007 کو سفر حج کا آغاز کرتے ہوئے کلکتہ کے احمدیہ مشن میں ہم پہنچ گئے۔ کلکتہ پہنچ کر ہمیں معلوم ہوا کہ مغربی بنگال کے حاجیوں کے ساتھ ہمارے مقدس سفر حج کا بندوبست ہوگیا ہے۔ ہمارے حاضر ہونے پر ان کی طرف سے حج کٹ بیگ، Tamporary Haj Passport اور دوسرے دستاویزات بھی مل گئے۔ ہماری فلائٹ اگلے روز تھی۔ پھر ہمارا اصل پاسپورٹ بھی مل گیا۔ وقت مقررہ پر ہم دَم دَم ائیر پورٹ پر پہنچ گئے۔ وہاں بڑا ہجوم تھا۔ حاجیوں کے لئے مارکی وغیرہ کا انتظام تھا۔ کلکتہ کے خادمین حجاج کی طرف سے ایک چھوٹے تھیلے میں جائے نماز، تسبیح، جوتے چپّل رکھنے کے لئے کپڑے کا لفافہ، پیلو کا مسواک، عطر اور دو اَن سلے کپڑے بطور احرام ہمیں دیئے گئے۔ احرام ہم خود بھی ساتھ لے کر گئے تھے۔ روپیہ اور دستاویزات رکھنے والی ایک بیلٹ بھی پہنی۔ دو رکعت نماز پڑھ کر عمرہ کی نیت کرکے تلبیہ پڑھتے ہوئے بورڈنگ کیلئے نکلے۔ راستے میں ہزاروں مسلمان مصافحہ کرتے رہے اور اپنے لئے دعا کی درخواست بھی کرتے۔ ہمارا سامان چیکنگ ہوکر چلا گیا۔ پھر ہم بورڈنگ کو چلے تو ہمیں ایک ایک لفافہ اکیس سو ریال کا پکڑا دیا گیا اور بورڈنگ ٹکٹ بھی مل گئی۔ رات کے نو بجے دَم دَم (کلکتہ) ایئر پورٹ سے ایک دو منزلہ جمبو جیٹ سے جدہ کے لئے روانہ ہوئے۔ رات بھر ہم لوگ لَبَّیْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ لَكَ وَالْمُلْكَ لَكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ کا ورد کرتے رہے۔ یعنی اے اللہ میں حاضر ہوں۔ اے اللہ میں حاضر ہوں۔ میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں سب تعریفیں تیرے لئے ہیں اور نعمتیں تیری ہیں اور بادشاہی تیری ہے تیرا کوئی شریک نہیں میں حاضر ہوں۔

ہم لوگ جدہ دیر رات پہنچے۔ Document Clearance اور سامان لینے کے بعد باہر نکلے۔ ہمارا بڑا بیٹا، بہو اور پوتی ہمارے استقبال کے لئے پہنچے ہوئے تھے۔ ملازمت کے سلسلے میں ان کی پوسٹنگ جدہ میں ہی تھی۔ ہمارا سامان ایک بس کی چھت پر رکھا گیا اور مکہ کے لئے روانہ ہوگئے۔ صبح کی اذان کے وقت ہم مکہ مکرمہ پہنچ گئے۔ ہماری رہائش گاہ محلہ مِصفلہ کی مسجد ہجرت کے پاس ایک گلی میں تھی۔ ہمارا ایک تھیلا جو گم ہوگیا تھا بعد میں مسجد جن کے پاس Lost and found آفس سے مل گیا الحمدللہ۔

مکہ پہنچنے کے بعد سب سے پہلے خانہ کعبہ کی زیارت کی، طواف کیا اور مقام ابراہیم میں نماز ادا کی۔ طواف کے دوران میری اہلیہ مجھ سے بچھڑ گئی۔ صفا مروہ کی سعی کے وقت ساتویں پھیرے کے بعد اللہ تعالیٰ نے ہمیں ملا دیا الحمدللہ۔

پھر ہم دونوں نے اپنے فوت شدہ بزرگوں کی طرف سے عمرہ کیا۔ علاوہ ازیں خاکسار نے محترم مرزا وسیم احمد صاحب مرحوم ومغفور فرزند حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ سابق ناظر اعلیٰ قادیان کی جانب سے بھی عمرہ کیا۔ نیز حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وہ دعا جو آپؑ نے حضرت صوفی احمد جان صاحبؓ کو حج کے دوران کرنے کے لئے دی تھی وہی دعا کی۔ کئی دفعہ طواف کیا۔ رہنمائی کیلئے ہم نے محترم عبدالرشید صاحب آرکیٹیکٹ لندن کی کتاب ''حج اور عمرہ'' ساتھ رکھی ہوئی تھی۔ اس کا مطالعہ کرتے رہے۔ ہمارے ساتھ ہمارے ہی کمرے میں سمستی پور، بہار کی ایک فیملی ایک مرد اور دو عورتوں پر مشتمل، رہائش پذیر تھی۔ ہم نے ٹیکسی کے ذریعہ مِنیٰ، مزدلفہ، عرفات اور جمرہ وغیرہ مقامات مقدسہ کی زیارت کی۔ نیز غار حِرا اور غار ثور بھی دیکھی۔ میدان عرفات میں جبل رحمت دیکھا جہاں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے آخری خطاب کیا تھا۔ ساتویں ذوالحجہ کی شام کو ہم نے حج کے لئے احرام باندھا۔ دو رکعت نماز حج کی نیت سے پڑھی۔ تین مرتبہ تلبیہ پڑھا۔ پھر بذریعہ بس مِنیٰ پہنچ گئے۔ آٹھویں ذوالحجہ کو اپنے خیمے میں آرام کیا۔ یہ خیمہ Fire Proof اور ائیر کنڈیشنڈ تھا۔ نویں ذوالحجہ کو ہم لوگ عرفات پہنچے۔ یہ حج کا اصل اور خاص دن ہوتا ہے۔ عرفات میں ہم نے نفل نمازیں پڑھیں اور دعاؤں میں مشغول ہوگئے۔ پھر ظہر کی اذان ہوئی۔ یہاں خطبات عربی میں ہوتے ہیں۔ ظہر وعصر کی نمازیں جمع کرکے پڑھی گئیں اور ذکر الٰہی کا سلسلہ جاری رہا۔ سورج ڈھلتے ہی ہم لوگ مزدلفہ کے لئے روانہ ہو گئے۔ دیر رات نماز مغرب وعشا جمع کرکے ادا کی اور پھر دعاؤں میں مشغول ہوگئے۔ بعد میں منیٰ پہنچ کر رمی جمار کی۔ رمی جمار سے لوٹتے وقت خاکسار اپنے قافلے سے بچھڑ گیا۔ تقریباً ڈیڑھ گھنٹے تک بھٹکنے کے بعد Lost and found دفتر والوں نے مجھے ہمارے خیمہ تک پہنچا دیا۔ دوسرے دن بھی رمی کی اور عجیب بات تھی کہ خاکسار پھر راستہ بھول گیا۔ رمی کے بعد ہم مکہ پہنچ گئے۔ ہمارے ایک خیر خواہ نے بذریعہ فون ہمیں اطلاع دی کہ ہماری طرف سے قربانی ہوچکی

باقی صفحہ نمبر 19 پر ملاحظہ فرمائیں

ارشاد حضرت امیر المومنین

''جہاں یہ ضروری ہے کہ ہم میں سے ہر ایک اپنے نفس کی کمزوریوں کو دیکھے وہاں یہ بھی ضروری ہے کہ ہم بحیثیت قوم اپنی کمزوریوں کو دیکھیں اور انکی نشاندہی کریں اور پھر بحیثیت قوم ان کا علاج اور تدارک کریں۔''

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 13؍فروری 2015)

طالب دعا: برہان الدین چراغ ولد چراغ الدین صاحب مع فیملی، افراد خاندان ومرحومین، ننگل باغبان، قادیان

ارشاد حضرت امیر المومنین

''ہمارے ہر عہدے دار کو چاہئے کہ وہ جس بھی سطح کے عہدیدار ہیں اپنے نمونے قائم کریں سلام کرنے میں پہل کریں ضروری نہیں ہے کہ انتظار کریں کہ چھوٹا یا ماتحت مجھے سلام کرے۔''

(خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 6؍فروری 2015)

طالب دُعا: سید عبید السلام صاحب مرحوم اینڈ سنز مع فیملی، افراد خاندان ومرحومین، سونگڑہ اُڈیشہ

خطبہ عید الاضحی

آج قربانی کی عید ہے جسے بڑی عید بھی کہتے ہیں۔عید الضحیٰ بھی کہتے ہیں اور وہ مسلمان جن کو توفیق ہے، جن کے راستے میں کوئی شر اور روکیں حائل نہیں ہوتیں وہ مکّہ مکرمہ میں حج کا فریضہ بھی ادا کرتے ہیں۔لیکن پاکستان اور بعض اور اسلامی ملکوں سے احمدی باوجود مالی توفیق اور خواہش کے شر اور فتنہ کی وجہ سے یہ فریضہ ادا نہیں کر سکتے۔

بہرحال یہ عید جس یاد میں منائی جاتی ہے اور یہ حج کا فریضہ جو ادا کیا جاتا ہے یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی بیوی حضرت ہاجرہ کی قربانی کے اس اعلیٰ معیار کی یاد میں اور اتباع میں ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمایا ہے

یہ عظیم قربانی جو اس خاندان نے دی اس کی یاد کا حق ہم صرف سال کے سال عید منا کر یا جن کو توفیق ہے وہ حج پر جا کر، یا جانوروں کی قربانیاں کر کے ہی ادا نہیں کر سکتے۔ بلکہ اس کے لئے اللہ کے اِن پیاروں کے دل میں جو تقویٰ تھا وہ ہمیں بھی پیدا کرنا ہوگا۔ہم نے وہ عید کرنی ہے، ہم نے وہ قربانی دینی ہے، جو اس عظیم قربانی کی یاد دلاتے ہوئے ہمیں اللہ تعالیٰ کا مقرب بنانے والی ہو۔ یہ سبق ہم میں سے ہر ایک کو یاد رکھنا چاہئے کہ ظاہر عمل اللہ تعالیٰ کو خوش نہیں کرتے بلکہ ہر عمل کے پیچھے جو روح ہے وہ اللہ تعالیٰ کا قُرب دلاتی ہے۔اسی لئے ہر عمل کے ساتھ اپنی نیتوں کو بھی صاف رکھنا ہوگا

اگر نمازوں اور عبادتوں میں سست ہیں تو ہماری عید کی یہ خوشیاں محض دنیاوی خوشیاں ہیں۔ اگر ہم مالی قربانیاں نہیں کر رہے تو ہم اُس مغز کو حاصل کرنے والے نہیں ہیں، اس کی طرف توجہ نہیں کر رہے جس کے حصول کی خدا تعالیٰ ہمیں توجہ دلا رہا ہے۔اگر ہم حقوق العباد ادا نہیں کر رہے اور معاشرے کے جو مختلف حقوق ہیں ان کی طرف توجہ نہیں دے رہے تو ہماری عید بے فائدہ ہے

ہر احمدی جو اپنے آپ کو حقیقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت سے منسوب کرتا ہے۔وہ ان عیدوں کی برکات سے تبھی فائدہ اٹھا سکے گا جب وہ اپنے ہر عمل کو تقویٰ کو سامنے رکھتے ہوئے بجالائے گا

بعض اندازوں کے مطابق کہا جاتا ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عمر اس وقت بارہ تیرہ سال تھی جب انہوں نے اپنے والد کو جواب دیا تھا کہ سَتَجِدُنِیۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰہُ مِنَ الصّٰبِرِیۡنَ (الصّافات:103) تو واقفینِ نَو بچے بھی اس عمر کو پہنچ کر پورا فہم اور ادراک رکھنے والے ہوں کہ وقف نو کیا چیز ہے؟ یہ فہم پیدا کرنا بھی والدین کا کام ہے۔اگر ہر وہ گھر جہاں وقف نو کا بچہ ہے اپنی ذمہ داری کو سمجھے تو میرے نزدیک حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی یہ جو آسمانی تحریک تھی یہ پورے معاشرے کو صاف کرنے والی تحریک ہے

واقفین نَو بچے بھی جو ہوش کی عمر کو پہنچ چکے ہیں اور جو اپنے والدین کے عہد کی تجدید خود ہوش کی عمر کو پہنچ کر کر رہے ہیں اپنے ذہن میں رکھیں کہ وقفِ نَو میں ہونا اُس وقت اُن کے لئے، اُن کے والدین کے لئے قابل فخر ہوگا جب وہ اس قربانی کے معیار کو سمجھیں گے جو حضرت اسماعیل علیہ السلام نے قائم فرمایا تھا۔ہوش کی عمر کو پہنچ کر آپ اپنے آپ کو دینی تعلیم کے لئے پیش کریں۔اور اگر جامعہ کے اس معیار پر کسی وجہ سے پورے نہ اترتے ہوں، تو پھر جماعتی نظام سے مشورہ کرنے کے بعد اپنی لائن اختیار کریں جس کی جماعت کو ضرورت ہو جس سے جماعت کو فائدہ پہنچ سکتا ہو

قادیان کے رہنے والے جو یہاں نئے آنے والے ہیں یا درویشوں کی اولاد ہیں وہ بھی یاد رکھیں کہ ان درویشوں نے بڑے تسلسل کے ساتھ بڑی قربانیاں دی ہیں ان کی قربانیوں کو زندہ رکھنے کے لئے اس بستی میں رہتے ہوئے اپنے تقویٰ کے معیار اونچے کریں

خطبہ عید الاضحیٰ فرمودہ امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بتاریخ 11 رجنوری 2006ء بمطابق 11 رصلح 1385 ہجری شمسی بمقام مسجد اقصیٰ قادیان (بھارت)

أَشْهَدُ أَنْ لَّآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيكَ لَهٗ

وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ-

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ . اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ . اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ .

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ . اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ . اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ .

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ .

فَلَمَّا بَلَغَ مَعَهُ السَّعْيَ قَالَ يٰبُنَيَّ اِنِّيْۤ اَرٰى فِي الْمَنَامِ اَنِّيْۤ اَذْبَحُكَ فَانْظُرْ مَاذَا تَرٰى . قَالَ يٰۤاَبَتِ افْعَلْ مَا تُؤْمَرُ . سَتَجِدُنِيْۤ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيْنَ . فَلَمَّاۤ اَسْلَمَا وَتَلَّهٗ لِلْجَبِيْنِ . وَنَادَيْنٰهُ اَنْ يّٰۤاِبْرٰهِيْمُ . قَدْ صَدَّقْتَ الرُّءْيَا . اِنَّا كَذٰلِكَ نَجْزِي الْمُحْسِنِيْنَ . اِنَّ هٰذَا لَهُوَ الْبَلٰٓؤُا الْمُبِيْنُ . وَفَدَيْنٰهُ بِذِبْحٍ عَظِيْمٍ . وَتَرَكْنَا عَلَيْهِ فِي الْاٰخِرِيْنَ (الصّٰفّٰت:103-109)

خطبہ بھی عید کا حصہ ہوتا ہے۔یہ جو بعض لوگ اٹھ کر جارہے ہیں انہیں خاموشی سے بیٹھ کر سننا چاہئے۔

آج قربانی کی عید ہے جسے بڑی عید بھی کہتے ہیں۔عید الضحیٰ بھی کہتے ہیں اور وہ مسلمان جن کو توفیق ہے، جن کے راستے میں کوئی شر اور روکیں حائل نہیں ہوتیں وہ مکّہ مکرمہ میں حج کا فریضہ بھی ادا کرتے ہیں۔لیکن پاکستان اور بعض اور اسلامی ملکوں سے احمدی باوجود مالی توفیق اور خواہش کے شر اور فتنہ کی وجہ سے یہ فریضہ ادا نہیں کر سکتے۔ بہرحال یہ عید جس یاد میں منائی جاتی ہے اور یہ حج کا فریضہ جو ادا کیا جاتا ہے یہ حضرت ابراہیم علیہ السلام اور ان کے بیٹے حضرت اسماعیل علیہ السلام اور ان کی بیوی حضرت ہاجرہ کی قربانی کے اس اعلیٰ معیار کی یاد میں اور اتباع میں ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں بیان فرمایا ہے۔ یہ آیات جو میں نے تلاوت کی ہیں ان میں اس خاندان کی قربانی کا نقشہ کھینچا گیا ہے۔اس کا ترجمہ یہ ہے کہ ’’پس جب وہ اس کے ساتھ بھاگنے دوڑنے کی عمر کو پہنچا اس نے کہا اے میرے پیارے بیٹے! یقیناً میں سوتے میں دیکھا کرتا ہوں کہ مَیں تجھے ذبح کر رہا ہوں۔پس غور کر تیری کیا رائے ہے۔اس نے کہا اے میرے باپ وہی کر جو تجھے حکم دیا جاتا ہے۔ یقیناً اگر اللہ چاہے گا تو مجھے تُو صبر کرنے والوں میں پائے گا۔پس جب وہ دونوں رضامند ہو گئے۔اور اس نے اسے پیشانی کے بل لٹا لیا۔تب ہم نے اسے پکارا کہ اے ابراہیم یقیناً تو اپنی رؤیا پوری کر چکا ہے۔ یقیناً اسی طرح ہم نیکی کرنے والوں کو جزا دیا کرتے ہیں۔ یقیناً یہ بہت کھلی کھلی ایک آزمائش تھی اور ہم نے ایک ذبح عظیم کے بدلے اسے بچا لیا۔اور ہم نے بعد میں آنے والوں میں اس کا ذکر خیر باقی رکھا۔‘‘

اس رؤیا کی بنا پر دیکھیں کہ کس طرح باپ نے اپنے بیٹے کو، اس بیٹے کو جو لاڈلا بیٹا تھا، پہلا بیٹا تھا، بڑی عمر میں پیدا ہوا تھا، اکیلا تھا، قربان کرنے کے لئے کیسا عظیم الشان نمونہ قائم کیا۔اور پھر اس لئے کہ بیٹا بھی خود اس قربانی میں شامل ہو، وہ بھی اس ثواب کا حقدار ٹھہرے جو خدا تعالیٰ کے اس ارشاد پر عمل کرنے سے ہونا ہے، بیٹے کو بھی کہا یہ خواب تو میں نے دیکھی ہے اور یہ پیغام یقیناً خدا تعالیٰ کی طرف سے ہے۔تم بتاؤ تم اس بارہ میں کیا کہتے ہو۔تو بیٹے نے بھی قربانی کے، اور اللہ تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کے اعلیٰ معیار قائم کرتے ہوئے کیا خوبصورت جواب دیا کہ اے میرے باپ تو وہی کر جس کا حکم ہے۔ جہاں تک میرا سوال ہے مَیں بھی تو تیری ذریّت طیبہ ہوں، تیری نسل ہوں۔ پاک اولاد ہوں۔ مَیں بھی تو تیری اس تربیت کی وجہ سے جو تُو نے میری کی ہے خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کا اعلیٰ معیار قائم کرنے والا ہوں۔ پس میری طرف سے کوئی انکار نہیں۔ چُھری پکڑ اور میری گردن پر پھیر دے۔تُو دیکھے گا کہ میں صبر کا کیسا اعلیٰ نمونہ قائم کرتا ہوں۔ وہ مثال قائم کروں گا جو رہتی دنیا تک سنہری حروف میں لکھی جانے والی ہو گی۔لیکن خدا تعالیٰ جو اپنے بندوں کو آزماتا تو ہے، ان کو امتحان میں تو ڈالتا ہے، ان سے قربانیاں بھی لیتا ہے تا کہ دنیا والوں کے سامنے بھی مثال قائم ہو۔کسی کی انگلی یہ کہہ کر نہ اٹھے کہ تمہیں کیا پتہ کہ قربانیاں کیا ہوتی ہیں۔لیکن یہ قربانیاں، یہ امتحان، یہ ابتلا ان کو اللہ تعالیٰ کے مزید قریب کر دیتے ہیں۔ان پر اللہ تعالیٰ کے پیار کی نظر پہلے سے زیادہ بڑھ کر پڑتی ہے۔پس یہاں بھی جب خدا تعالیٰ نے دیکھا کہ میرے دونوں بندے اس امتحان میں پڑنے کے لئے تیار ہو گئے ہیں تو فوراً اپنے پیارے بندے سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ’’بس تُو اپنی رؤیا پوری کر چکا۔‘‘ بیٹا بھی رؤیا پوری کر چکا۔نہ صرف پوری کر دی بلکہ اس کے اعلیٰ معیار قائم کر دیئے۔اب تم اس قابل ہو کہ بڑی سے بڑی قربانی پیش کر سکو۔ یہ چھری پھیرنے کی قربانی تو ایک وقت کی قربانی ہے، جس کے بدلے میں ظاہراً پورا کرنے کے لئے بھی ایک دنبے کو ذبح کر دو۔لیکن اس (قربانی) سے جو تم کر رہے ہو بہت بڑی قربانی ہے جو تم نے مستقل کرنی ہے اور ایک عرصے پر

محیط ہے۔اور وہ قربانی تھی ایک بے آب وگیاہ جنگل میں، بیابان میں رہ کر ہر وقت کی قربانی دینا۔جنگل میں رہ کر ہر لمحے موت کا سامنا کرنا۔پس یہ قربانی ہے جو تمہیں مقرب ترین بنادے گی۔جوش میں آکر موت کے منہ میں تو کئی لوگ کُود جاتے ہیں لیکن ہر وقت، ہر لمحہ موت کا سامنا کرنا اور ہر وقت کے جذبات کی قربانی ایک اعلیٰ معیار کو چاہتی ہے جو حضرت ابراہیمؑ، حضرت ہاجرہؑ اور حضرت اسماعیل نے کی تھی۔اور یوں قربانی کے وہ اعلیٰ معیار قائم کئے جس کی یاد میں حج بھی کیا جاتا ہے اور دنیا میں جس جگہ مسلمان بستے ہیں اور جن کو کوئی توفیق ہے وہ عیدالاضحیٰ منا کر جانوروں کی ظاہری قربانی بھی کرتے ہیں۔لیکن یاد رکھنا چاہئے کہ یہ ظاہری قربانی کر دینا یا اس قربانی کا ذکر کر لینا یا سن لینا اللہ تعالیٰ کا مقرب نہیں بناتا۔

قرآن کریم نے تفصیل سے ہمیں اس عظیم قربانی کی یہ خبر دی جو ایک اندازے کے مطابق آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے تقریباً کوئی 27، 28 سو سال پہلے کا واقعہ ہے۔گو کہ بائبل میں بھی اس کا ذکر ملتا ہے لیکن قرآن کریم نے صحیح حقائق کے ساتھ اس عظیم قربانی کی خبر ہمیں دی۔پس یہ یاد رکھنے والی قربانی ہے۔بہر حال میں یہ ذکر کر رہا تھا کہ یہ عظیم قربانی جو اس خاندان نے دی اس کی یاد کا حق ہم صرف سال کے سال عید منا کر یا جن کو توفیق ہے وہ حج پر جا کر، یا جانوروں کی قربانیاں کر کے ہی ادا نہیں کر سکتے بلکہ اس کے لئے اللہ کے ان پیاروں کے دل میں جو تقویٰ تھا وہ ہمیں بھی پیدا کرنا ہوگا۔بلکہ حضرت ہاجرہؑ کا دل بھی جو تقویٰ اور توکّل سے پُر تھا جنہوں نے توکّل کی عظیم الشان مثال قائم کرتے ہوئے حضرت ابراہیمؑ کے یہ کہنے پر کہ ہاں اللہ کے حکم سے میں تمہیں اس بیابان میں چھوڑے جا رہا ہوں، جواب دیا تھا کہ ''پھر ہمیں خدا ضائع نہیں کرے گا''۔یہ توکّل اور یہ تقویٰ بھی ہمیں پیدا کرنا ہوگا۔اور پھر ہم نے دیکھا کہ اللہ تعالیٰ نے نہ صرف ضائع نہیں کیا بلکہ اسی نسل میں سے ایک عظیم الشان نبی مبعوث فرمایا جو خاتم الانبیاء کہلایا۔اور اب کوئی نہیں جو اس کا دامن پکڑے بغیر خدا تک پہنچ سکے۔اور پھر اس نبی نے بھی قربانی کے وہ اعلیٰ معیار قائم فرمائے اور پہلوں سے بڑھ کر قربانیوں کے اعلیٰ معیار قائم فرمائے اور ایک تسلسل سے زندگی کے آخری لمحے تک قربانیوں کے اعلیٰ معیار قائم فرماتے چلے گئے۔تو یہ ذبح عظیم تھی جس کے نمونے دکھانے کے لئے حضرت اسماعیل علیہ السلام کی جان بھی بخشی گئی تھی اور جن کی نسل میں سے وہ عظیم قربانی کرنے والا پیدا ہوا اور یہی نہیں بلکہ آپ کی قوت قدسیہ سے آپ کے صحابہ میں بھی تسلسل سے قربانیاں کرتے چلے جانے کے معیار قائم ہوتے چلے گئے۔

آج ہم نبیوں کے اس سردار اور خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف منسوب ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں اس لئے ہمیں قربانی کی اس عید پر یہ جائزے لینے ہوں گے کہ صرف عید منانے کے لئے تو ہم عید نہیں منا رہے؟ صرف قربانیوں کا گوشت کھانے کے لئے تو ہم قربانیاں نہیں کر رہے، جانور ذبح کر رہے؟ کہیں اپنے بڑے اور امیر ہونے کے اظہار کے طور پر تو ہم قیمتی جانور نہیں خرید رہے؟ اگر یہ باتیں ہیں تو یہ عید وہ عید نہیں جس کے کرنے کا اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم اور حضرت اسماعیل کی قربانیوں کے حوالے سے حکم فرمایا ہے۔ہم نے وہ عید کرنی ہے، ہم نے وہ قربانی دینی ہے جو اس عظیم قربانی کی یاد دلاتے ہوئے ہمیں اللہ تعالیٰ کا مقرب بنانے والی ہو۔اگر یہ عیدیں اور یہ قربانیاں تقویٰ سے دُور لے جانے والی ہیں تو ایسی قربانیوں کی اللہ تعالیٰ کو کوئی پرواہ نہیں۔اس کو اس سے غرض نہیں ہے کہ کس کا جانور بیس سیر گوشت والا ہے یا ایک من گوشت والا ہے یا کس کے جانور کی قیمت زیادہ ہے۔اللہ تعالیٰ نے تو یہ دیکھنا ہے کہ اس قربانی کے پیچھے وہ جذبہ کتنا ہے، وہ خواہش کتنی ہے اور اس کے لئے دوسرے نیک اعمال بجالانے کی کوشش کتنی ہے جس سے پتہ چلے کہ اللہ کے اس بندے نے تقویٰ پر قدم مارتے ہوئے خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرنے کی کوشش کی ہے۔

پس ہر احمدی کو اس نظر سے اپنی عیدوں کا جائزہ لینا چاہئے ورنہ خدا تعالیٰ نے ان قربانیوں کا ذکر کرتے ہوئے صاف فرما دیا ہے کہ مجھ تک یہ مادّی چیزیں نہیں پہنچتیں۔مجھ تک تمہارا تقویٰ پہنچے گا۔جیسا کہ فرماتا ہے۔لَنۡ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوۡمُہَا وَلَا دِمَآؤُہَا وَلٰکِنۡ یَّنَالُہُ التَّقۡوٰی مِنۡکُمۡ (الحج:22) کہ ہرگز نہ اللہ تک ان کے گوشت پہنچیں گے، نہ ان کے خون لیکن تمہارا تقویٰ ان تک پہنچے گا۔پس یہ تقویٰ ہے جو ہر احمدی کو حاصل کرنے کی کوشش کرنی چاہئے۔اور جیسا کہ مَیں پہلے ذکر کر آیا ہوں یہ تقویٰ ہی تھا جس نے حضرت ابراہیم، حضرت اسمٰعیل، حضرت ہاجرہ کو مسلسل قربانی کی طرف مائل رکھا جس کی وجہ سے وہ مسلسل قربانی دیتے چلے گئے۔

پس یہ سبق ہم میں سے ہر ایک کو یاد رکھنا چاہئے کہ ظاہر عمل اللہ تعالیٰ کو خوش نہیں کرتے بلکہ ہر عمل کے پیچھے جو روح ہے وہ اللہ تعالیٰ کا قُرب دلاتی ہے۔اس لئے ہر عمل کے ساتھ اپنی نیتوں کو بھی صاف رکھنا ہوگا۔اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ ''اعمال کا دارومدار نیتوں پر ہے''۔

(صحیح البخاری کتاب بدء الوحی باب کیف کان بدء الوحی الی رسول اللہ ﷺ......حدیث نمبر 1)

پس یہ عید بھی اور اس کی قربانیاں بھی ہمیں تقویٰ پر قدم مارنے کی طرف توجہ دلانے والی اور اللہ کی رضا کے حصول کے لئے ہونی چاہئیں۔اللہ تعالیٰ ہمیں خالصتاً اپنے آگے جھکنے والا بنانا چاہتا ہے اور ہمارے سے ہر قسم کی قربانی کا مطالبہ کرتا ہے۔ہمارے سے اپنی عزیز ترین اشیاء کی قربانی کا مطالبہ کرتا ہے۔اور اللہ تعالیٰ ہم سے چاہتا ہے کہ ہم اپنی جان، مال اور وقت اور عزت کو قربان کرنے کے لئے ہر وقت تیار رہیں۔مختلف جگہوں پر ہم یہ عہد بھی کرتے ہیں۔یہ عہد اسی لئے احمدیت کے عہد میں شامل کیا گیا ہے۔تبھی ہم اس قربانی کی یاد کو زندہ بھی رکھ سکتے ہیں جو ایک تسلسل کے ساتھ لمبے عرصے تک کی جاتی رہی۔تبھی ہم ان قربانیوں کی یاد تازہ رکھ سکتے ہیں جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیں۔اور پھر آپ کی قوت قدسیہ کی وجہ سے صحابہ رضوان اللہ علیہم نے کیں۔جیسا کہ مَیں نے بتایا ہے کہ وہ قربانیاں کوئی چھوٹی موٹی قربانیاں نہیں تھیں۔ان واقعات کو پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں کہ کس طرح تسلسل سے وہ قربانیاں کرتے چلے گئے لیکن اپنے ایمان پر آنچ نہ آنے دی۔تبھی ہم ان قربانیوں کو زندہ رکھ سکتے ہیں جن کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہم سے مطالبہ کرتے ہیں۔یعنی حقوق اللہ کی ادائیگی اور حقوق العباد کی ادائیگی۔

اگر نمازوں اور عبادتوں میں سست ہیں تو ہماری یہ عید کی خوشیاں محض دنیاوی خوشیاں ہیں۔اگر ہم مالی قربانیاں نہیں کر رہے تو ہم اُس مغز کو حاصل کرنے والے نہیں ہیں، اس کی طرف توجہ نہیں کر رہے جس کے حصول کی خدا تعالیٰ ہمیں توجہ دلا رہا ہے۔اگر ہم حقوق العباد ادا نہیں کر رہے اور معاشرے کے جو مختلف حقوق ہیں ان کی طرف توجہ نہیں دے رہے تو ہماری عید بے فائدہ ہے۔بچے ماں باپ کے حقوق ادا نہیں کر رہے۔میاں بیوی ایک دوسرے سے زیادتی کر رہے ہیں۔بھائی بھائی سے بول چال بند کئے بیٹھے ہیں۔تو یہ سب تقویٰ سے دُور لے جانے والی باتیں ہیں۔ایسی صورت میں اگر کوئی (نماز) پڑھتا ہے تو نہ نمازیں خدا کے لئے ہیں، نہ دوسرے اعمال خدا کے لئے ہیں بلکہ سب دکھاوے ہیں۔کیونکہ تقویٰ یہی ہے کہ خدا تعالیٰ کے تمام حکموں پر چلنے کی کوشش کی جائے۔

پس ہر احمدی جو اپنے آپ کو حقیقت میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی جماعت سے منسوب کرتا ہے۔وہ ان عیدوں کی برکات سے تبھی فائدہ اٹھا سکے گا جب وہ تقویٰ کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے ہر عمل کو بجالائے گا۔اور جو اس طرح اللہ کا خوف دل میں رکھتے ہوئے عید قربانی منائے گا اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ خوشخبری دی ہے جس کا ایک روایت میں ذکر آتا ہے کہ جب ایک سوال کرنے والے نے ایک سوال کیا کہ یارسول اللہؐ! یہ قربانیاں کیا ہیں؟ تو فرمایا یہ تمہارے باپ حضرت ابراہیمؑ کی سنت ہیں۔عرض کیا یارسول اللہؐ! ہمیں اس سے کیا فائدہ ہوگا؟ فرمایا کہ قربانی کے جانور کے ہر بال کے عوض ایک نیکی ملے گی۔صحابہ نے عرض کیا: یارسول اللہؐ! اُون کا کیا ہوگا؟ فرمایا: اُون کے ہر بال کے عوض ایک نیکی ملے گی۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الاضاحی باب ثواب الاضحیۃ حدیث نمبر 3127)

ایک اور روایت میں یوں بھی ہے کہ ''قربانی کا خون زمین پر گرنے سے پہلے خدا تعالیٰ کے حضور ایک درجہ پاتا ہے۔پس ان قربانیوں کے ذریعہ اپنے نفسوں کو خوشی پہنچاؤ''۔

(سنن ابن ماجہ کتاب الاضاحی باب ثواب الاضحیۃ حدیث نمبر 3126)

اس کا مطلب یہی ہے کہ یہ قربانیاں اگر تقویٰ کی روح کے ساتھ کی جائیں، اس سنت پر چلتے ہوئے کی جائیں جو حضرت ابراہیمؑ کی سنت ہے اور حضرت ابراہیم نے کسی نام و نمود کے لئے قربانیاں نہیں دی تھیں بلکہ تقویٰ سے پُر دل کے ساتھ کی تھیں۔اس حدیث سے کوئی یہ نہ سمجھ لے کہ بس قربانی کر دی اور بخشے گئے۔جیسا کہ آجکل اکثر غیروں میں قربانیاں کرنے والے کرتے ہیں۔اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل نہیں اور قربانیوں پر ہزاروں روپے خرچ ہو رہے ہیں۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قرآن کے خلاف تو بات نہیں کر سکتے تھے۔آپ پر تو یہ کتاب اتری تھی، آپ تو شارع تھے۔اس لئے اس حدیث کا مطلب یہی ہے کہ تقویٰ پر قدم مارتے ہوئے اور دل میں سنت ابراہیمی کا احساس پیدا کرتے ہوئے جب تم یہ قربانیاں کر رہے ہوگے تو پھر اللہ تعالیٰ جو مختلف طریقوں سے اپنے بندے کو بخشنا چاہتا ہے وہ اُس کی اِس قربانی کے خون اور بال اور دوسرے اعضاء کے بدلے میں نیکیاں لکھ لیتا ہے۔پس یہ جہاں ہمارے لئے خوشخبری ہے وہاں یہ ایک مومن پر ایک بہت بڑی ذمہ داری بھی ڈالتی ہے کہ وہ اعمال بھی بجالاؤ جس کی وجہ سے یہ نیکیاں تمہارے نام لکھی جائیں۔اس ضمن میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں۔

''خدا تعالیٰ نے شریعت اسلام میں بہت سے ضروری احکام کے لئے نمونے قائم کئے ہیں۔چنانچہ انسان کو یہ حکم ہے کہ وہ اپنی تمام قوتوں کے ساتھ اپنے تمام وجود کے ساتھ خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان ہو۔پس ظاہری قربانیاں اسی حالت کے لئے نمونہ ٹھہرائی گئیں ہیں۔لیکن اصل غرض یہی قربانی ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لَنۡ یَّنَالَ اللّٰہَ لُحُوۡمُہَا وَلَا دِمَآؤُہَا وَلٰکِنۡ یَّنَالُہُ التَّقۡوٰی مِنۡکُمۡ (الحج: 22) یعنی خدا کو تمہاری قربانیوں کا گوشت نہیں پہنچتا، نہ خون پہنچتا ہے۔مگر تمہاری تقویٰ اس کو پہنچتی ہے۔یعنی اس سے اتنا ڈرو گویا اس کی راہ میں مر ہی جاؤ اور جیسے تم اپنے ہاتھ سے قربانیاں ذبح کرتے ہو اسی طرح تم بھی خدا کی راہ میں ذبح ہو جاؤ۔جب کوئی تقویٰ اس درجہ سے کم ہے تو ابھی وہ ناقص ہے''۔ (چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد 23 صفحہ 99 حاشیہ)

پس اگر ہم اس طرح اپنے جائزے لینے لگ جائیں اگر ہم دیکھیں کہ کیا واقعی ہم خدا کی راہ میں ذبح ہونے کے لئے تیار ہیں۔تو پھر جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم تقویٰ پر چلنے والے ہیں۔اللہ ہمیں اس کے مطابق عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

کلام الامام

''جب تک مسلمان قرآن شریف کے پورے متبع
اور پابند نہیں ہوتے وہ کسی قسم کی ترقی نہیں کر سکتے۔''
(ملفوظات جلد 4، صفحہ 379)

طالب دُعا: قریشی محمد عبداللہ تماپوری مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین۔صدر و امیر ضلع جماعت احمدیہ گلبرگہ، کرناٹک

کلام الامام

''ہر ایک امت اس وقت تک قائم رہتی ہے
جب تک اس میں توجہ الی اللہ قائم رہتی ہے۔''
(ملفوظات جلد 4، صفحہ 292)

طالب دُعا: الہ دین فیملیز، انکے بیرون ممالک کے عزیز رشتہ دار و دوست نیز مرحومین کرام

اسی تعلق میں ایک بات واقفینِ نَو کے بارے میں بھی کہنی چاہتا ہوں۔اس کا تعلق والدین سے بھی ہے۔اور ہوش کی عمر کو پہنچنے والے بچّے سے بھی ہے۔والدین پیدائش سے پہلے اپنے بچوں کو وقف کے لئے پیش کرتے ہیں اور آج بھی کر رہے ہیں اور جب تک یہ سکیم ہے کرتے چلے جائیں گے انشاء اللہ۔پس سب سے پہلے تو والدین اپنے رب کا شکر ادا کریں کہ اس نے ان کے بچوں کے بہترین مستقبل کا ایک ذریعہ مہیا فرما دیا ہے۔کیونکہ اُس سے زیادہ خوش قسمت کوئی نہیں ہوسکتا جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کی خدمت کے لئے سامان مہیا فرما دیا، چُن لیا۔یہ پیشکش کرنے کے بعد والدین کو حضرت ابراہیمؑ کی یہ دعا بھی مستقل کرتے رہنا چاہئے کہ رَبِّ هَبۡ لِيۡ مِنَ الصّٰلِحِيۡنَ (الصافات:101)۔اے میرے رب مجھے نیکو کار اولاد بخش۔جن کی تو اولاد پیدا ہو کر وقفِ نو کی فوج میں شامل ہو چکی ہے مَیں امید کرتا ہوں کہ ان کی اکثریت نے یہ دعا اپنی اولاد کے لئے کی ہوگی۔لیکن بہرحال جنہوں نے اب اپنے بچوں کو پیش کیا ہے اور کر رہے ہیں، ہزاروں کی تعداد میں پیش کر رہے ہیں، وہ بھی اپنی ہونے والی اولاد کے لئے دعائیں کریں تا کہ اللہ تعالیٰ انہیں نیک، صالح اولاد دے جو حقیقت میں وقف کے تقاضوں کو نبھانے والی ہو۔پھر جن والدین کے بچے پیدا ہو چکے ہیں، بڑے ہو چکے ہیں، وہ بھی اپنی اولاد کے لئے مستقل یہ دعا کرتے رہیں کہ اللہ تعالیٰ اس اولاد کو قرۃ العین بنائے۔ان کی آنکھوں کی ٹھنڈک بنائے۔نیکیوں پر قدم مارنے والا بنائے۔وقف کی روح کو نبھانے والا بنائے۔ان کا شمار حقیقت میں ذریّت طیبہ میں ہو۔وقت آنے پر جب ہوش کی عمر کو پہنچیں تو ان کا جواب بھی وہ ہو جو حضرت اسماعیل علیہ السلام نے دیا تھا۔بعض اندازوں کے مطابق کہا جاتا ہے کہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کی عمر اس وقت بارہ تیرہ سال تھی جب انہوں نے اپنے والد کو جواب دیا تھا کہ سَتَجِدُنِيۡۤ اِنۡ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰبِرِيۡنَ (الصّافات:103) تو واقفینِ نَو بچے بھی اس عمر کو پہنچ کر پورا فہم اور ادراک رکھنے والے ہوں کہ وقفِ نَو کیا چیز ہے؟ بعض والدین اس طرف پوری توجہ نہیں کرتے کیونکہ یہ فہم پیدا کرنا بھی والدین کا کام ہے۔اور والدین یہ یاد رکھیں کہ ان کے اپنے تقویٰ کے معیار اچھے ہوں گے، ان کی اپنی حالت سنّت ابراہیمی کے مطابق ہوگی تو ان کو اسماعیل والا جواب ملے گا۔اس لئے ذمہ داری صرف نظام جماعت کی نہیں ہے بلکہ بہت بڑی ذمہ داری والدین کی بھی ہے کہ وہ بچوں کی اُٹھان ایسی کریں کہ وہ بڑے ہو کر آسانی سے جماعتی مقاصد کو پورا کرنے کا ذریعہ بن سکیں۔اس قابل ہوسکیں کہ خدمت دین کرنے والے ہوں اور ان والدین کو اپنے تقویٰ کے معیار بہتر کرنے سے یہ چیز حاصل ہوگی۔ان کے اپنے تقویٰ کے معیار بہتر ہوں گے تو وقفِ نَو اولاد بھی بہتر ہوگی بلکہ دوسری اولاد بھی اس سے فائدہ اٹھا رہی ہوگی۔پس والدین بھی اس قربانی کی روح کو سمجھیں۔قربانی دینے کے لئے صرف حضرت اسماعیل علیہ السلام تیار نہیں ہوئے تھے بلکہ حضرت ہاجرہ نے بھی قربانی دی تھی اور حضرت ابراہیم نے بھی قربانی دی تھی۔اس لحاظ سے والدین کا بہت بڑا کام ہے۔

اگر ہر وہ گھر جہاں وقف نو کا بچہ ہے اپنی ذمہ داری کو سمجھے تو میرے نزدیک تو حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ کی یہ جو آسمانی تحریک تھی یہ پورے معاشرے کو صاف کرنے والی تحریک ہے۔یہ نہ سمجھ لیں کہ بچے کو پیش کر دیا اور اس بات پر فخر ہے کہ بس کافی ہو گیا۔یہ جیسا کہ میں نے کہا ایک جاری عمل ہے۔اس پر لگاتار اُس وقت تک ایک تسلسل کے ساتھ قربانیاں کرتے چلے جانے کی ضرورت ہے جب تک کہ بچہ جماعت کا ایک مفید وجود نہیں بن جاتا۔ان بچوں کے ذہنوں میں بچپن سے یہ بات بٹھائیں کہ تم وقف ہو۔اور سب سے پہلا کام تمہارا دین کی خدمت کرنا ہے۔اس کے لئے تم دین کا علم حاصل کرو۔تم نے مبلغ بننا ہے۔اور اس لحاظ سے پھر وہ اپنے ذہنوں کو تیار بھی کریں گے اور پڑھائی بھی کریں گے۔جو پڑھائی کے اس معیار تک نہیں پہنچتے وہ پھر معلّم بن جاتے ہیں۔جس طرح بھی ان کی سلیکشن ہوتی ہے۔بہرحال جماعت کو تربیت و تبلیغ کے میدان میں واقفینِ نَو بچوں کی بہت بڑی تعداد چاہئے تبھی ہم اپنی ضرورت پوری کر سکتے ہیں۔پھر ڈاکٹرز ہیں۔ٹیچرز ہیں۔پھر دوسرے پیشے ہیں۔لیکن زیادہ تعداد بہرحال ایسے واقفینِ نَو کی چاہئے جو دین کا علم سیکھنے والے ہوں۔جامعہ میں جانے والے ہوں۔باپ اور مائیں اگر بچپن سے ہی بچوں کے ذہنوں میں یہ ڈالیں گی تو پھر اکثر بچوں کے ذہن اس طرف مائل ہوں گے۔اور پھر اس کے ساتھ جیسا کہ مَیں نے کہا تقویٰ پر چلتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں۔ان کے لئے دعائیں کرتے چلے جائیں۔اللہ تعالیٰ فضل فرمائے گا، مدد فرمائے گا انشاء اللہ۔پھر واقفینِ نَو بچے بھی جو ہوش کی عمر کو پہنچ چکے ہیں اور جو اپنے والدین کے عہد کی تجدید خود ہوش کی عمر کو پہنچ کر کر رہے ہیں اپنے ذہن میں رکھیں کہ وقفِ نَو میں ہونا اُس وقت اُن کے لئے، اُن کے والدین کے لئے قابل فخر ہوگا جب وہ اس قربانی کے معیار کو سمجھیں گے جو حضرت اسماعیل علیہ السلام نے قائم فرمایا تھا۔اور اس آزمائش (کے معیار) پر پورے اتریں گے جو انہوں نے قائم فرمایا تھا۔وہ وقتی آزمائش نہیں تھی۔وہ ایک مسلسل قربانی کی آزمائش تھی۔پس ہوش کی عمر کو پہنچ کر آپ اپنے آپ کو دینی تعلیم کے لئے پیش کریں۔اور اگر جامعہ کے اس معیار پر کسی وجہ سے پورے نہ اترتے ہوں تو پھر جماعتی نظام سے مشورہ کرنے کے بعد اپنی لائن اختیار کریں جس کی جماعت کو ضرورت ہو جس سے جماعت کو فائدہ پہنچ سکتا ہو۔پس کسی کے جامعہ میں جانے کے لئے یہ تصور نہ ہو کہ تھوڑے نمبر آئے تو جامعہ میں جاؤں گا۔اگر بہت اچھے نمبر آ گئے، ڈِسٹنکشن (Distinction) آ گئی تو پھر ڈاکٹر بنوں گا یا فلاں بنوں گا۔آپ ان خوش قسمت بچوں میں سے ہیں جن کو ابتدا سے ہی مستقبل کی لائن اختیار کرنے کا پتہ لگ گیا ہے۔ہمارے ان ملکوں میں بلکہ اور دنیا میں بھی بہت سارے بچے ہیں بڑے ہوشیار ہوتے ہیں لیکن آخر تک ان کو پتہ نہیں ہوتا کہ کیا لائن اختیار کریں گے۔تو یہ تو بہت بڑی خوش قسمتی ہے کہ آپ کو ایک لائن میسر آ گئی ہے۔اس کو اختیار کرنے کی کوشش کرنی چاہئے بجائے اِدھر اُدھر جانے کے۔پھر یہ بھی خوش قسمتی ہے کہ آپ کے لئے والدین کی دعائیں جماعت کی دعائیں اور اللہ تعالیٰ کا خاص فضل شامل حال ہے کیونکہ آپ نے اللہ کی خاطر زندگیاں قربان کرنے کا عہد کیا ہے۔اللہ تعالیٰ تمام واقفینِ نَو، ان کے والدین اور اسی طرح تمام واقفین زندگی اور جو خدمت کرنے والے ہیں، جو دین کی خدمت کے لئے اپنے آپ کو پیش کر چکے ہیں انہیں سب کو اپنی قربانی کے اعلیٰ معیار قائم کرنے کی توفیق عطا فرمائے جو خدا تعالیٰ ان سے چاہتا ہے۔

اب مَیں ان اسیران کے لئے دعا کی درخواست کرتا ہوں جو مختلف جگہوں پر خاص طور پر پاکستان میں بہت زیادہ اسیران صرف اس لئے جیلوں میں پڑے ہوئے ہیں کہ انہوں نے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو مانا اور اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کر رہے ہیں۔شہداء جو ہیں، شہدائے احمدیت ان کے خاندانوں کے لئے، ان کے بچوں کے لئے دعا کریں اللہ تعالیٰ ان کی قربانیوں کو بھی قبول فرمائے اور ان کی آئندہ نسلوں کو بھی بہترین اجر عطا فرمائے۔واقفین زندگی جو ہیں ان کے لئے دعا کریں۔جو سلسلہ کی خدمت کرنے والے ہیں ان کے لئے دعا کریں۔

یہاں قادیان کے رہنے والے جو یہاں نئے آنے والے ہیں یا درویشوں کی اولاد ہیں وہ بھی یاد رکھیں کہ ان درویشوں نے بڑے تسلسل کے ساتھ بڑی قربانیاں دی ہیں۔ان کی قربانیوں کو زندہ رکھنے کے لئے اس بستی میں رہتے ہوئے اپنے تقویٰ کے معیار اونچے کریں۔اللہ تعالیٰ سے مدد مانگیں اور اپنے اعمال کی نگرانی کریں۔تمام دنیا کے رہنے والے جو یہ خطبہ سن رہے ہیں اس بستی کے ابتدائی درویشوں کو بھی اپنی دعاؤں میں یاد رکھیں۔وہ درویش جو اپنے مولیٰ کے حضور حاضر ہو گئے اور قربانی کی مثالیں قائم کرتے ہوئے اللہ کے حضور حاضر ہوئے ہیں اللہ تعالیٰ ان کے درجات بلند فرماتا رہے۔اور جو موجود ہیں اللہ تعالیٰ ان کی عمر و صحت میں برکت دے۔ان کی نسلوں کو بھی اپنے بزرگوں کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔پاکستان کے احمدیوں کے لئے بھی دعا کریں۔اللہ تعالیٰ ان کو بھی اس مسلسل ابتلا اور امتحان اور آزمائش سے نکالے۔راستے صاف فرمائے۔ان کے تقویٰ کے معیار کو بھی بڑھائے اور ان کی نیک تمناؤں اور دعاؤں کو قبول فرمائے۔کئی لکھتے ہیں کہ آپ اتنے قریب آ گئے ہیں لیکن پھر بھی حالات کی وجہ سے ہم مل نہیں سکتے۔

پاکستان کے احمدیوں سے مَیں کہتا ہوں کہ آج آپ کے دل جذبات اور درد سے بھرے ہوئے ہیں۔ان جذبات کو، اس درد کو آنسوؤں میں ڈھال کر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش کریں تا کہ اللہ تعالیٰ جلد یہ آزمائش اور جدائی کے دن ختم کر دے۔بنگلہ دیش، انڈونیشیا اور اسی طرح ہندوستان کے بعض علاقوں میں احمدیوں پر کافی سختیاں ہو رہی ہیں۔اللہ تعالیٰ ان کی مشکلات بھی ختم کرے اور دشمن کے ہر شر اور شرارت سے محفوظ رکھے۔اور ان کے ایمانوں میں مضبوطی پیدا کرتا چلا جائے۔اور جلد وہ دن ہمیں دکھائے کہ ہم احمدیت یعنی حقیقی اسلام کا جھنڈا تمام دنیا پر گاڑنے والے ہوں (آمین)

خطبہ ثانیہ کے بعد حضور ایدہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا: اب دعا کر لیں۔دعا کے بعد فرمایا: تمام دنیا کے احمدیوں کو، آپ کو، سب کو عید مبارک ہو۔اللہ تعالیٰ ہر لحاظ سے عید بابرکت فرمائے۔

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل، مورخہ 15 جنوری 2016)

......☆......☆......☆......

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود
وَسِّعۡ مَکَانَکَ الہام حضرت مسیح موعود علیہ السلام
Courtesy: Alladin Builders
e-mail: khalid@alladinbuilders.com

سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نسخہ
ملنے کا پتہ: دُکان چوہدری بدرالدین عامل صاحب درویش مرحوم
احمدیہ چوک قادیان ضلع گورداسپور (پنجاب)
سرمہ نور۔کاجل۔حبّ اٹھرہ (شادی کے بعد اولاد سے محروم کیلئے) زد جام عشق (اعصابی کمزوری و شوگر کیلئے) رابطہ کریں۔

رابطہ: عبد القدوس نیاز
098154-09445

Ahmad Travels Qadian
Foreign Exchange-Western Union
Money Gram-X Press Money
Holidays, Air Ticket, Rail, Cars, Buses
Contact : 9815665277
Proprietor : Nasir Ibrahim
(Ahmadiyya Chowk, Qadian, India)

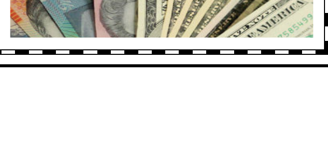

کلام الامام

”اسلام حقیقی معرفت عطا کرتا ہے
جس سے انسان کی گناہ آلود زندگی پر موت آ جاتی ہے۔“
(ملفوظات جلد 4، صفحہ 344)

طالبِ دُعا: طالبِ دُعا: سکینۃ الدین صاحبہ، اہلیہ مکرم سلطان محمد الدین صاحب آف سکندر آباد

یادرکھیں کہ احمدی جس جس ملک میں بھی آباد ہے وہ وہاں پہلے احمدیت کا سفیر ہے۔ دنیا کی نظر آپ پر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے اور دوسروں کو اللہ تعالیٰ کے قریب لانے کا دعویٰ تبھی سچا ثابت ہوسکتا ہے جب ہمارے اپنے اندر اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کے اعلیٰ معیار قائم ہوں گے۔ اور اس طرح ہماری ہمدردیٔ مخلوق کے دعوے بھی تبھی سچے ثابت ہوں گے جب ہم نہ صرف باتوں سے، نہ صرف اپنے دین کی خوبصورت تعلیم سے دکھا کر بلکہ اپنے عمل سے بھی ہمدردیٔ مخلوق کر رہے ہوں گے

قرآن کریم میں مختلف مقامات پر اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنا قرب پانے کے طریقے سکھائے ہیں۔ اپنی خشیت ہمارے دلوں میں پیدا کرنے کے طریقے سکھائے ہیں تقویٰ حاصل کرنے کے طریقے سکھائے ہیں۔ اور سب سے ضروری چیز جو اس سلسلے میں فرمائی وہ نمازوں کی ادائیگی ہے

قرآن وحدیث اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات کے حوالہ سے نماز وعبادت کی اہمیت کا تذکرہ

جلسہ سالانہ کینیڈا کے موقع پر انٹرنیشنل سینٹر مسی ساگا، اونٹاریو میں 04 جولائی 2004ء کو سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا اختتامی خطاب

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ۔ أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔ بِسْمِ اللهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ۔ إِيَّاكَ نَعْبُدُ وَإِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ۔ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ أَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

آپ لوگ جو دنیا کے اس خطۂ زمین میں رہ رہے ہیں جہاں مختلف قومیں آباد ہیں۔ مختلف مذاہب اور روایات کے لوگ ہیں۔ اپنی روایات کی بعض باتیں یہاں آنے والے مختلف معاشرتی گروہوں نے قائم رکھی ہوں گی اور بعض روایات کو، بعض اچھائیوں یا برائیوں کو ایک دوسرے میں سمو بھی لیا ہوگا۔ کیونکہ کم وبیش یہ سب گروپ، یہ دنیا کی آبادیاں، جو یہاں اکٹھی ہوئی ہیں دنیاداروں سے متعلق ہی ہیں اور روحانیت کی طرف لے جانے کے لئے ان کی کوئی سمت متعین نہیں۔ لیکن آپ لوگ جو احمدی ہونے کا دعویٰ کرتے ہیں ان کا دعویٰ ہے کہ ہم نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ہادیٔ کامل کے طور پر مانا ہے اور آپ سے پہلے کے تمام انبیاء پر بھی ایمان ہے۔ ان کو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے اپنی اپنی قوم کے لئے بھیجا ہوا سمجھتے ہیں اور اس زمانے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو بھی اسی ہادیٔ کامل صلی اللہ علیہ وسلم کے غلام کے طور پر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی شریعت کو دنیا میں قائم کرنے کے لئے، پھیلانے کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے بھیجا ہوا سمجھتے ہیں۔ تو یہ ایک انفرادیت ہے جو ہم احمدیوں کی ہے جو دنیا کے کسی مذہب کے ماننے والوں کی نہیں ہے حتّٰی کہ دوسرے مسلمانوں کی بھی نہیں ہے اور اس وجہ سے ہر ایک کا رخ مختلف سمتوں میں ہے۔ تو یہ اعزاز جو ہم احمدیوں کا ہے اور یہ انفرادیت جو ہم احمدیوں کی ہے ہم پر ایک ذمہ داری ڈالتی ہے کہ ہم جب ایک دعویٰ لے کر کھڑے ہوئے ہیں تو اس دعوے کا پاس کرتے ہوئے اس کی حفاظت کرتے ہوئے اپنے اندر روحانی تبدیلیاں پیدا کریں۔ اپنے اندر اللہ تعالیٰ سے تعلق کے بھی اعلیٰ معیار قائم کریں اور اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے حقوق کی ادائیگی کے لئے بھی اعلیٰ معیار قائم کریں۔ ہمیشہ مدّنظر رکھیں۔ یادرکھیں کہ احمدی جس جس ملک میں بھی آباد ہے وہ وہاں پہلے احمدیت کا سفیر ہے۔ دنیا کی نظر آپ پر ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل کرنے اور دوسروں کو اللہ تعالیٰ کے قریب لانے کا دعویٰ تبھی سچا ثابت ہوسکتا ہے اور تبھی سچا ثابت ہوگا جب ہمارے اپنے اندر اللہ تعالیٰ کے احکامات پر عمل کرنے کے اعلیٰ معیار قائم ہوں گے۔ اور اس طرح ہماری ہمدردیٔ مخلوق کے دعوے بھی تبھی سچے ثابت ہوں گے جب ہم نہ صرف باتوں سے، نہ صرف اپنے دین کی خوبصورت تعلیم سے دکھا کر بلکہ اپنے عمل سے بھی ہمدردیٔ مخلوق کر رہے ہوں گے۔ اور یہ بڑی خوشی کی بات ہے ابھی جو میئر صاحبان نے اعلان کیا کہ یہاں آپ لوگوں نے ہسپتال کے لئے خدمت انسانیت کیلئے ایک بڑی رقم ان کو اکٹھی کر کے دی۔ تو بہرحال یہ نمونے ہمیں دکھانے ہوں گے۔ ہمارے عزیز رشتے دار ہم سے فیض پانے والے ہوں گے۔ ہمارے ہمسائے ہم سے فیض پانے والے ہوں گے۔ ہمارے محلے کے لوگ ہمارے سے فیض پانے والے ہوں گے۔ ہمارے شہر کے لوگ ہم سے فیض پانے والے ہوں گے۔ ہمارے ملک کے لوگ ہم سے فیض پانے والے ہوں گے اور تمام انسانیت ہم سے فیض پانے والی ہوگی حتی کہ اللہ تعالیٰ کی تمام مخلوق ہم سے فیض پانے والی ہوگی تو تبھی ہمارا دعویٰ سچا ہوگا۔ تبھی ہم دعویٰ کر سکتے ہیں کہ یہ اسلام کی حسین تعلیم ہے جس کو لے کر جماعت احمدیہ اٹھی ہے۔ تب ہم کہہ سکتے ہیں کہ ہم نے تمام دنیا کے دل اپنے پیدا کرنے والے خدا کے حضور جھکنے والے بنانے ہیں اور یہ تمام باتیں کسی کے اپنے زور سے حاصل نہیں ہوسکتیں۔ یہ تو صرف اور صرف اللہ تعالیٰ کے فضل سے حاصل ہوتی ہیں اور اللہ تعالیٰ کے فضلوں کو حاصل کرنے کے لئے اس کے حضور جھکنا اور اس کی عبادت کرنی ہوگی۔ اس کا خوف اور اس کی خشیت اپنے دلوں میں پیدا کرنی ہوگی۔ اپنے دلوں میں عاجزی پیدا کرنی ہوگی۔ جب عاجزی دلوں میں پیدا ہوگی تو خوف بھی بڑھتا جائے گا تو اللہ تعالیٰ سے مدد مانگنی ہوگی کہ اے ہمارے پیارے خدا ہمارے دل اپنے حضور جھکنے والے بنا دے۔ اپنی عبادات کا حق ادا کرنے والے بنا دے۔ اپنے احکامات پر عمل کرنے والے بنا دے۔ ہمیں اپنی مخلوق سے محبت کرنے والا بنا دے۔ ہمیں اپنی مخلوق کے حقوق ادا کرنے والا بنا دے۔ جب ہم اس طرح دعا کریں گے تو خدا تعالیٰ ہمارے دلوں کو پاک کرتے ہوئے ہمیں وہ معیار بھی عطا فرمائے گا جس کا اس نے ہم سے اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے ذریعہ سے وعدہ کیا ہے اور تعلیم دی ہے۔ تو قرآن کریم میں مختلف مقامات پر اللہ تعالیٰ نے ہمیں اپنا قرب پانے کے طریقے سکھائے ہیں۔ اپنی خشیت ہمارے دلوں میں پیدا کرنے کے طریقے سکھائے ہیں تقویٰ حاصل کرنے کے طریقے سکھائے ہیں۔

اور سب سے ضروری چیز جو اس سلسلے میں فرمائی وہ نمازوں کی ادائیگی ہے۔ مختلف مقامات پر نمازوں کے بارے میں فرمایا ہے۔ یہاں اِس وقت مَیں ایک آیت پڑھوں گا۔ فرماتا ہے وَاسْتَعِيْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ وَ إِنَّهَا لَكَبِيْرَةٌ إِلَّا عَلَى الْخٰشِعِيْنَ (البقرۃ:46) پھر فرمایا کہ یہ خشیت یونہی دل میں پیدا نہیں ہوجائے گی۔ اس آیت کا ترجمہ یہ ہے کہ ’اور صبر اور نماز کے ساتھ مدد مانگو اور یقیناً یہ عاجزی کرنے والوں کے سوا سب پر بوجھل ہے‘۔ اس کے لئے تمہیں مستقل مزاجی کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے حضور جھکنا ہوگا۔ اس کی عبادت کا حق ادا کرنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کے حضور بھی عاجزی سے جھکو اور اپنے ماحول میں بھی تم ایک عاجز انسان کی طرح رہو۔ کسی بڑائی اور تکبر کا شائبہ بھی تمہارے کسی عمل سے نہ پڑے۔ اس سے مدد مانگتے ہوئے یہ کہنا ہوگا کہ اے اللہ! تُو ہی میری مدد فرما اور میری نمازوں میں ذوق پیدا کر۔ اور جتنا جتنا یہ ذوق بڑھے گا اللہ تعالیٰ کا عرفان بھی حاصل ہوتا جائے گا اور اس کی خشیت بھی آتی جائے گی، پیدا ہوتی جائے گی۔

حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس کی تفسیر میں فرمایا ہے کہ صبر کے معنی برے خیالات سے بچنے اور ان کا مقابلہ کرنے کے بھی ہوتے ہیں۔ یعنی بہادری سے، مستقل مزاجی سے مقابلہ کرتے جائیں۔ یہ بھی لغت میں لکھا ہوا ہے۔ تو یہ جو بہادری اور مستقل مزاجی ہے یہ دکھانی ہوگی۔ آپ کو اپنی روایات کو قائم رکھنا ہوگا۔ آپ کو وقت پر اپنی عبادات کو بجالانے کے لئے دنیا سے ڈرے بغیر اس طرف توجہ دینی ہوگی۔ پھر فرمایا کہ جب کوئی بداثرات کو ردّ کرے اور نیک اثرات قبول کرنے کی عادت ڈالے جو دعاؤں سے حاصل ہوسکتی ہے تو اس کے دل میں روحانیت بھی پیدا ہوتی جائے گی۔ (ماخوذ از تفسیر کبیر جلد اوّل صفحہ 397) تو جتنی زیادہ روحانیت پیدا ہوگی اتنی زیادہ خشیت دل میں پیدا ہوگی اور پھر عاجزی بھی پیدا ہوگی تو روحانیت کے معیار نماز سے حاصل ہوں گے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’نماز اور صبر کے ساتھ خدا سے مدد چاہو‘‘۔ فرمایا ’’نماز کیا چیز ہے؟ وہ دعا ہے جو تسبیح، تحمید، تقدیس اور استغفار اور درود کے ساتھ تضرّع سے مانگی جاتی ہے‘‘۔ (کشتی نوح روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 69-68) انتہائی گڑگڑا کر مانگی جاتی ہے۔ عاجزانہ طور پر اللہ تعالیٰ کے حضور پیش ہو کر مانگی جاتی ہے۔ تو جس طرح اللہ تعالیٰ کی حمد اس کی تسبیح اور اپنے گناہوں سے معافی کی حالت دل میں پیدا ہوگی اسی طرح خشیت بھی بڑھتی جائے گی۔ تو مختصر یہ کہ نمازوں میں وہ ذوق پیدا کرو گے تو یہ سب کچھ ملے گا۔

نماز کے بارے میں حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ نماز بڑے بھارے درجے کی دعا ہے مگر لوگ اس کی قدر نہیں کرتے۔ اس زمانے میں مسلمان درود و وظائف کی طرف متوجہ ہیں۔ اور نماز کی طرف متوجہ نہیں۔ پھر فرمایا یہ لوگ نماز کی حقیقت سے بے خبر ہیں۔ فرمایا کہ پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا یہی طریق تھا کہ مشکلات کے وقت میں وضو کر کے نماز میں کھڑے ہوجاتے تھے اور نماز میں دعا کرتے تھے۔ ہمارا تجربہ ہے کہ خدا کے قریب لے جانے والی کوئی چیز نماز سے بڑھ کر نہیں۔ نماز کے اجزاء اپنے اندر ادب خاکساری اور انکساری کا اظہار رکھتے ہیں۔ قیام میں نمازی دست بستہ کھڑا ہوتا ہے جیسا کہ غلام اپنے آقا اور بادشاہ کے سامنے طریق ادب سے کھڑا ہوتا ہے۔ رکوع میں انسان انکسار کے ساتھ جھک جاتا ہے اور سب سے بڑا انکسار سجدہ میں ہے جو بہت ہی عاجزی کی حالت کو ظاہر کرتا ہے۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد پنجم صفحہ 93۔94۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

فرمایا ’’نمازوں کو باقاعدہ التزام سے پڑھو۔ بعض لوگ صرف ایک ہی وقت کی نماز پڑھ لیتے ہیں۔ وہ یاد رکھیں کہ نمازیں معاف نہیں ہوتیں یہاں تک کہ پیغمبروں تک کو معاف نہیں ہوئیں۔ ایک حدیث میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک نئی جماعت آئی انہوں نے نماز کی معافی چاہی۔ آپ نے فرمایا کہ جس مذہب میں عمل نہیں وہ مذہب کچھ نہیں‘‘۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 263۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر آپ فرماتے ہیں: ’’مَیں پھر تمہیں بتلاتا ہوں کہ اگر خدا تعالیٰ سے سچا تعلق، حقیقی ارتباط قائم کرنا چاہتے ہو‘‘ (یعنی تعلق اور رابطہ جوڑنا ہے) ’’تو نماز پر کاربند ہوجاؤ اور ایسے کاربند بنو کہ تمہارا جسم نہ تمہاری زبان بلکہ تمہاری روح کے ارادے اور جذبے سب کے سب ہمہ تن نماز ہو جائیں‘‘۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 170۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر فرمایا: باوجود انسان کی خواہش کے کہ وہ پاک ہوجاوے نفس لوّامہ کی لغزشیں ہو ہی جاتی ہیں۔ گناہوں سے پاک کرنا خدا کا کام ہے۔ اس کے سوائے کوئی طاقت نہیں جو زور کے ساتھ تمہیں پاک کر دے۔ پس پاک جذبات کے پیدا کرنے کے واسطے خدا تعالیٰ نے نماز رکھی ہے۔ نماز کیا ہے؟ ایک دعا جو درد، سوزش اور حرکت کے ساتھ خدا تعالیٰ سے طلب کی جاتی ہے۔ یعنی یہ گرمی دل میں پیدا ہوتی ہے تاکہ یہ بدخیالات اور برے ارادے دفعہ ہوجائیں اور پاک محبت اور پاک تعلق حاصل ہوجاوے اور خدا تعالیٰ کے احکام کے ماتحت چلنا نصیب ہو۔

(ماخوذ از ملفوظات جلد پنجم صفحہ 92۔93۔ ایڈیشن 2003ء مطبوعہ ربوہ)

ایک روایت میں آتا ہے حضرت ابوھریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس دن اللہ تعالیٰ کے سائے کے سوا کوئی سایہ نہیں ہوگا اس دن اللہ تعالیٰ سات آدمیوں کو اپنے سایہ رحمت میں جگہ دے گا۔ اول امام عادل۔ دوسرے وہ نوجوان جس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہوئے جوانی بسر کی۔ تیسرے وہ آدمی جس کا دل مسجدوں کے ساتھ لگا ہوا ہے۔ چوتھے وہ آدمی جو اللہ تعالیٰ کی خاطر ایک دوسرے سے محبت کرتے ہیں۔ اسی پر وہ متحد ہوئے اور اسی کی خاطر وہ ایک دوسرے سے الگ ہوئے۔ پانچویں وہ پاکباز مرد جس کو خوبصورت اور بااقتدار عورت نے بدی کے لئے بلایا لیکن اس نے کہا میں اللہ تعالیٰ سے ڈرتا ہوں۔ چھٹے وہ سخی جس نے اس طرح پوشیدہ طور پر اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ دیا کہ اس کے بائیں ہاتھ کو بھی خبر نہ ہوئی کہ اس کے دائیں ہاتھ نے کیا خرچ کیا۔ ساتویں وہ مخلص جس نے خلوت میں اللہ تعالیٰ کو یاد کیا اور اس کی محبت اور خشیت سے اس کی آنکھوں سے آنسو جاری ہوگئے۔ (صحیح البخاری کتاب الاذان باب من جلس فی المسجد ینتظر الصلاۃ وفضل المساجد حدیث 660)

اس حدیث میں جو باتیں بیان کی گئی ہیں وہ تقریباً تمام ایسی ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی خشیت اور محبت کی وجہ سے ہی ان پر عمل ہوتا ہے۔ چنانچہ دیکھ لیں پہلے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کرتے ہوئے جوانی بسر کی۔ یہ بھی جس میں اللہ تعالیٰ کی خشیت ہوگی اسی میں یہ ذوق بھی پیدا ہوگا کہ وہ نوجوانی کی حالت میں بھی عبادت میں زندگی گزارے۔ پھر دل مسجد سے لگا ہو یہ بھی اللہ تعالیٰ کی عبادت کرنے کی طرف لے جانے والی چیز ہے اور وہ بھی خشیت سے پیدا ہوتی ہے، ایک تعلق سے پیدا ہوتی ہے۔ ایک محبت سے پیدا ہوتی ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا صحیح عرفان حاصل ہوگا تو مسجدوں کی طرف آنے کی طرف توجہ بھی پیدا ہوگی۔ پھر اللہ تعالیٰ کی خاطر ایک دوسرے سے تعلق ہے یہ بھی اللہ تعالیٰ کی خاطر ہے اور اسی محبت کی وجہ سے ہے جو ایک بندے کو خدا تعالیٰ سے ہونی چاہئے اور ہوتی ہے۔ پھر اللہ کی خاطر بدی سے پرہیز ہے۔ عورت کی جو بات کی ہے وہ بھی اللہ تعالیٰ کی خاطر بدی سے پرہیز ہے۔ تو یہ بھی اللہ تعالیٰ کی خشیت ہی ہے۔ اپنے پیاروں کی خاطر آدمی بہت ساری باتیں چھوڑتا ہے۔ تو یہاں جو اللہ تعالیٰ کی محبت دل میں پیدا ہو جائے گی تو ایسی حرکتوں سے بھی انسان باز آجاتا ہے۔ پھر چھپ کر اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والے یہ بھی اللہ تعالیٰ کی محبت کو جذب کرنے کے لئے ہی ہے۔ پھر چھپ کر عبادت کرنے والے یہ بھی اللہ تعالیٰ کی محبت اور خشیت ہی ہے اور ایک بظاہر حقوق العباد میں ہے بلکہ وہ بھی اللہ کی خاطر ہی ہے جو اس کے حکم پر چلتے ہوئے عدل اور انصاف قائم کرنے کی تلقین ہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی محبت زیادہ سے زیادہ حاصل ہو۔ تو اللہ تعالیٰ کی مخلوق کے فرائض بھی اللہ تعالیٰ کی محبت کی وجہ سے ہیں۔ تو فرمایا جس میں یہ باتیں موجود ہوں گی اس کو کوئی خوف نہیں کوئی حساب کتاب کی فکر نہیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمتوں اور اس کے فضلوں کا سایہ تمہیں اپنی لپیٹ میں لے لے گا اور اپنے بندوں میں شمار کرے گا اور اپنی جنتوں کا تمہیں وارث بنائے گا۔ اللہ کرے کہ ہم یہ سب سچی محبت اور خشیت حاصل کرنے والے ہوں، پانے والے ہوں۔

پھر ایک روایت میں آتا ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے آپ فرماتے تھے کہ دو آنکھیں ایسی ہیں جنہیں دوزخ نہیں چھوئے گی۔ ایک وہ آنکھ جو خدا کے خوف سے رو پڑی یعنی خشیت سے رو پڑی اور دوسری وہ آنکھ جو رات کو راہ خدا میں پہرہ دیتی ہے۔

(سنن الترمذی ابواب فضائل الجہاد باب ماجاء فی فضل الحرس فی سبیل اللہ حدیث 1639)

تو یہاں بھی فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا خوف ایسا خوف ہے جو کسی محبت اور تعلق کی وجہ سے ہوتا ہے نہ کہ کوئی ڈر ہو۔ تو ایک محبت والا خوف جو ایک محبت کرنے والے کو اپنے محبوب سے ہوتا ہے کہ کہیں وہ ناراض نہ ہو جائے اور اس ناراضگی سے بچنے کے لئے، اس کو راضی کرنے کے لئے وہ بڑے بڑے پاپڑ بیلتا ہے تو یہاں بھی ہے کہ پھر اس کو راضی کرنے کے لئے ایک لمبا عرصہ اور ایک مستقل مزاجی سے اس کی یاد میں گزارو۔ راتوں کو بھی گزارو، دنوں کو بھی گزارو۔ گریہ وزاری کرنے والی آنکھیں ہوں۔ اور پھر بتایا کہ گریہ وزاری کے، اللہ تعالیٰ کی خشیت کے اعلیٰ معیار کس طرح قائم ہوں گے۔ وہ اس طرح کہ اس کی عبادت بجالاؤ اور عبادات کے بھی اعلیٰ معیار کیا ہیں کہ راتوں کو اٹھو، اور اسے پکارو جیسا کہ پہلے مَیں نے کہا۔ تو یہی اصل چیز ہے۔ اپنی راتوں میں اس کے آگے رو رو کر اس سے دعائیں مانگو اور کیونکہ راتوں کو جاگنے والے، راتوں کی عبادت کرنے والے دنیا دکھاوے کے لئے عبادت نہیں کر رہے ہوتے بلکہ خالصۃً اللہ تعالیٰ کی خاطر کر رہے ہوتے ہیں اس لئے فرمایا کہ یہ لوگ ایسے ہیں جنہیں جہنم نہیں چھوئے گی۔ اللہ تعالیٰ انہیں ہمیشہ اپنے پیار اور محبت کی گود میں رکھے گا۔

پھر ایک حدیث میں اس بات کو یوں بھی بیان فرمایا ہے۔ حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے۔ آپ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص خدا تعالیٰ کی خشیت سے روتا ہے وہ کبھی آگ میں نہ جائے گا یہاں تک کہ دودھ تھنوں میں واپس چلا جائے۔

(سنن الترمذی ابواب فضائل الجہاد باب ماجاء فی فضل الغبار فی سبیل اللہ حدیث 1633)

یعنی یہ ناممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ کو یاد کرتا ہو اور پھر وہ جہنم میں جائے یا آگ میں پڑے۔ اور خدا کی راہ میں انسان کے جسم پر لگا ہوا غبار اور جہنم کا دھواں اکٹھے نہیں ہو سکتے۔ یعنی جو اللہ تعالیٰ کے رستے میں تکلیفیں اٹھاتے ہیں، اللہ تعالیٰ کی عبادات کرتے ہیں کبھی یہ نہیں ہوسکتا کہ ان کو جہنم کا دھؤاں یا جہنم کی آگ ان کے قریب بھی پہنچ سکے۔ تو یہ مزید تسلی فرما دی کہ یہ ہو نہیں سکتا کہ تم اللہ تعالیٰ کا خوف اپنے دل میں رکھتے ہو، برائیوں سے بھی بچتے ہو اور اس کی عبادت بھی کرنے والے ہو اور پھر تم جہنم میں بھی جاؤ، ناممکن ہے۔ یہ کبھی نہیں ہوسکتا۔ بلکہ تمہیں خوشخبری ہو کہ تم اس کی رضا حاصل کرتے ہوئے جنت میں جانے والے ہو۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’جگری گریہ وبکا آستانہ الوہیت پر ہر ایک قسم کی نفسانی گندگیوں اور مفسد مواد کو لے کر نکل جاتا ہے اور اس کو پاک وصاف بنا دیتا ہے۔ اہل اللہ کا ایک آنسو جو توبۃ النصوح کے وقت نکلتا ہے ہوا وہوس کے بندے اور ریاکار اور ظلمتوں کے گرفتار کے ایک دریا بہا دینے سے افضل اور اعلیٰ ہے کیونکہ وہ خدا کے لئے ہے اور یہ خَلق کے لئے یا اپنے نفس کے واسطے‘‘۔

(ملفوظات جلد اول صفحہ 411۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

تو فرمایا کہ دل سے جو دعا نکلتی ہے، اللہ تعالیٰ کے حضور پورے عاجزی سے جھکتے ہوئے جو تم دعا مانگتے ہو، ہر قسم کی نفسانیت سے بالا ہو کر اس کو حاصل کرنے کے لئے دعا مانگتے ہو تو پھر تمہارے یہ سارے گند اللہ تعالیٰ نکال دے گا اور یہی توبۃ النصوح ہے۔

پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ والے بننے کی کوشش کرو۔ اللہ کی راہ میں ایک بھی آنسو بہاؤ اور حقیقت میں وہ آنسو اس کی یاد میں بہنے والا ہو، اس کی رضا کو حاصل کرنے والا ہو تو پھر یہ ایک آنسو بھی جو ہے یہ معجزات دکھانا شروع کر دیتا ہے لیکن شرط یہی ہے جیسا کہ میں نے پہلے کہا کہ تمہارے دل کے اندر سے، اس کی گہرائیوں سے یہ آنسو باہر نکل رہا ہو۔

پھر فرمایا ہے کہ نمازوں کو اپنی عبادات کو اس طرح اس رنگ میں رنگین کیا جائے کہ ذہن میں صرف اللہ ہی اللہ ہو۔ نمازوں میں ایسی کیفیت اختیار کرو کہ گویا تم اللہ تعالیٰ کے سامنے کھڑے ہو اور اسے دیکھ رہے ہو۔ اس کے حضور حاضر ہو۔ اگر یہ کیفیت پیدا نہیں ہوتی تو کم از کم اتنا ضرور ہو کہ خدا تمہیں دیکھ رہا ہے۔ اور پھر اس کیفیت کو، اس خشیت کو، اس حالت کو جو خشیت کی حالت ہے مستقل اپنی زندگی کا حصہ بنانے کے لئے بھی ہمیشہ ذہن میں رہے کہ خدا ہماری ہر حرکت دیکھ رہا ہے۔ صرف یہی نہیں ہے کہ نماز پڑھی اور سلام پھیرا تو اس کے بعد خدا نے دیکھنا بند کر دیا بلکہ اللہ تعالیٰ ہر وقت ہر لمحہ ہماری ہر حرکت کو دیکھ رہا ہے۔ اس لئے برائیوں سے بھی بچنا ہے اور اپنے ہر عمل کو خالصۃً لِلّٰہ کرنے کی کوشش کرنی ہے۔ ان لوگوں کی طرح نہیں ہو جانا جو ہمسایوں سے نیک سلوک نہ کر رہے ہوں، اپنے رشتہ داروں سے نیک سلوک نہ کر رہے ہوں، اپنی بیوی سے نیک سلوک نہ کر رہے ہوں۔ کیونکہ اگر اللہ کا خوف ہے تو یہ بات بھی ہر وقت ذہن میں رہے کہ اللہ تعالیٰ صرف نماز پڑھتے ہوئے ہی نہیں دیکھتا، جیسا کہ میں نے پہلے بھی کہا ہے، بلکہ وہ ہر حالت میں تمہیں دیکھ رہا ہے۔ اس لئے اگر تم اپنے بندوں کے حقوق ادا کرنے میں بھی سستی کرتے ہو اور عاجزانہ طور پر ان کی خدمت کے لئے کمر بستہ نہیں ہو، ان کی خدمت میں لگے نہیں رہتے یا ان کے حقوق ادا کرنے کی کوشش نہیں کرتے تو یاد رکھو کہ وہ خدا تمہارا محاسبہ کر سکتا ہے۔ اس لئے اپنے معاشرے کے حقوق بھی اسی طرح ادا کرو جس طرح اللہ تعالیٰ کی عبادت تم اس کی خشیت کی وجہ سے کرتے ہو۔ جس ملک میں تم رہ رہے ہو اس سے محبت کرنے کا بھی حکم ہے۔ اس لئے اگر اللہ کا خوف ہے تو اپنے ملک سے بھی مکمل وفا کرو۔ اب یہاں جن کو کینیڈین شہریت مل گئی ہے ان کا فرض ہے کہ کینیڈا کے مکمل وفادار بن کر رہیں۔ جب تم یہ معاشرتی حقوق ادا کر رہے ہو گے تو تب سمجھا جا سکتا ہے کہ تم تقویٰ پر قائم ہو اور اللہ کا خوف بھی تمہارے دل میں ہے اور اس کے لئے دعا بھی کرنی چاہئے تاکہ اللہ کا قرب پانے کے اعلیٰ معیار حاصل ہو سکیں۔

ایک روایت آتی ہے۔ کچھ حصہ میں پڑھتا ہوں۔ حضرت زید بن ارقم رضی اللہ عنہ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اے اللہ میرے نفس کو اس کا تقویٰ عطا فرما اور اس کو پاک کر کیونکہ تُو ہی اس کا بہترین تزکیہ کرنے والا ہے۔ تُو ہی اس کا ولی ہے اور تُو ہی اس کا آقا ہے۔ تو یہ دعا اس طرح کرنی چاہئے۔

پھر فرمایا کہ یہ دعا کرنی چاہئے کہ اے اللہ! میں تیری پناہ چاہتا ہوں ایسے علم سے جو فائدہ نہ دے۔ اور ایسے دل سے جس میں خشوع نہ ہو۔ اور ایسے نفس سے جو سیر نہ ہو۔ اور ایسی دعا سے جو مقبول نہ ہو۔

(صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار باب التوبۃ التعوذ من شر ما عمل ومن شر مالم یعمل حدیث 6906)

پھر فرمایا کہ جو لوگ تقویٰ پر چلنے والے ہیں ان کا فرض ہے کہ اپنے علم سے اپنی صلاحیتوں سے دوسروں کو فائدہ پہنچائیں۔ ان کو بھی کوشش کر کے اعلیٰ معیار پر لے کر آئیں۔ یہ نہ ہو کہ اس بارے میں کنجوسی ہو اور ٹریڈ سیکرٹ (Trade secret) کے نام پر کسی کو فائدہ پہنچانے میں کنجوسی سے کام لے رہے ہوں کیونکہ ایسے لوگوں کے دل اللہ کی خشیت سے بھی خالی ہو جاتے ہیں۔ ان میں اللہ کا خوف نہیں ہوتا۔ وہ کوشش کرتے ہیں کہ صرف اپنے نفس کو فائدہ پہنچائیں۔ ہر چیز اپنی جیب میں ڈالنے کی کوشش کرتے ہیں۔ تو آخر میں نہ قبول ہونے والی دعاؤں سے پناہ مانگی ہے کیونکہ جو لوگ صرف ذاتی مفاد حاصل کرنے والے ہوں اور لوگوں کو دینے میں کنجوسی سے کام لینے والے ہوں اور جن کے دل اللہ تعالیٰ کی خشیت سے خالی ہوں تو پھر ایسے لوگ تو اللہ تعالیٰ کے مقرب نہیں بن سکتے اور پھر ایسے لوگوں کی دعائیں بھی خدا تعالیٰ نہیں سنتا۔ اللہ ہر احمدی کو اس سے بچائے۔

پھر فرمایا کہ جو لوگ اللہ تعالیٰ کی خشیت پیدا کرنے والے ہوتے ہیں اس کی عبادات بجالانے والے ہوتے ہیں وہ اللہ کی راہ میں قربانیاں کرنے والے بھی ہوتے ہیں اور بڑی بشاشت سے قربانیاں کرتے ہیں۔ اور یہ اس لئے کرتے ہیں کہ انہوں نے اللہ کے حضور حاضر ہونا ہے اور اس کی دائمی جنتوں کا وارث بننا ہے جیسا کہ وہ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ وَالَّذِیۡنَ یُؤۡتُوۡنَ مَاۤ اٰتَوۡا وَّ قُلُوۡبُہُمۡ وَجِلَۃٌ اَنَّہُمۡ اِلٰی رَبِّہِمۡ رٰجِعُوۡنَ۔ (المؤمنون:61) کہ اور وہ لوگ بھی کہ جو بھی وہ دیتے ہیں اس حال میں دیتے ہیں کہ ان کے دل اس خیال سے ڈرتے رہتے ہیں کہ وہ یقیناً اپنے رب کے پاس لوٹ کر جانے والے ہیں۔

پھر فرمایا کہ یہ قربانیاں کر کے، مالی قربانیاں کر کے آرام سے نہ بیٹھ جاؤ کہ ہم نے بہت مالی قربانیاں کر لی ہیں۔ بلکہ مالی قربانی کرنے والوں کے دل پھر بھی ڈرتے رہتے ہیں کہ کہیں ان کے کسی فعل کی وجہ سے ان کی قربانیاں ردّ نہ کر دی جائیں۔ ان کی نیّتوں میں کہیں دنیا کی ملونی شامل نہ ہو جائے۔ یہ خیال دل میں نہ آجائے کہ مَیں پانچ وقت کی نمازیں بھی پڑھتا ہوں اور اللہ کی راہ میں مالی قربانیاں بھی کر رہا ہوں اب چاہے جو مرضی کرتا پھروں۔ بندوں کے حقوق ادا نہ کروں۔ ملک سے وفادار نہ رہوں۔ پھر فرمایا نہیں بلکہ یہ جو مالی قربانی اور نمازیں ہیں یہ تمہیں ان حقوق کی طرف زیادہ توجہ دلائیں اور اللہ تعالیٰ کی خشیت تمہارے دل میں زیادہ پیدا کریں تبھی وہ فائدہ مند ہوں گی۔

حضرت عائشہؓ سے روایت ہے کہ انہوں نے ایک دفعہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ کیا اس آیت

کا یہ مطلب ہے کہ انسان جو چاہے کرے مگر خدا سے ڈرتا رہے؟ تو آپ نے فرمایا کہ نہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ انسان نیکیاں کرے مگر ساتھ ہی خدا سے بھی ڈرتا رہے۔ (سنن ابن ماجہ کتاب الزھد باب التوقی علی العمل حدیث 4198) تو کبھی بھی انسان کو اپنی ظاہری نیکیوں پر تکیہ نہیں کرنا چاہئے، کبھی انحصار نہیں کرنا چاہئے۔ کبھی ان کو کچھ سمجھنا نہیں چاہئے۔ بلکہ مستقل استغفار کی طرف توجہ رہنی چاہئے تا کہ اللہ تعالیٰ کا خوف دل میں پیدا ہو اور لوگوں کے حقوق کی ادائیگی کی طرف توجہ رہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں کہ: ’’خدا تعالیٰ سے مدد مانگو اور اپنی پوری طاقت اور ہمت سے اپنی کمزوریوں کو دور کرنے کی کوشش کرو۔ جہاں عاجز آ جاؤ وہاں صدق اور یقین سے ہاتھ اٹھاؤ کیونکہ خشوع اور خضوع سے اٹھائے ہوئے ہاتھ جو صدق اور یقین کی تحریک سے اٹھتے ہیں خالی واپس نہیں ہوتے‘‘۔

(ملفوظات جلد اوّل صفحہ 147۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

تو جب انسان ایک احساس ندامت کے ساتھ اللہ کے حضور حاضر ہو، اس کی بخشش حاصل کرنے کے لئے ایک تڑپ ہو، اللہ کے در پر بیٹھ جائے کہ تیری رضا حاصل کر کے ہی اٹھنا ہے تو جتنا بھی گنہگار ہے اللہ تعالیٰ اس کی تڑپ کی ضرور قدر کرتا ہے جیسے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا۔ اور اللہ تعالیٰ تو موقع تلاش کر رہا ہوتا ہے کہ کس طرح کوئی بھولا بھٹکا بندہ میری طرف آئے اور میں اسے اپنے ساتھ چمٹاؤں۔

اس بارے میں حضرت ابوسعید خدری کی ایک لمبی روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم میں سے پہلے لوگوں میں ایک آدمی تھا جس نے ننانوے قتل کئے تھے۔ آخر اس کے دل میں ندامت پیدا ہوئی اور اس نے اس علاقے کے سب سے بڑے عالم کے متعلق پوچھا تا کہ وہ اس سے گناہ سے توبہ کرنے کے بارے میں پوچھے۔ اسے ایک تارک الدنیا عابد زاہد کا پتا بتایا گیا۔ وہ اس کے پاس آیا اور کہا اس نے ننانوے قتل کئے ہیں اور کیا اس کی توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ اس عابد زاہد نے کہا کہ ایسے آدمی کی توبہ کیسے قبول ہو سکتی ہے اور اتنے بڑے گناہ کیسے معاف ہو سکتے ہیں۔ اس پر اس نے اس کو بھی قتل کر دیا۔ اس طرح پورے سو قتل ہو گئے۔ پھر اسے اور ندامت ہوئی اور اس نے کسی بڑے عالم کے متعلق پوچھا۔ اس کو ایک بڑے عالم کا پتا بتایا گیا۔ وہ اس کے پاس آیا اور کہا میں نے سو قتل کئے ہیں کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ اس نے جواب دیا کیوں نہیں۔ توبہ کا دروازہ کیسے بند ہو سکتا ہے اور توبہ کرنے والے اور اس کی توبہ کے قبول ہونے کے درمیان کون حائل ہو سکتا ہے۔ تم فلاں علاقے میں جاؤ وہاں کچھ لوگ اللہ تعالیٰ کی عبادت میں مشغول ہوں گے اور دین کے کام کر رہے ہوں گے تم بھی ان کے ساتھ اس نیک کام میں شریک ہو جاؤ اور ان کی مدد کرو۔ نیز اپنے اس علاقے میں واپس نہ آنا کیونکہ یہ بُرا اور فتنہ خیز علاقہ ہے۔ چنانچہ وہ اس سمت میں چل پڑے لیکن ابھی آدھا راستہ ہی طے کیا تھا کہ موت نے اسے آ لیا۔ تب اس کے بارے میں رحمت اور عذاب کے فرشتے جھگڑنے لگے۔ رحمت کے فرشتے کہتے تھے کہ اس شخص نے توبہ کر لی ہے اور اپنے دل سے اللہ تعالیٰ کی طرف متوجہ ہوا ہے اس لئے ہم اسے جنت میں لے جائیں گے۔ عذاب کے فرشتے کہتے تھے کہ اس نے کوئی نیک کام نہیں کیا یہ کیسے بخشا جا سکتا ہے۔ اسی اثناء میں اس کے پاس ایک فرشتہ انسانی صورت میں آیا۔ اس کو انہوں نے اپنا ثالث مقرر کر لیا۔ اس نے دونوں کی باتیں سن کر کہا کہ جس علاقے سے یہ آ رہا ہے اور جس کی طرف جا رہا ہے ان دونوں کا درمیانی فاصلہ ناپ لو تو ان میں سے جس علاقے سے وہ زیادہ قریب ہے وہ اسی علاقے کا شمار ہوگا۔ پس انہوں نے اس فاصلے کو ماپا تو اس علاقے کے قریب پایا جس کی طرف وہ جا رہا تھا یعنی نیکی حاصل کرنے کی طرف۔ اس پر رحمت کے فرشتے اسے جنت کی طرف لے گئے۔ (صحیح مسلم کتاب التوبۃ باب قبول توبۃ القاتل وان کثر قتلہ حدیث 7008)

تو یہ ہیں اللہ تعالیٰ کے بخشنے کے طریقے۔ اس لئے کبھی یہ خیال نہ آئے کہ یوں ہو گیا تو اب کس طرح ہم اپنے دل میں یہ حالت پیدا کریں۔ جو جس طرح زندگی گزر رہی ہے گزارتے چلے جائیں۔

پھر یہی نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ کا پیار حاصل کرنے کی کوشش کرنے والوں کو ہی مقام ملتا ہے بلکہ ان کو بھی اللہ تعالیٰ اپنی رحمت کی چادر میں لپیٹ لیتا ہے جو اس کی عبادت کرنے والوں کی مجلسوں میں بیٹھنے والے ہیں۔

اس بارے میں بھی حضرت ابو ہریرۃؓ سے ایک روایت ہے کہ انہوں نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کے کچھ بزرگ فرشتے گھومتے رہتے ہیں اور انہیں ذکر کی مجالس کی تلاش رہتی ہے۔ جب وہ کوئی ایسی مجلس پاتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کا ذکر ہو رہا ہو تو وہ بیٹھ جاتے ہیں اور پروں سے اس کو ڈھانپ لیتے ہیں۔ ساری فضا ان کے سایہ برکت سے معمور ہو جاتی ہے۔ جب لوگ اس مجلس سے اٹھ جاتے ہیں تو وہ بھی آسمان کی طرف چڑھ جاتے ہیں۔ (اب یہ ہمارے جلسے بھی ذکر کی مجالس ہی ہیں) وہاں اللہ تعالیٰ ان سے پوچھتا ہے حالانکہ وہ سب کچھ جانتا ہے کہ کہاں سے آئے ہو؟ وہ جواب دیتے ہیں ہم تیرے بندوں کے پاس سے آئے ہیں جو تیری تسبیح کر رہے تھے، تیری بڑائی بیان کر رہے تھے، تیری عبادت میں مصروف تھے اور تیری حمد میں رطب اللسان تھے اور تجھ سے دعائیں مانگ رہے تھے۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ مجھ سے کیا مانگتے ہیں؟ اس پر فرشتے عرض کرتے ہیں کہ وہ تجھ سے تیری جنت مانگتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس پر کہتا ہے کیا انہوں نے میری جنت دیکھی ہے؟ فرشتے کہتے ہیں نہیں، اے میرے رب انہوں نے تیری جنت دیکھی تو نہیں۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ ان کی کیا کیفیت ہوگی اگر وہ میری جنت کو دیکھ لیں۔ پھر فرشتے کہتے ہیں وہ تیری پناہ چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ اس پر کہتا ہے وہ کس چیز سے میری پناہ چاہتے ہیں۔ فرشتے اس پر کہتے ہیں تیری آگ سے وہ پناہ چاہتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کیا انہوں نے میری آگ دیکھی ہے؟ فرشتے کہتے ہیں دیکھی تو نہیں۔ خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ ان کا کیا حال ہوگا اگر وہ میری آگ کو دیکھ لیں۔ پھر فرشتے کہتے ہیں وہ تیری بخشش طلب کرتے ہیں۔ اس پر اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ میں نے انہیں بخش دیا۔ اور انہیں وہ سب کچھ دیا جو انہوں نے مجھ سے مانگا اور میں نے ان کو پناہ دی جس سے انہوں نے میری پناہ طلب کی۔ اور اس پر فرشتے کہتے ہیں کہ اے ہمارے ربّ! ان میں فلاں شخص غلط کار شخص بھی تھا وہ وہاں سے گزرا اور ان کو ذکر کرتے ہوئے دیکھ کر تماش بین کے طور پر ان میں بیٹھ گیا۔ اس پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میں نے اس کو بھی بخش دیا کیونکہ یہ ایسے لوگ ہیں کہ ان کے پاس بیٹھنے والے بھی محروم اور بدبخت نہیں رہتے۔ (صحیح مسلم کتاب الذکر والدعاء والتوبۃ والاستغفار باب فضل مجالس الذکر حدیث 6839)

تو دیکھیں اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کی کتنی غیرت رکھتا ہے کہ ان کی مجلس میں بیٹھنے والے شخص کو بھی بخش دیا۔ دراصل تو یہ بخشش اس پیار کی وجہ سے ہے جو اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں سے ہے اور کیونکہ یہ بھی فرماتا ہے کہ جو کسی کی ہدایت کا باعث بنے اس کو بھی اتنا ہی ثواب ملے گا جتنا ہدایت پانے والے کو۔ تو اس طرح دونوں کے درجات کو بڑھا رہا ہے۔ تو کون ہے جو ایسے پیار کرنے والے خدا سے پیار نہ کرے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں: ’’خدا تعالیٰ کے فضل و کرم کا دروازہ کبھی بند نہیں ہوتا۔ انسان اگر سچے دل سے اخلاص لے کر رجوع کرے تو وہ غفور رحیم ہے اور توبہ کو قبول کرنے والا ہے۔ یہ سمجھنا کہ کس کس گناہگار کو بخشے گا؟ خدا تعالیٰ کے حضور سخت گستاخی اور بے ادبی ہے۔ اس کی رحمت کے خزانے وسیع اور لاانتہا ہیں۔ اس کے حضور کوئی کمی نہیں۔ اس کے دروازے کسی پر بند نہیں ہوتے۔ انگریزوں کی نوکریوں کی طرح نہیں کہ اتنے تعلیم یافتہ ہو کہاں سے نوکریاں ملیں۔ خدا کے حضور جس قدر پہنچیں گے سب اعلیٰ مدارج پائیں گے۔ یہ یقینی وعدہ ہے۔ وہ انسان بڑا ہی بدقسمت اور بدبخت ہے جو خدا تعالیٰ سے مایوس ہو اور اس کی نزع کا وقت غفلت کی حالت میں اس پر آ جاوے۔ بیشک اس وقت دروازہ بند ہو جاتا ہے‘‘۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 296-297۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان) یعنی کبھی بھی مایوس نہیں ہونا چاہئے اور آخری وقت تک کوشش کرتے رہنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ بخشش کے سامان پیدا فرماتا ہے اگر سچے دل سے معافی مانگی جائے۔

پھر آپ فرماتے ہیں: ’’استغفار کرتے رہو اور موت کو یاد رکھو۔ موت سے بڑھ کر اور کوئی بیدار کرنے والی چیز نہیں ہے۔ جب انسان سچے دل سے خدا کی طرف رجوع کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ اپنا فضل کرتا ہے۔ جس وقت انسان اللہ تعالیٰ کے حضور سچے دل سے توبہ کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ پہلے گناہ بخش دیتا ہے۔ پھر بندے کا نیا حساب چلتا ہے۔ اگر انسان کا کوئی ذرا سا بھی گناہ کرے تو وہ ساری عمر اس کا کینہ اور دشمنی رکھتا ہے اور گو زبانی معاف کر دینے کا اقرار بھی کرے لیکن پھر بھی جب اسے موقع ملتا ہے تو اپنے کینہ اور عداوت کا اس سے اظہار کرتا ہے۔ یہ خدا تعالیٰ ہی ہے کہ جب بندہ سچے دل سے اس کی طرف آتا ہے تو وہ اس کے گناہوں کو معاف کر دیتا اور رجوع بہ رحمت فرماتا ہے۔ اپنا فضل اس پر نازل کرتا ہے اور اس گناہ کی سزا کو معاف کر دیتا ہے۔ اس لیے تم بھی اب ایسے ہو کر جاؤ کہ تم وہ ہو جاؤ جو پہلے نہ تھے۔ نماز سنوار کر پڑھو۔ خدا جو یہاں ہے وہاں بھی ہے۔ پس ایسا نہ ہو کہ جب تک تم یہاں ہو تمہارے دلوں میں رقّت اور خدا کا خوف ہو اور جب پھر اپنے گھروں میں جاؤ تو بے خوف اور نڈر ہو جاؤ۔ نہیں، بلکہ خدا کا خوف ہر وقت تمہیں رہنا چاہیے۔ ہر ایک کام کرنے سے پہلے سوچ لو اور دیکھ لو کہ اس سے خدا تعالیٰ راضی ہوگا یا ناراض۔ نماز بڑی ضروری چیز ہے اور مومن کا معراج ہے۔ خدا تعالیٰ سے دعا مانگنے کا بہترین ذریعہ نماز ہے۔ نماز اس لیے نہیں کہ ٹکریں ماری جاویں یا مرغ کی طرح کچھ ٹھونگیں مار لیں۔ بہت لوگ ایسی ہی نماز پڑھتے ہیں اور بہت سے لوگ ایسے ہوتے ہیں کہ کسی کے کہنے سننے سے نماز پڑھنے لگتے ہیں۔ یہ کچھ نہیں‘‘۔ (ملفوظات جلد 3 صفحہ 247۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پھر آپ فرماتے ہیں: ’’تم اس کی جناب میں قبول نہیں ہو سکتے جب تک ظاہر و باطن ایک نہ ہو۔ بڑے ہو کر چھوٹوں پر رحم کرو، نہ ان کی تحقیر۔ اور عالم ہو کر نادانوں کو نصیحت کرو، نہ خودنمائی سے ان کی تذلیل۔ اور امیر ہو کر غریبوں کی خدمت کرو، نہ خودپسندی سے ان پر تکبر۔ ہلاکت کی راہوں سے ڈرو۔ خدا سے ڈرتے رہو اور تقویٰ اختیار کرو اور مخلوق کی پرستش نہ کرو اور اپنے مولیٰ کی طرف منقطع ہو جاؤ۔ اور دنیا سے دل برداشتہ رہو اور اسی کے ہو جاؤ اور اسی کے لئے زندگی بسر کرو۔ اور اس کے لئے ہر ایک ناپاکی اور گناہ سے نفرت کرو کیونکہ وہ پاک ہے۔ چاہئے کہ ہر ایک صبح تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے تقویٰ سے رات بسر کی اور ہر ایک شام تمہارے لئے گواہی دے کہ تم نے ڈرتے ڈرتے دن بسر کیا۔ دنیا کی لعنتوں سے مت ڈرو کہ وہ دھوئیں کی طرح دیکھتے دیکھتے غائب ہو جاتی ہیں اور وہ دن کو رات نہیں کر سکتیں بلکہ تم خدا کی لعنت سے ڈرو جو آسمان سے نازل ہوتی ہے اور جس پر پڑتی ہے اس کی دونوں جہانوں میں بیخ کُنی کر جاتی ہے‘‘ اس کو ختم کر دیتی ہے۔ (کشتی نوح روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 12)

اللہ کرے کہ ہم حقیقی تقویٰ حاصل کرنے والے ہوں۔ اس کی خشیت ہمارے دلوں میں ہمیشہ قائم رہے۔ اس کی مخلوق سے سچی ہمدردی کرنے والے ہوں۔ ان کے حقوق ادا کرنے والے ہوں۔ عاجزی دکھانے والے ہوں۔ اپنے ملک سے وفا کرنے والے ہوں۔ اس ملک نے آپ کو بہت کچھ دیا ہے اس کے لئے دعا کریں۔ اللہ حکومت کو بھی عوام کی خدمت کرنے کی توفیق دے اور یہاں رہنے والوں کو بھی اپنی ذمہ داریاں نبھانے کی توفیق دے۔ آپ سب کو نظام جماعت سے ہمیشہ وابستہ رکھے۔ کبھی بھی آپ لوگ کسی بھی قسم کی ٹھوکر کھانے والے نہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ سفر میں آپ کا حافظ و ناصر ہو۔ خیریت سے آپ سب کو اپنے گھروں میں واپس لے جائے اور ہمیشہ اپنے فضلوں سے نوازتا رہے۔ آپ کی اولادوں کی طرف سے بھی آپ کی آنکھیں ٹھنڈی رکھے۔

آپ لوگوں میں سے بہت سارے باہر سے بھی آئے ہوئے ہیں۔ امریکہ سے بھی آئے ہوئے ہیں۔ یہاں کے فاصلے بھی اتنے ہیں کہ بعض لوگوں کے امریکہ سے بھی زیادہ فاصلے ہیں تو جنہوں نے ڈرائیو کر کے جانا ہے آرام سے جائیں اور احتیاط سے ڈرائیو کریں اور جہاں بھی سروس (service) آتی ہے نیند کی صورت میں وہاں آرام کر کے جائیں۔ جلد بازی نہ کریں۔ اور سپیڈ لمٹ (speed limit) کی اور قانون کی بھی پابندی رکھا کریں۔ بعض دفعہ حادثات اسی طرح ہو جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کو اپنی حفاظت میں رکھے۔

اب یہ جو امیر صاحب نے رپورٹ دی ہے اس کے مطابق اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج کی حاضری جو اُن کے مطابق اب تک کے جلسوں میں سب سے زیادہ حاضری ہے وہ اکیس ہزار دو سو چھیانوے (21296) ہے۔ الحمد للہ۔ اب دعا کر لیں۔ (بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل، مورخہ 22 رجنوری 2016)

......☆......☆......☆......

نماز جنازہ حاضر و غائب

سیدنا حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مورخہ 5؍جنوری 2016 بروز منگل 11 بجے صبح مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لا کر درج ذیل مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب پڑھائی۔

نماز جنازہ حاضر

☆مکرمہ پیر معروف سلطانہ صاحبہ

(اہلیہ مکرم پیر انوار الدین صاحب مرحوم، یوکے)

یکم جنوری 2016 کو 83 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ نے راولپنڈی میں صدر لجنہ ضلع کے طور پر لمبا عرصہ خدمت کی توفیق پائی۔ آپ مولوی فاضل تھیں۔ درس و تدریس کا کام باقاعدگی سے کرتی تھیں اور قرآن کریم پڑھانے کا سلسلہ بھی جاری رکھا۔ بہت نیک، دعا گو، ہمدرد، خلافت سے والہانہ لگاؤ رکھنے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ آپ مکرم احسن احمدی صاحب (ریجنل امیر اسلام آباد) کی خوش دامنہ تھیں۔

نماز جنازہ غائب

(1) مکرمہ نذیرہ بی بی صاحبہ

(اہلیہ مکرم محمود احمد صاحب اٹھوال مرحوم، آف ربوہ)

19؍دسمبر 2015 کو 90 سال کی عمر وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ صوم وصلوٰۃ کی پابند، نہایت سادہ، مہمان نواز، ہمدرد، غریبوں اور ضرورت مندوں کا خیال رکھنے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ آپ نے لمبا عرصہ اپنی نابینا ساس کا بہت خیال رکھا اور بڑی خندہ پیشانی سے ان کی خدمت کی توفیق پائی۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور 6 بھائی یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم عبد الحمید صاحب طاہر اٹھوال (مبلغ سلسلہ غانا) کی والدہ محترمہ تھیں۔

(2) مکرمہ بیت اللہ بیگم صاحبہ

(اہلیہ مکرم شیخ حسن صاحب آف اڈیشہ، انڈیا)

22؍دسمبر 2015 کو وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ کرڈاپلی جماعت کی صدر لجنہ کی حیثیت سے خدمات بجا لا رہی تھیں۔ صوم وصلوٰۃ کی پابند، نظام خلافت اور سلسلہ کی اطاعت گزار، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ ایک بیٹی اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(3) مکرم چوہدری ضیاء الدین صاحب ایڈوکیٹ

(ابن مکرم چوہدری عصمت اللہ صاحب، لاس انجلیس امریکہ)

12؍دسمبر 2015 کو طویل علالت کے بعد 90 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ حضرت چوہدری عبد اللہ خان صاحب ذیلدار بہلولپوری صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے پوتے تھے۔ ساری زندگی دین کو دنیا پر مقدم رکھتے ہوئے گزاری۔ خلافت کے شیدائی اور جماعت کیلئے غیرت رکھنے والے نیک بزرگ انسان تھے۔ وکالت کے شعبہ سے منسلک تھے اور حضرت شیخ محمد احمد مظہر صاحب کے ساتھ پریکٹس کیا کرتے تھے۔ حفاظت مرکز قادیان اور فرقان فورس میں بھی خدمت کی توفیق پائی۔ بہت نیک، متقی، توکل علی اللہ پر مضبوطی سے قائم رہنے والے، مخلص اور باوفا انسان تھے۔ مرحوم موصی تھے۔ پسماندگان میں اہلیہ کے علاوہ تین بیٹیاں اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(4) مکرمہ امۃ النصیر صاحبہ

(اہلیہ مکرم محمد صفدر صاحب، ڈیرہ اسماعیل خان)

26؍دسمبر 2015 کو 52 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ آپ حضرت مولوی خدا بخش صاحب بھیروی ؓ (صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام) کی پوتی تھیں۔ مرحومہ گزشتہ 6 سال سے صدر لجنہ تھیں۔ احمدی اور غیر احمدی خواتین میں یکساں مقبول تھیں۔ آپ بہت ہمدرد، صوم وصلوٰۃ کی پابند، انسانیت کی خدمت کرنے والی، خوش اخلاق، نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ چار بیٹیاں یادگار چھوڑی ہیں۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین۔

......☆......☆......☆......☆......

خطبہ نکاح
اور حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی اہم نصائح

حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 9؍جولائی 2013 بروز منگل مسجد فضل لندن میں درج ذیل نکاح کا اعلان فرمایا۔ تشہد و تعوذ اور مسنون آیات قرآنیہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

اس وقت میں ایک نکاح کا اعلان کروں گا جو عزیزہ ھبۃ السلام بنت مکرم ڈاکٹر عبد الخالق صاحب ربوہ کا عزیزم سعید احمد نذیر کے ساتھ بارہ ہزار پاؤنڈ حق مہر پر طے پایا ہے، جو آج کل یہیں ہیں۔ مکرم مجید احمد بشیر صاحب کے بیٹے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: یہ دونوں خاندان، لڑکی کا بھی اور لڑکے کا بھی ربوہ کے پرانے خاندان ہیں۔ بلکہ قادیان سے تعلق ہے۔ یہ نئے قائم ہوئے والے رشتے ان کا جہاں تک میرا علم ہے پہلے ایک احمدیت کا رشتہ تو تھا لیکن ویسے کوئی عزیز داری، رشتہ داری نہیں تھی۔

پس جماعت میں جب رشتے قائم ہوتے ہیں تو لڑکی والے بھی لڑکے والے بھی، لڑکے کو بھی اور لڑکی کو بھی یہ دیکھنا چاہئے کہ جماعتی تعلق بھی اچھا ہو اور دینداری بھی ہو۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں توجہ دلائی کہ لڑکا جب لڑکی کا رشتہ تلاش کرے تو دین داری کو ترجیح دے۔ تو ظاہر ہے یہ اسی وقت ہو سکتا ہے جب لڑکا خود بھی دیندار ہو۔ پس یہ بہت اہم پہلو ہے جسے ہمیشہ شادی بیاہ کے موقع پر یاد رکھنا چاہئے۔ رشتوں کے قائم ہونے پر یاد رکھنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے یہ دونوں خاندان جیسا کہ میں نے کہا ربوہ سے ان کا پرانا تعلق ہے اور جماعت کے خدمت گزار ہیں۔ لڑکی کے، بچی کے دادا بھی واقف زندگی تھے اور جامعہ احمدیہ میں بڑا لمبا عرصہ پڑھاتے بھی رہے اور صرف واقف زندگی نہیں تھے بلکہ بڑے اعلیٰ پائے کے مقرر اور علمی آدمی تھے۔ اور سیرت کے موضوع پر خاص طور پر اور احادیث پر خاص طور پر ان کو بڑا عبور حاصل تھا۔ ڈاکٹر عبد الخالق صاحب ان کے، مولانا غلام باری صاحب سیف کے بیٹے ہیں اور یہ بھی واقف زندگی ہیں اور اس وقت فضل عمر ہسپتال میں خدمات سرانجام دے رہے ہیں۔ اسی طرح عزیزم سعید احمد نذیر ان کے والد مجید احمد بشیر صاحب چند سال عارضی وقف کر کے گھانا گئے اور وہاں وقف کی روح کے ساتھ انہوں نے بڑی خدمات انجام دیں۔ اسی طرح ان کے، مجید بشیر صاحب کے والد اور بچے کے دادا کو ایک لمبا عرصہ تو انہوں نے حکومت کی نوکری کی۔ شاید Military Accounts میں تھے لیکن اس کے بعد ایک لمبا عرصہ، اتنا ہی عرصہ میرا خیال ہے پھر وقف کر کے جماعت کی خدمت بھی کی اور کچھ عرصہ میرے ساتھ بھی انہوں نے کام کیا۔ میں نے دیکھا ہے کہ وقت پر سب سے پہلے دفتر آنے والے، اپنے کام میں جُت جانے والے اور اپنی کسی بھی قسم کی تکلیف کی پرواہ نہ کرنے والے تھے۔ نظر ان کی کمزور ہو گئی تو بڑا قریب ہو کے کاغذ کو دیکھا کرتے تھے، لیکن کبھی انہوں نے یہ شکوہ نہیں کیا کہ میں یہ کام نہیں کر سکتا۔ میں نے ان کو گھنٹوں کام کرتے دیکھا ہے۔ پس یہ لوگ تھے جنہوں نے وفا کے ساتھ دین کو دنیا پر مقدم رکھا۔ اللہ کرے کہ ان کی آئندہ نسلیں بھی وفا کے ساتھ دین کو دنیا پر مقدم کرنے والی ہوں۔ یہ رشتہ جو قائم ہو رہا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے اور آپس میں پیار اور محبت اور اعتماد کی فضا میں یہ زندگی بسر کرنے والے ہوں۔ ان چند الفاظ کے ساتھ اب میں نکاح کا اعلان کرتا ہوں۔ بچی کے وکیل عمر فاروق صاحب ہیں۔ ان کے والد یہاں موجود نہیں۔

اعلان نکاح اور فریقین کے درمیان ایجاب و قبول کروانے کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اس رشتہ کے بابرکت ہونے کیلئے دعا کروائی اور فریقین کو شرف مصافحہ بخشتے ہوئے مبارکباد دی۔

(مرتبہ: ظہیر احمد خان، مربی سلسلہ، شعبہ ریکارڈ دفتر پی۔ ایس لندن)

درج ذیل درویشان کرام کے بارے میں معلومات درکار ہیں

خاکسار کو درج ذیل درویشان کرام کی سوانح حیات پر مقالہ لکھنا ہے: (1) مکرم بشیر احمد صاحب خادم درویش مرحوم (2) مکرم منظور احمد صاحب چیمہ درویش مرحوم (خاکسار کے دادا) (3) مکرم غلام قادر صاحب درویش مرحوم۔ جو احباب کرام انہیں جانتے ہوں ان سے گزارش ہے کہ ان کی سیرت و اخلاق کے متعلق اگر ان کے علم میں کوئی واقعہ ہو یا کوئی تصویر ہو تو خاکسار کو درج ذیل ای میل پر ارسال فرمائیں۔ جزاکم اللہ۔

(طلحہ احمد چیمہ ابن مکرم طاہر احمد چیمہ صاحب قادیان)

(E.Mail:talhaahmad75@gmail.com)

ارشادِ نبوی ﷺ

اَلصَّلٰوۃُ عِمَادُ الدِّیْن

(نماز دین کا ستون ہے)

طالب دُعا از: اراکین جماعت احمدیہ ممبئی

آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 مینگو لین کلکتہ 70001
دکان: 2248-5222 , 2248-16522243-0794
رہائش:: 2237-0471, 2237-8468

وَسِّعْ مَکَانَکَ الہام حضرت مسیح موعودؑ
RAICHURI CONSTRUCTION
SPECIALIST IN BUILDING CONTRACTS
SINCE 1985
Office:
Plot No. 6 Durga Sadan Tarun Bharat Co.
Opp. HSG. SOC. Near Cigarette Factory
Chakala Andheri (East) Mumbai-400069
Tel 28258310, Mob. 9987652552
E-mail: raichuri.construction@gmail.com

جماعتی رپورٹیں

شعبہ تعلیم القرآن لوکل انجمن احمدیہ قادیان کی جانب سے ہفتہ قرآن کریم کا انعقاد

✡ قادیان دارالامان میں مورخہ 16 تا 23 نومبر 2015 کو سال کا دوسرا ہفتہ قرآن مجید منایا گیا۔ بعد نماز مغرب وعشاء قادیان کے مختلف حلقوں میں قرآن کریم کے محاسن وخوبیوں کے موضوع پر اجلاسات ہوئے ۔ پہلا اجلاس مورخہ 16 رنومبر 2015 کو حلقہ نور و باب الابواب کے تحت مسجد اقصیٰ قادیان میں ہوا۔ جس کی صدارت مکرم شعیب احمد صاحب ناظر بیت المال خرچ نے کی ۔ تلاوت قرآن مجید اور نظم کے بعد مکرم نیاز احمد نائک صاحب استاذ جامعہ احمدیہ نے تقریر کی ۔ دوسرا اجلاس مورخہ 17 رنومبر کو حلقہ مبارک کے تحت مسجد فضل میں ہوا۔ اس اجلاس کی صدارت مکرم مولانا محمد کریم الدین شاہد صاحب پرنسپل جامعہ احمدیہ قادیان نے کی ۔ تلاوت قرآن کریم اور نظم کے بعد مکرم سید آفتاب احمد صاحب انچارج مرکزی لائبریری نے تقریر کی ۔ تیسرا اجلاس مورخہ 18 رنومبر کو حلقہ دارالسلام کے تحت مسجد کوٹھی دارالسلام میں ہوا جس کی صدارت مکرم مولانا سلطان احمد ظفر صاحب ناظم وقف جدید ارشاد نے کی ۔ تلاوت اور نظم کے بعد مکرم شمیم احمد غوری صاحب استاذ جامعہ احمدیہ نے تقریر کی ۔ چوتھا اجلاس مورخہ 19 ر نومبر 2015 کو حلقہ دارالانوار کے تحت مسجد انوار میں ہوا۔ جس کی صدارت مکرم مولانا محمد حمید کوثر صاحب ناظر دعوت الی اللہ شمالی ہند نے کی ۔ تلاوت ونظم کے بعد مکرم عبدالوکیل نیاز صاحب نائب ناظر اصلاح وارشاد جنوبی ہند نے تقریر کی ۔ پانچواں اجلاس مورخہ 21 رنومبر 2015 کو حلقہ ننگل کے تحت مسجد ننگل میں ہوا۔ اس اجلاس کی صدارت مکرم مولانا محمد عنایت اللہ صاحب ایڈیشنل ناظر تعلیم القرآن ووقف عارضی نے کی ۔ تلاوت ونظم کے بعد مکرم مولانا سید کلیم الدین احمد صاحب قاضی سلسلہ نے تقریر کی ۔ چھٹا اجلاس مورخہ 22 رنومبر کو حلقہ کاہلواں کی مسجد بیت المہدی میں مکرم زین الدین حامد صاحب ناظم دارالقضاء کی زیر صدارت منعقد ہوا۔ تلاوت اور نظم کے بعد مکرم حافظ سید رسول نیاز صاحب نے تقریر کی ۔ ساتواں اجلاس مورخہ 23 رنومبر کو حلقہ ناصرآباد کی مسجد ناصرآباد میں ہوا جس کی صدارت مکرم مولانا محمد ایوب ساجد صاحب مبلغ سلسلہ نے کی ۔ تلاوت قرآن مجید ونظم کے بعد مکرم عطاء المجیب لون صاحب مبلغ سلسلہ نے تقریر کی ۔ (حافظ اسلم احمد، سیکرٹری تعلیم القرآن لوکل انجمن احمدیہ قادیان)

جماعت احمدیہ بھرتپور میں تربیتی اجلاس

✡ جماعت احمدیہ بھرتپور میں مورخہ 20 رنومبر 2015 کو سالانہ تبلیغی وتربیتی جلسے کا انعقاد ہوا۔ نماز عصر کے بعد مکرم غلام مصطفیٰ صاحب امیر ضلع مرشدآباد کی زیر صدارت جلسے کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ اس جلسہ میں محترم مولانا ظہیر احمد خادم صاحب ایڈیشنل ناظر دعوت الی اللہ جنوبی ہند نے بطور مہمان خصوصی شرکت کی ۔ تلاوت قرآن کریم مکرم کبیر الاسلام صاحب نے کی ۔ نظم مکرم نذرالاسلام صاحب نے پڑھی ۔ بعدازاں مکرم عطاء الرحمن صاحب صدر جماعت بھرتپور، مکرم سیف الدین صاحب مبلغ انچارج ضلع دیناجپور، مکرم ابوطاہر منڈل صاحب مبلغ انچارج ضلع مرشدآباد نے مختلف تربیتی موضوعات پر تقریر کی ۔ اس کے بعد مکرم ہمایوں کبیر صاحب نے ایک بنگلہ نظم پڑھی ۔ بعدازاں مکرم مولانا ظہیر احمد خادم صاحب نے امام مہدی کو ماننے کی ضرورت وافادیت کے موضوع پر خطاب کیا۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ اس جلسہ میں مرشدآباد ضلع کی دس جماعتوں سے 300۔ احباب نے شرکت کی جس میں 37 غیر احمدی دوست بھی شامل ہوئے ۔ (ظہیر الدین، نائب مبلغ انچارج بھرتپور)

جماعت احمدیہ دھنیرا بناس کانٹا صوبہ گجرات میں تربیتی کیمپ کا انعقاد

✡ جماعت احمدیہ دھنیرا ضلع بناس کانٹا صوبہ گجرات میں مورخہ 22 رنومبر 2015 کو ایک تربیتی کیمپ کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں چارڑا، ڈوگڈول، وٹھودر، ہڑتا، شیرا، مالوترا، جڑیا، جیوانا اور شروترا جماعتوں سے 60 سے زائد انصار، خدام، اطفال، لجنہ وناصرات نے شرکت کی ۔ مکرم عبدالرؤف صاحب معلم سلسلہ دھاکہ دروازہ، مکرم اشفاق قمر صاحب معلم سلسلہ دھنیرا اور مکرم نویدالفتح صاحب مبلغ سلسلہ کچھ نے کلاسز لیں۔ اس موقع پر ایک تربیتی جلسہ بھی منعقد کیا گیا۔ جس میں مکرم سلیم بھائی صاحب نے تلاوت قرآن کریم کی ۔ نظم مکرم شہاب الدین صاحب نے پڑھی ۔ بعدازاں مکرم عبدالرحیم صاحب معلم شروترا، مکرم اشفاق قمر صاحب اور مکرم نویدالفتح شاہد صاحب نے مختلف تربیتی امور پر تقریر کی ۔ صدارتی خطاب اور دعا کے بعد خدام واطفال وناصرات کو انعامات دیئے گئے ۔

(شیخ مہربان ثمر، مبلغ انچارج، ضلع بناس کانٹا، گجرات)

جماعت احمدیہ برہمپور ضلع مرشدآباد بنگال میں پیس کانفرنس کا انعقاد

✡ جماعت احمدیہ برہمپور ضلع مرشدآباد میں مورخہ 22 رنومبر 2015 کو دعوت الی اللہ جنوبی ہند کی جانب سے ایک پیس کانفرنس کا انعقاد کیا گیا۔ بعد نماز ظہر ٹھیک 2 بجے مکرم غلام مصطفیٰ صاحب امیر ضلع مرشدآباد کی زیر صدارت کانفرنس کی کارروائی کا آغاز ہوا۔ اس کانفرنس میں مکرم مولانا ظہیر احمد خادم صاحب ایڈیشنل ناظر دعوت الی اللہ جنوبی ہند نے بطور مہمان خصوصی شرکت کی ۔ تلاوت قرآن کریم مکرم قاری شفاعت اللہ صاحب معلم سلسلہ نے کی ۔ اس جلسہ میں جناب Nando Japopriy مہاراج نمائندہ ہندو مذہب ۔ رام کرشن مشن آشرم شارگاچھی، Santosh Singh Chawla صاحب نمائندہ سکھ مذہب، مکرم صابر شیخ صاحب نمائندہ صوفی ازم کے علاوہ علاقہ کے دانشور جناب ابوالحسنات صاحب ریٹائرڈ پروفیسر برہمپور کالج، جناب Sanat Kar صاحب ریٹائرڈ پرنسپل بیلڈانگا کالج، جناب Biplab Biswas صاحب صدر جرنلسٹ ایسوسی ایشن برہمپور نے شرکت کی اور اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ مرکز کی طرف سے مکرم مولانا ظہیر احمد خادم صاحب کے علاوہ مکرم سیف الدین صاحب مبلغ انچارج دیناجپور بنگال اور مکرم عطاء الرحمن صاحب امیر ضلع مرشدآباد نے جماعت کی پُرامن تعلیمات کے مختلف پہلوؤں پر تقریر کی ۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ جلسہ سے قبل مورخہ 21 رنومبر 2015 کو ایک پریس کانفرنس کی گئی جس میں جلسہ کے انعقاد کی غرض وغایت بیان کی گئی اور جماعت احمدیہ کا پیغام دیا گیا۔ پریس کانفرنس اور پیس کانفرنس ہر دو کی خبریں علاقہ کی مختلف اخبارات اور نیوز چینلز پر نشر ہوئیں۔ (ابوطاہر منڈل، مبلغ انچارج مرشدآباد، بنگال)

ایسٹ گوداوری میں تبلیغی جلسے کا انعقاد

✡ جماعت احمدیہ ضلع ایسٹ گوداوری صوبہ آندھرا پردیش میں مورخہ 24 رنومبر 2015 کو ایک تبلیغی جلسہ کا انعقاد ہوا۔ جلسے کی کارروائی کا آغاز تلاوت قرآن مجید سے ہوا۔ بعدازاں قیام امن کیلئے جماعت احمدیہ کی مساعی، گذشتہ مذہبی کتب میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد کے متعلق پیشگوئیاں، دنیا کی بے چینی اور اس کا حل، تعلق باللہ اور اسلام میں عورت کا مقام وغیرہ عناوین پر علماء نے تقاریر کیں۔ اس جلسہ میں سیاسی اور مذہبی لیڈروں کو بھی مدعو کیا گیا تھا۔ علاقہ کے MLA خاص طور پر جماعتی دعوت پر جلسے میں شرکت کیلئے تشریف لائے اور اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ مختلف اخبارات اور نیوز چینلز کے رپورٹر صاحبان بھی تشریف لائے تھے ۔ سب نے برملا اس بات کا اظہار کیا کہ پورے آندھرا پردیش میں ایسے سیمینار ہم نے سوائے جماعت احمدیہ کے کہیں اور نہیں دیکھے اگلے روز 15 اخبارات میں جلسے کی خبریں شائع ہوئیں۔ (عبداللطیف، مبلغ انچارج ضلع ایسٹ گوداوری)

جماعت احمدیہ بلّاری کرناٹک میں اصلاح اعمال کے موضوع پر تربیتی اجلاس

✡ جماعت احمدیہ بلّاری کرناٹک میں مورخہ 27 رنومبر 2015 بروز جمعۃ المبارک بعد نماز جمعہ مکرم S.B ابونعیم صاحب صدر جماعت احمدیہ بلّاری کے مکان پر اصلاح اعمال کے موضوع پر ایک تربیتی اجلاس منعقد کیا گیا۔ تلاوت قرآن کریم مکرم R.M عثمان پاشا صاحب نے کی ۔ نظم مکرم محمد اکبر صاحب نے پڑھی ۔ بعدازاں خاکسار اور مکرم نورالحق خان صاحب مبلغ انچارج ضلع بلّاری کرناٹک نے حضور انور کے اصلاح اعمال کے موضوع پر دیئے جانے والے خطبات جمعہ کی روشنی میں تقریر کی ۔ صدارتی خطاب اور دعا کے ساتھ جلسہ اختتام پذیر ہوا۔ (ایم مقبول احمد، مبلغ سلسلہ بلاری، کرناٹک)

تقریب آمین

✡ جماعت احمدیہ وڈمان میں مورخہ 19 رنومبر 2015 کو ایک تقریب آمین کا انعقاد ہوا جس میں 2 بچوں اور 5 بچیوں کی آمین ہوئی ۔ صدر صاحب جماعت احمدیہ وڈمان نے بچوں سے قرآن کریم کی ایک ایک آیت سنی اور دعا کروائی ۔ (محمد رفیق، معلم سلسلہ وڈمان)

مجلس خدام الاحمدیہ کٹک کے زیر اہتمام بُک اسٹال کا انعقاد

✡ صوبہ اُڈیشہ کے مشہور تہوار ''بالی یاترا'' کے موقعہ پر مجلس خدام الاحمدیہ کٹک کی جانب سے مورخہ 25 رنومبر تا 2 ردسمبر 2015 ایک تبلیغی بُک اسٹال کا انعقاد کیا گیا۔ جس میں مختلف زبانوں میں قرآن کریم کے تراجم، سیرت آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور دیگر جماعتی لٹریچر رکھا گیا۔ کثرت سے زائرین نے بُک اسٹال کا وزٹ کیا اور کتابیں خریدیں۔ زائرین کے سوالات کے جوابات دیئے گئے اور 5000 لیف لیٹس تقسیم کئے گئے ۔ اس بُک اسٹال کی خبریں اُڈیشہ کے مشہور اخبارات سماج، سَمے اور niti-dina وغیرہ میں شائع ہوئیں اور ETV,OTV وغیرہ نیوز چینلز پر خبریں نشر ہوئیں ۔ اللہ تعالیٰ تمام کارکنان کو جزائے خیر عطا فرمائے ۔ آمین (خورشید احمد، قائد مجلس خدام الاحمدیہ کٹک)

JMB RICE MILL (Pvt) Ltd.
Love For All, Hatred For None
AT. TISALPUR. P.O RAHANJA
DIST. BHADRAK, PIN-756111
STD: 06784, Ph: 230088
TIN : 21471503143
JMB

M/S ALLIA
EARTH MOVERS
(EARTH MOVING CONTRACTOR)
Volvo-290, 210, L& T Komatsu PC-300, 200
Tata Hitachi, Ex 70, JCB, Dozer, etc on hire basis
Kusambi, Sungra, Salipur, Cuttack-754221

www.intactconstructions.org
Intact Constructions
وَسِّعْ مَكَانَكَ
الہام حضرت مسیح موعودؑ
Mohammad. Janealam Shaikh
52 First Floor, Room 7, Zakria Masjid Street
Bhishti Mohalla, Mumbai-09
e-mail: intactconstructions@gmail.com
Mob. +91- 7738340717, 9819780273

وصـــایا منظوری سے قبل اس لیے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کوئی اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر ہذا کو مطلع کرے۔(سیکرٹری بہشتی مقبرہ قادیان)

مسل نمبر 7708: میں سید ابوالحسن سلیم ولد مکرم سید محبوب صاحب مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 60 سال پیدائشی احمدی ساکن مکان نمبر 8-1-398/D/64، آئی.اے.ایس کالونی، حیدرآباد صوبہ تلنگانہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 4ردسمبر 2015 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10/1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔ایک پلاٹ زرعی زمین 847 مربع گز پر مشتمل معین آباد میں، میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/12,000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16/1 اور ماہوار آمد پر 10/1 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: واحد احمد انصاری — العبد: سید ابوالحسن سلیم — گواہ: محمد ضیاالدین

مسل نمبر 7709: میں سلمہ بیگم زوجہ مکرم سید ابوالحسن سلیم صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 59 سال پیدائشی احمدی ساکن مکان نمبر 8-1-398/D/64، آئی.اے.ایس کالونی، حیدرآباد صوبہ تلنگانہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 11ردسمبر 2015 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10/1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔حق مہر:-/5000 روپے وصول شد، زیور طلائی: نکلس دو عدد 2.75 تولہ، ہار اشرفی ایک عدد 2 تولہ، کالی پوت کا لچھہ ایک عدد 2 تولہ، طلائی انگوٹھیاں تین عدد آدھا تولہ، چین دو عدد 2 تولہ، جھمکے دو جوڑی 1 تولہ، بالیاں دو جوڑی 1 تولہ (تمام زیور 22 کیرٹ)، جڑاوی لچھا ایک سیٹ 3 تولہ (16 کیرٹ)۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/2000 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16/1 اور ماہوار آمد پر 10/1 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: سید ابوالحسن سلیم — الامۃ: سلمہ بیگم — گواہ: رشید احمد ریلوے

مسل نمبر 7710: میں فرحا فرحت زوجہ مکرم ظفر احمد صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 21 سال پیدائشی احمدی ساکن چندر یائیس، مادنا پیٹ، سعید آباد، حیدر آباد، صوبہ تلنگانہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 30رنومبر 2015 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10/1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔حق مہر:-/50,000 روپئے وصول ہو کر اسی رقم سے طلائی زیورات خریدے گئے جن کا کل وزن 4 تولہ ہے، زیور نقرئی: جملہ وزن 2 تولہ۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار -/1500 روپے ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16/1 اور ماہوار آمد پر 10/1 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ظفر احمد — الامۃ: فرحا فرحت — گواہ: رشید احمد ریلوے

مسل نمبر 7711: میں عبدالبشیر .ایم.پی ولد مکرم پاکر.ٹی.پی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ٹیلرنگ عمر 53 سال تاریخ بیعت 1990 ساکن Puthiyottil House ڈاکخانہ Chelavoor ضلع کالیکٹ صوبہ کیرالہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 3رمئی 2014 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10/1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/10,000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16/1 اور ماہوار آمد پر 10/1 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: یو.کے.محمد یوسف — العبد: عبدالبشیر .ایم.پی — گواہ: Haref Mohd

مسل نمبر 7712: میں فائزہ کلیم زوجہ مکرم محمد محمود کلیم اللہ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ خانہ داری عمر 22 سال پیدائشی احمدی ساکن آسٹریلیا، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 11رجون 2013 وصیت کرتی ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10/1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔زیور طلائی: 6 کڑے، 3 نکلس، 4 بالیاں، 3 انگوٹھیاں (کل 7 تولہ)، حق مہر:-/51,000 ہندوستانی روپئے وصول شد۔میرا گزارہ آمد از جیب خرچ ماہوار 150 ڈالر ہے۔میں اقرار کرتی ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16/1 اور ماہوار آمد پر 10/1 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتی رہوں گی اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتی رہوں گی اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: محمد محمود کلیم اللہ — الامۃ: فائزہ کلیم — گواہ: عبدالقدیر راز

مسل نمبر 7713: میں محمد محمود کلیم اللہ ولد مکرم محمد اسد اللہ صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر 35 سال پیدائشی احمدی ساکن آسٹریلیا، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 11رجون 2013 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10/1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔4 کمروں پر مشتمل ایک رہائشی مکان بمقام آسٹریلیا قیمت 4 لاکھ 25 ہزار آسٹریلین ڈالر، 1 بیڈ روم اپارٹمنٹ بمقام آسٹریلیا قیمت 3 لاکھ 50 ہزار آسٹریلین ڈالر۔میرا گزارہ آمد از ملازمت ماہوار -/3750 ڈالر ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16/1 اور ماہوار آمد پر 10/1 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: عبدالقدیر راز — العبد: محمد محمود کلیم اللہ — گواہ: خالد احمد

مسل نمبر 7714: میں ابراہیم .کے.بی ولد مکرم پاکنجی صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 51 سال تاریخ بیعت 1987 ساکن بیت المسیح، کائرّلی نگر، کیرلہ، بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 26رنومبر 2015 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10/1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت جائداد مندرجہ ذیل ہے۔10 سینٹ زمین بمقام کائرّلی نگر امبالہ ویال گاؤں۔میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/3000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16/1 اور ماہوار آمد پر 10/1 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ایم اے محمود احمد — العبد: ابراہیم .کے.بی — گواہ: نصر احمد.او.کے

مسل نمبر 7715: میں پی.اے.عبدالجلیل ولد مکرم حیدروس صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ تجارت عمر 46 سال تاریخ بیعت 2000 ساکن Pottekattil ڈاکخانہ Ambalavayal، صوبہ کیرلہ بقائمی ہوش وحواس بلا جبر واکراہ آج بتاریخ 27 نومبر 2015 وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائداد منقولہ وغیر منقولہ کے 10/1 حصّہ کی مالک صدر انجمن احمدیّہ قادیان بھارت ہوگی۔خاکسار کی اس وقت کوئی جائداد نہیں ہے۔میرا گزارہ آمد از تجارت ماہوار -/6000 روپے ہے۔میں اقرار کرتا ہوں کہ جائداد کی آمد پر حصّہ آمد بشرح چندہ عام 16/1 اور ماہوار آمد پر 10/1 حصّہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان، بھارت کو ادا کرتا رہوں گا اور اگر کوئی جائداد اس کے بعد پیدا کروں تو اس کی بھی اطلاع مجلس کارپرداز کو دیتا رہوں گا اور میری یہ وصیت اس پر بھی حاوی ہوگی۔میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے نافذ کی جائے۔

گواہ: ایم.اے.محمود — العبد: پی.اے.عبدالجلیل — گواہ: نصر احمد.او.کے

احادیث نبوی صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم

حضرت حذیفہؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اگر تم دیکھ لو کہ اللہ کا خلیفہ زمین پر موجود ہے تو اس سے وابستہ ہو جاؤ۔ اگرچہ تمہارا بدن تار تار کر دیا جائے اور تمہارا مال لُوٹ لیا جائے۔

(مسند احمد بن حنبل۔ حدیث نمبر 22333)

طالب دعا: ایڈوکیٹ آفتاب احمد تیاپوری مرحوم مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین، حیدرآباد

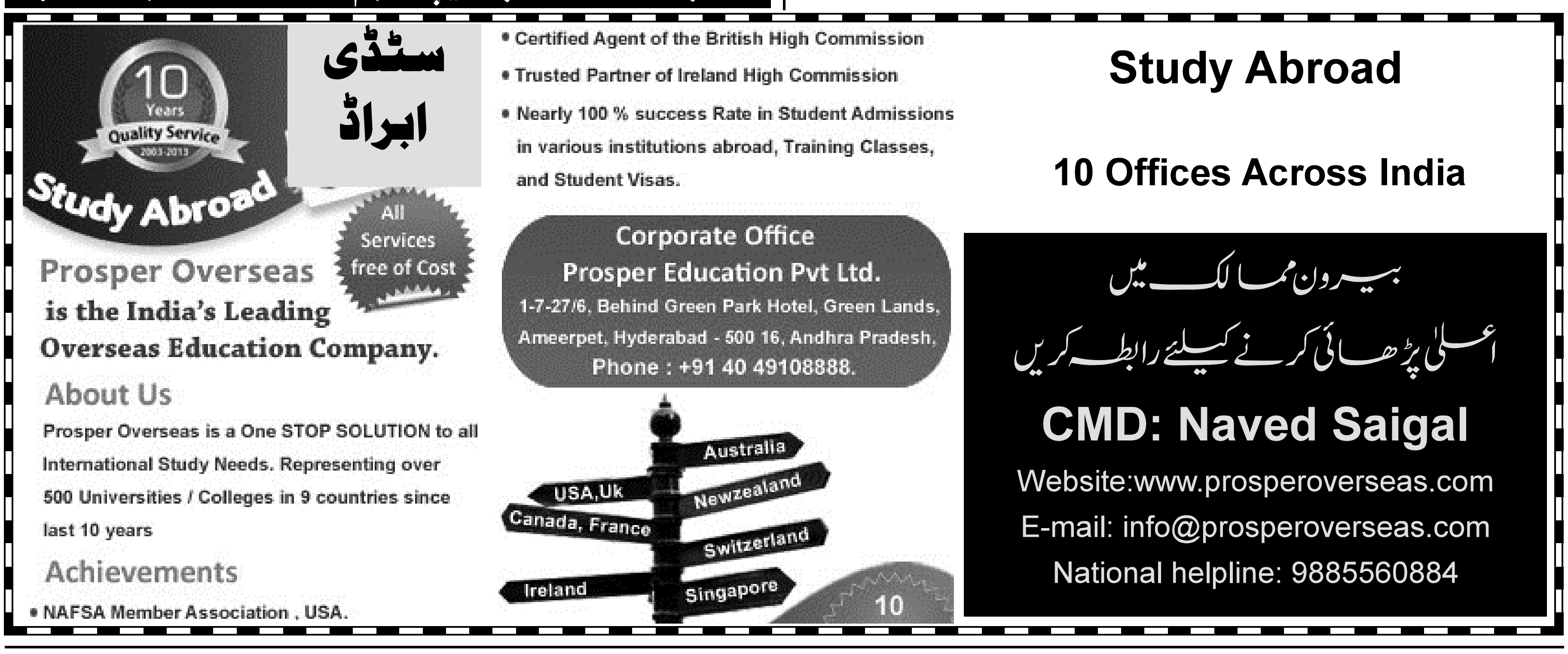

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔ عربک ڈیسک یوکے)

مکرم عبدالکریم حیدر صاحب

مکرم عبدالکریم حیدر صاحب آف یمن لکھتے ہیں:

میرا تعلق یمن سے ہے جہاں میری پیدائش ایک متدیّن گھرانے میں ہوئی۔ مَیں نے شروع سے ہی ہر ایک فرقہ کے علماء کی بات سنی اور کسی معیّن فرقے کی تعلیمات سے متأثر ہوکر اس سے منسلک نہ ہوسکا۔

قبول احمدیت کے لئے تیاری

مَیں احمدیت کی طرف اپنے سفر کی مختصر داستان سے قبل ان امور کے بارہ میں کچھ کہنا چاہتا ہوں جن کی وجہ سے مَیں ذہنی طور پر احمدیت کو قبول کرنے کے لئے تیار ہوچکا تھا۔

ان میں سے **پہلا امر** یہ ہے کہ میں نے واعظین اور مشایخ کو مساجد کے منابر اور ٹی وی چینلز پر سنا لیکن افسوس کہ ان کے اعمال ان کے اقوال کے منافی تھے۔ اور ایسے لگتا تھا کہ یہ لوگ ہماری اس دنیا کو چھوڑ کر ایک خیالی دنیا کی باتیں کرتے ہیں۔ نیز جو بات مجھے زیادہ پریشان کرتی تھی وہ ان شخصیات کا دین کو سیاسی اہداف کے حصول کے لئے استعمال کرنا تھا۔ ان نام نہاد علماء ومشایخ کو اپنے ہموطنوں کی تکالیف کا کچھ بھی احساس نہ تھا کیونکہ یہ ملک کی بہتری اور ظالم حاکم کو نصیحت کرنے کی بجائے اس کی ہاں میں ہاں ملاتے تھے اور چاپلوسی ومداہنت کی قابل نفرین مثال پیش کررہے تھے۔

دوسرا امر یہ ہے کہ ٹی وی چینلز کی بھرمار کے اس زمانہ میں مجھے ہر فرقہ کے علماء کو سننے اور دیکھنے کا موقع ملا۔ اسی طرح شیعہ اور اہل سنّت کے مابین مناظرات سننے کا بھی اتفاق ہوا اور معلوم ہوا کہ ان کا اختلاف دینی سے زیادہ سیاسی نوعیت کا ہے۔ چنانچہ مَیں ایک معروف شیخ عرعور صاحب سے بہت متاثر تھا۔ اس مولوی کا شمار حکومت کے حق میں فتوے دینے والے مشایخ میں ہوتا تھا۔ لیکن جب فتنہ پھیلا تو اس کے دوران ایسے مولویوں کی حق پرستی کی قلعی کھل گئی، حق کی بات کہنے والے اور اس پر عمل کرنے والے جدا جدا ہوگئے۔

تیسری بات یہ ہے کہ مَیں نے شیعوں کے فتاوی اور آل بیت النبیؐ کے بارہ میں ان کے ایسے ایسے مبالغات سنے جو عقل سے کوسوں دور تھے۔ اور اہل سنّت کے شیعہ کے ردّ میں بھی کتب اور پروگرام دیکھے۔

ہر دو مسالک کے علماء کے اقوال اور حقیقت حال میں تضاد کی وجہ سے مَیں نے کہا کہ میں نہ شیعہ ہوں، نہ ہی سنّی بلکہ صرف مسلمان ہوں اور قرآن کریم کے احکام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنّت پر عمل کرنے کی کوشش کرتا ہوں۔

میں اس حالت سے کسی قدر مطمئن تھا کیونکہ میرا موقف تھا کہ لَا یُکَلِّفُ اللّٰہُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَھَا لہٰذا میں اسلامی تعلیمات پر عمل کی پوری کوشش کرتا تھا لیکن ہمیشہ یہی دعا کرتا تھا کہ اے خدا! تُو مجھے صراط مستقیم کی طرف ہدایت دے دے اور ضلالت وانحراف کے راستہ سے محفوظ رکھ۔

چوتھی بات یہ تھی کہ جب میں نے انٹرنیٹ استعمال کرنا شروع کیا تو عیسائی ویب سائٹس کو دیکھا اور توریت وانجیل کا مطالعہ کیا۔ میرا مقصد ان وجوہات کی تلاش تھی جن کی بناء پر عیسائی گمراہی کا شکار ہوگئے۔ پھر مَیں نے عیسائیوں کے ساتھ بحث مباحثہ شروع کردیا۔ عجیب بات یہ ہے کہ میرا موقف اُس وقت سے یہ تھا کہ عیسیٰ علیہ السلام نبی اور بشر ہیں اور وہ وفات پاچکے ہیں اور میں اس کی دلیلیں دیتا تھا، جبکہ عیسائی مجھے احادیث کی طرف کھینچتے تھے۔ اتفاق سے مجھے میرے اپنے محلے میں ہی ایک عیسائی مل گیا جس کے ساتھ بحث مباحثہ کے بعد عیسائیت کے بارہ میں میں اس نتیجہ کے قریب قریب جا پہنچا تھا جو جماعت احمدیہ کا موقف ہے۔

پانچویں بات یہ ہے کہ جب عرب سپرنگ کے نام پر ہمارے ملک میں فتنے شروع ہوئے تو میں مظاہروں کے لئے نکلنے والوں کو تعجب کی نظر سے دیکھتا تھا کہ وہ باوجود کرفیو اور حکومتی دھمکیوں کے نماز جمعہ اور مظاہرے کے لئے کیونکر اکٹھے ہوگئے تھے۔ انسانوں کے اس سمندر کو دیکھ کر میرے دل میں اکثر یہ بات آتی تھی کہ انسانوں کا یہ سمندر فرعون صفت ظالم حکمرانوں کو غرق کردے گا۔ اس وقت علماء اور مشایخ انصاف اور عدل کا موقف اختیار کرنے کی بجائے دو حصوں میں بٹ گئے۔ ایک حصہ ظالم حکمرانوں کے حق میں ہوگیا تو دوسرا مظاہرین کے جملہ تصرفات کی تائید کرنے لگ گیا۔ اس وقت مجھے علماء کی حدیث میں مذکور وہ حالت اپنی آنکھوں کے سامنے عیاں نظر آئی جس میں آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ آخری زمانے میں علماء آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے، ان سے ہی فتنہ نکلے گا اور انہی میں ہی واپس لوٹ جائے گا۔

چھٹی بات یہ تھی کہ مَیں نے اہل قرآن کے ساتھ گفتگو کی اور ان کے ایک عالم سامر اسلامبولی سے بہت کچھ سیکھا لیکن جب میرا جماعت احمدیہ سے تعارف ہوا اور میں نے جماعت کی عربی ویب سائٹ پر موجود مواد کا مطالعہ کیا تو معلوم ہوا کہ سامر اسلامبولی کی اکثر آراء جماعت کی عربی ویب سائٹ سے ماخوذ تھیں۔

ان وجوہات کی بناء پر مَیں ذہنی اور قلبی طور پر احمدیت کو قبول کرنے کے لئے تیار تھا۔

جماعت سے تعارف

ان امور کے ذکر کے بعد میں مختصرًا اپنی بیعت کا واقعہ بیان کرتا ہوں۔ میری عادت تھی کہ میں مختلف نیوز چینلز کو بہت اہتمام کے ساتھ دیکھتا تھا اور ان کے علاوہ دیگر چینلز کو سوائے کسی خاص پروگرام کے بہت کم ہی دیکھا کرتا تھا۔ ایک روز مَیں ایک پروگرام دیکھ رہا تھا کہ اچانک میرے کمرے کا ریسیور خراب ہوگیا۔ اگلے روز میں بچوں کے کمرے میں بیٹھ کر بعض نیوز چینلز دیکھنے لگ گیا۔ اسی دوران ایم ٹی اے بھی نظر سے گزرا۔ اس وقت اس پر حضرت مرزا غلام احمد علیہ السلام کی تصویر آرہی تھی۔ میں نے جلد بازی میں غلطی کے احتمال کے پیش نظر کسی قسم کے تبصرہ سے گریز کرتے ہوئے اپنی اہلیہ سے پوچھا کہ یہ چینل کب سے تم نے اپنی چینلز کی لسٹ میں محفوظ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ دراصل میں نے مختلف چینلز کا ایک مجموعہ محفوظ کیا تھا لیکن جب ان کو دیکھنے لگی تو ان میں سے کوئی بھی دیکھنے کے قابل نہ تھا۔ لہٰذا میں نے ایک ایک کرکے سب کو حذف کردیا لیکن نہ چاہتے ہوئے بھی یہ چینل باقی رہ گیا، تاہم میں نے اسے کبھی دیکھا نہیں، اور شاید آپ اس گھر میں پہلے فرد ہیں جو اس چینل کو دیکھ رہے ہیں۔

بیعت

مَیں نے اپنے کمرے کا ریسیور ٹھیک کروایا اور اس پر ایم ٹی اے تلاش کرکے محفوظ کرلیا اور پھر اس کے پروگرام دیکھنے لگا۔ میں ان پروگرامز میں اس قدر منہمک ہوا کہ میری سالہا سال کی نیوز چینلز دیکھنے کی عادت بدل گئی کیونکہ کئی روز تک دن رات میری آنکھوں کا محور ایم ٹی اے تھا۔ پھر ایم ٹی اے سے مجھے عربی ویب سائٹ کا پتہ چلا۔ میں نے اسے کھولا تو اس کا سحر اس قدر چھایا کہ میں اس کے علاوہ سب کچھ بھول گیا۔ بالآخر میں نے مطمئن ہوکر بیعت کا خط لکھ دیا جس کی قبولیت کا جواب مجھے 15 فروری 2012ء کو مل گیا۔ اس کے بعد میرا رابطہ لوکل جماعت سے بھی ہوگیا۔ الحمد للہ۔

☆......☆......☆......☆......☆

مکرم ودیع عبداللہ سرحان صاحب

مکرم ودیع عبداللہ سرحان صاحب لکھتے ہیں:

میرا تعلق یمن سے ہے جہاں میری پیدائش 1972ء میں ہوئی اور مجھے بفضلہٖ تعالیٰ 2010ء میں بیعت کرنے کی توفیق ملی۔ میری بیعت کا بہت معمولی اور سادہ سا واقعہ کچھ یوں ہے:

میری دینی تعلیم کوئی خاص نہ تھی کیونکہ میں نہ تو امام مہدی کے ظہور کے بارہ میں کچھ جانتا تھا، نہ ہی مجھے آخری زمانے کی دیگر علامات کی کچھ خبر تھی۔ آخری زمانے کی خبروں کے بارہ میں میرا علم بہت ہی محدود تھا اور وہ بھی سنی سنائی باتیں تھیں۔ اس کے بارہ میں مَیں نے کسی کتاب سے کچھ نہ پڑھا تھا۔

نئے اسلامی فلسفہ کی ضرورت

90ء کی دہائی کے شروع میں میرے ایک دوست نے مجھے بتایا کہ آخری زمانے میں دجال آئے گا اور جنت و دوزخ اپنے ہاتھ میں لئے پھرے گا، وہ لوگوں کو دھوکہ دے گا۔ ایسے میں مسیح نازل ہوں گے اور وہ دجال کو قتل کردیں گے۔ پھر امام مہدی آئے گا جو اسلام اور مسلمانوں کی مدد کرے گا اور اسلام دنیا پر غالب آجائے گا۔

مَیں ان امور کے بارہ میں سوچتا اور مسلمانوں کی حالت کو دیکھتا تو دونوں کے مابین کوئی تعلق قائم نہ کرسکتا تھا۔ مسلمانوں کی حالت، اسلامی تعلیمات پر ان کا عمل اور ان تعلیمات کو دنیا میں پیش کرکے تبلیغ کرنے کا اندازا یسا تھا جس سے اسلام کے غلبہ کے بارہ میں کسی امید کو قائم کرنا بہت مشکل نظر آتا تھا۔ پچھلی صدی کے اواخر کی بات ہے کہ ایک روز میں اس موضوع کے بارہ میں سوچ رہا تھا کہ اچانک غیر ارادی طور پر میری زبان پر یہ جملہ جاری ہوگیا: ’’دنیا کو نئے فلسفہ کی ضرورت ہے، بلکہ دنیا کو ایک نئے اسلامی فلسفہ کی ضرورت ہے۔‘‘ مجھے اس کی کوئی سمجھ نہ آئی۔ مَیں بچپن سے ہی عزلت کی زندگی پسند کرتا تھا اور اکثر اکیلے بیٹھ کر ذکر الٰہی کرنے کی عادت تھی۔ اگر کہیں مجھے کسی مجلس میں بیٹھنا بھی پڑتا تو میں وہاں چُپ چاپ بیٹھا رہتا اور بغیر کسی سے بات کئے دعا اور ذکر الٰہی میں مشغول رہتا۔ نہ کبھی کوئی تحقیق کی، نہ ہی کسی نئی جماعت اور نئی سوچ میں دلچسپی لی تھی جس کی بناء پر میرے ذہن میں نئے فلسفہ کا خیال آتا۔ یہ محض کوئی تصرف الٰہی تھا۔

جماعت سے تعارف

2006ء تک مَیں نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا نام تک نہ سنا تھا، نہ ہی کبھی کسی ذریعہ سے جماعت احمدیہ کا ذکر میرے کانوں تک پہنچا۔ 2007ء میں ایک روز جبکہ مَیں بعض چینلز کی تلاش کررہا تھا کہ اچانک میرا تعارف ایم ٹی اے العربیہ سے ہوگیا۔ اس پر اُس وقت حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک قصیدہ پڑھا جارہا تھا۔ چنانچہ ایم ٹی اے سے جو پہلی آواز میری سماعتوں سے ٹکرائی وہ حضور علیہ السلام کے قصیدہ کے یہ کلمات تھے:

یَاأَیُّھَا النَّاسُ اُتْرُکُوْا طُرُقَ الْإِبَاءِ
کُوْنُوْا لِوَجْہِ اللّٰہِ مِنْ أَعْوَانِیْ

ترجمہ: اے لوگو! سرکشی کی راہوں کو چھوڑ دو اور خالصتاً للہ میرے انصار میں سے بن جاؤ۔

آپ حیران ہوں گے کہ کسی کے بارہ میں محض ایک جملہ سننے پر فیصلہ کیونکر ہوسکتا ہے۔ لیکن کیا کہوں کہ یہی حق ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ان کلمات نے میرے دل پر گہری چوٹ لگائی۔ یہ سنتے ہی میرے دل سے صدائیں بلند ہونے لگیں کہ خدا کا واسطہ دے کر اپنے طرف بلانے والا یہ شخص ضرور سچا ہے۔

دل سے اٹھنے والی صدا

تھوڑی سی تحقیق کے بعد مجھے معلوم ہوگیا کہ یہ شخص کون ہے اور اس کا دعویٰ کیا ہے۔ اس کے بعد مَیں جب بھی ٹی وی پر حضور علیہ السلام کی تصویر دیکھتا یا آپ کے کلام سے کوئی اقتباس یا آپ کے قصائد میں سے کوئی شعر میرے کانوں میں پڑتا تو میری آنکھیں آنسو برسانے لگتیں اور ان سے قبل میرا دل بھی رونے لگتا۔ بار بار مجھے حضور علیہ السلام کی نداء یاد آتی کہ: کُوْنُوْا لِوَجْہِ اللّٰہِ مِنْ أَعْوَانِیْ اور دل سے یہی صدا اٹھتی کہ اے مسیح الزماں! میں آپ کے انصار واعوان میں شامل ہونے کا اعلان کرتا ہوں۔

بیعت

گو مجھے شروطِ بیعت اور بیعت وغیرہ کے بارہ میں علم نہ تھا تاہم مَیں پہلے دن سے ہی اس طرح کے روحانی تعلق کے لئے تیار تھا۔ اس کے بعد یوں ہوا کہ ایم ٹی اے کی نشریات نائل سات پر بند ہوگئیں اور 2010ء میں مجھے یہ چینل دوبارہ مل گیا اور اس کے پروگرامز دیکھنے کے بعد مجھے بیعت کی اہمیت اور اس کی ضرورت کا احساس ہوا۔ میں نے رابطہ کیا تو جرمنی سے میرے ایک ہموطن احمدی نے مجھے فون کیا اور یمن میں احمدی احباب سے ملا دیا جن کی مدد سے مَیں نے بیعت ارسال کردی۔ الحمد للہ ثم الحمد للہ کہ اس نے امام الزماں کو پہچاننے اور اس کی بیعت کرنے کی توفیق دی۔ یہ سراسر اس کا فضل واحسان اور نعمت وکرم ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنی ذمہ داریاں ادا کرنے اور امام الزمان کی دعوت وتبلیغ کو اپنے ہموطنوں میں پھیلانے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔ (باقی آئندہ)

(بشکریہ اخبار الفضل انٹرنیشنل 8 جنوری 2016)

بقیہ از صفحہ نمبر 8

ہے۔ لہٰذا خاکسار نے سر مونڈوا دیا۔ غسل کر کے کپڑے تبدیل کئے یعنی احرام کھولا۔ پھر خانہ کعبہ کا طواف کیا، زیارت کی اور مِنیٰ واپس آ گئے۔

12؍ذی الحجہ کو تینوں جمرات کو رمی کی اور بذریعہ بس مکّہ پہنچے۔ اگلے دن اپنے بیٹے کے ساتھ ان کے مکان واقع جدہ گئے، جدہ گھوم پھر کر دیکھا۔ اپنے بیٹے کے پاس ایک ہفتہ ٹھہرنے کے بعد پھر اپنے مستقر مکہ پہنچ گئے۔

مدینہ روانہ ہونے سے قبل ہم نے الوداعی طواف کیا اور ایک شام بس میں سوار ہو کر خدا کے فضل سے مدینہ پہنچے۔ مکہ سے مدینہ کا راستہ آٹھ لائنوں والا بہت کشادہ One way traffic ہے جس میں سو کلومیٹر فی گھنٹہ کی رفتار سے بسیں چلتی ہیں۔ مدینہ میں ہمیں ایک بلڈنگ میں رکھا گیا جس کا نام الجزیرہ سینٹر تھا۔ یہ بہت وسیع کمرہ تھا۔ اس میں ہمارے ساتھ اور لوگ بھی تھے۔

حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ ’’جو شخص میری مسجد (مسجد نبوی) میں چالیس نمازیں ادا کرے اور اس سے کوئی نماز نہ چھوڑے تو اس سے آگ سے برأت، عذاب سے نجات اور نفاق سے دوری لازمی کر دی جائے گی۔ خدا کے فضل سے ہمیں بلا ناغہ اکتالیس نمازیں مسجد نبوی میں پڑھنے کی توفیق ملی الحمدللہ علیٰ ذالک۔

مسجد نبوی کے تین حصے ہیں۔ قدیم درمیانی حصہ میں روضہ مُبارک ہے جس کے اُوپر سبز رنگ کا ’’گنبد خضریٰ‘‘ ہے۔ اس کے پاس کے حصہ کو ’’ریاض الجنۃ‘‘ کہا جاتا ہے۔ وہیں ایک طرف محراب نبویؐ، ستون حنانہ اور منبر شریف وغیرہ ہیں۔ مشرق اور مغرب میں دو بڑے بڑے ہال ہیں اور شمال میں بھی ہال ہے جن میں 27 متحرک گنبد ہیں جو وقت کی مناسبت سے Sliding ہو کر کھلتے ہیں اور زائرین کو کھلا آسمان دکھائی دیتا ہے۔ یہاں مغرب کی طرف 4 اور مشرق کی طرف 6 متحرک گنبدوں کے نیچے خواتین کے لئے نماز ادا کرنے کی جگہ مخصوص کی گئی ہے۔

ایک دن نماز فجر کے بعد ہم نے Tourist Bus کے ذریعہ جا کر حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ کے کھجور کا باغ، مسجد قُبا (اسلام کی پہلی مسجد) مسجد قبلتین، (دو قبلوں والی مسجد) اُحد کی پہاڑی اور غزوہ اُحد کے شہداء کا قبرستان وغیرہ دیکھا۔

ہر ذرّہ کو دیکھا ہے محبت کی نظر سے
شاید کہ وہ گزرے ہوں اس راہ گزر سے

خدا کے فضل سے مسجد نبوی میں لگاتار اکتالیس وقت کی نمازیں ادا کرنے کے بعد پھر وہ وقت آیا کہ ہم نے واپسی کے لئے رختِ سفر باندھا۔ مدینہ ہوائی اڈہ پہنچے۔ رات کو فلائٹ میں بیٹھنے سے پہلے ہمیں سعودی حکمران کی طرف سے ایک ایک قرآن مجید کا تحفہ دیا گیا۔ خدا کے فضل سے سویرے سویرے ہم لوگ کلکتہ کے دَم دَم ہوائی اڈہ پر پہنچ گئے۔ یہاں ہر حاجی کو دس دس لیٹر آبِ زَم زَم پلاسٹک Container میں ملا۔ ایئر پورٹ سے ہم کلکتہ مشن پہنچے جہاں ہمارا بھتیجہ سید عبدالقادر ابن مکرم سید حفیظ احمد صاحب ہمارے انتظار میں موجود تھا وہ ہمیں اپنے گھر راجہ ہاٹ لے گیا۔ یہاں ایک روز آرام کرنے کے بعد بذریعہ ٹرین کٹک پہنچے۔ یہاں وہ شخص مجھے ملا جس نے ہمیں پچھلے سال حج سے روکا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی تقدیر غالب آئی۔ مخالفین کی سازشیں ساری دھری کی دھری رہ گئیں اور اللہ تعالیٰ نے مجھے اور میری بیوی کو حج بیت اللہ کی سعادت عطا فرمائی۔ اللہ تعالیٰ ہماری عبادات قبول فرمائے اور انجام بخیر ہو۔ آمین

......☆......☆......☆......

بقیہ خلاصہ خطبہ از صفحہ 20

برکت دوں گا۔ اگر اخلاص ہو تو اللہ تعالیٰ تو ایک ذرہ بھی کسی نیکی کو ضائع نہیں کرتا۔ اس نے تو خود فرمایا ہے۔ **من یعمل مثقال ذرۃ خیرا یرہٗ** (کہ جس نے ذرہ بھر بھی نیکی کی ہوگی وہ اس کا نتیجہ دیکھے گا اور پھل پائے گا) فرمایا اسلئے اگر ذرہ بھر بھی نیکی ہو تو اللہ تعالیٰ سے اس کا اجر پائے گا۔ اب ان باتوں کو سامنے رکھتے ہوئے ہر احمدی جائزہ لے مثلاً مقدمات میں یہ جائزہ لیں کہ مقدمات میں ہم غلط بیانیوں سے کام تو نہیں لیتے۔ پھر ہم کاروباروں میں منافع کی خاطر غلط بیانی سے کام تو نہیں لیتے۔ پھر ہم رشتہ طے کرتے وقت غلط بیانیاں تو نہیں کرتے۔ کیا ہر طرح سے قول سدید سے کام لیتے ہیں۔ لڑکے کے بارے میں اور لڑکی کے بارے میں ہر معلومات دی جاتی ہیں۔ حکومت سے سوشل اور ویلفیئر الاؤنس لینے کے لئے جھوٹ کا سہارا تو نہیں لیتے۔ اس بارے میں تو بہت سے لوگوں کے بارے میں منفی تاثر پایا جاتا ہے کہ اپنی آمد چھپا کر حکومت سے الاؤنس لیا جاتا ہے اور اسی وجہ سے ٹیکس کی ادائیگی بھی نہیں کی جاتی۔ یہاں ٹیکس بھی چوری ہوتا ہے۔ ہمیں یاد رکھنا چاہئے کہ اب جو عمومی معاشی حالات دنیا کے ہیں ہر حکومت مسائل کا شکار ہو رہی ہے یا ہو گئی ہے اور اگر نہیں ہوئی تو ہو جائے گی۔ اس لئے اب حکومتیں گہرائی میں جا کر حقیقت جاننے کی کوشش کرتی ہیں اور کر رہی ہیں۔ پس اگر حکومت کے سامنے کوئی غلط معاملہ آ جاتا ہے تو جہاں وہ اس شخص کے لئے مشکلات پیدا کریں گی یہ باتیں وہاں احمدیت کی بدنامی کا باعث بھی بنیں گی اگر یہ پتا ہو کہ وہ شخص احمدی ہے۔ پس جو اس لحاظ سے کسی بھی غلط بیانی سے کام لے رہے ہیں وہ دنیاوی فائدے کو نہ دیکھیں تھوڑے سے میں گزارہ کر کے جھوٹ سے بچ کر اللہ تعالیٰ کو راضی کرنے کی کوشش کریں۔ عہدے دار بھی اپنے جائزے لیں کہ کیا وہ اپنی رپورٹس میں غلط بیانی تو نہیں کرتے یا کوئی ایسی بات تو نہیں چھوڑ دیتے جس کی اہمیت ہو۔ پہلے بھی میں نے کہا تھا ایک دفعہ ایک خطبہ میں لیکن پوری طرح قول سدید سے اگر کام نہ لیا جائے تو وہ بھی غلط ہے۔ تقویٰ سے کام لیتے ہوئے معاملات نپٹائے جانے چاہئیں۔ پس بہت گہرائی میں جا کر معاملات کو دیکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔ ہر ایک اپنے مفادات سے باہر نکل کر اپنی اناؤں سے باہر نکل کر خدا تعالیٰ کے خوف کو سامنے رکھتے ہوئے اپنے معاملات نپٹائے اور اس طرح اپنے معاملات نپٹانے چاہئیں۔ اگر یہ سب کچھ نہیں تو جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ یہ سب کچھ حب دنیا کا اظہار ہے اور حب دنیا جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے تفرقہ کی طرف لے کر جاتی ہے اور تفرقہ سے پھر ظاہر ہے جماعت کی اکائی بھی قائم نہیں رہتی یا کم از کم اس معاشرے میں اس حلقے میں ایک فتنہ پیدا ہو جاتا ہے اور وہ اکائی جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام پیدا کرنے آئے تھے وہ ختم ہو جاتی ہے۔ حب دنیا کی وجہ سے ہی باقی فرقے بنے تھے۔ اسی طرح کا پھر ایک فرقہ بن جائے گا۔ گویا کہ ایک برائی سے کئی برائیاں جنم لیتی ہیں۔ جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ برائیاں پھر بچے دیتی چلی جاتی ہیں۔

پس احمدی ہو کر ہم پر بہت ذمہ داریاں پڑ رہی ہیں جنہیں ہمیں اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ حقیقی احمدی تو وہی ہے جو اسوہ رسولؐ پر چلنے کی کوشش کرے اور خدا تعالیٰ کا بننے کی کوشش کرے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں ایک جگہ اسی تسلسل میں جو پیچھے میں نے بیان کیا ہے۔

کہ یہ خوب یاد رکھو کہ جو شخص خدا تعالیٰ کے لیے ہو جاوے خدا تعالیٰ اس کا ہو جاتا ہے اور خدا تعالیٰ کسی کے دھوکے میں نہیں آتا۔ اگر کوئی یہ چاہے کہ ریاکاری اور فریب سے خدا تعالیٰ کو ٹھگ لوں گا تو یہ حماقت اور نادانی ہے۔ وہ خود ہی دھوکا کھا رہا ہے۔ دنیا کی زیب، دنیا کی محبت ساری خطا کاریوں کی جڑ ہے۔ اس لیے خدا تعالیٰ کی عظمت کو دل میں رکھنا چاہئے اور اس سے ہمیشہ ڈرنا چاہئے۔ اسکی گرفت خطرناک ہوتی ہے۔ وہ چشم پوشی کرتا ہے اور درگذر فرماتا ہے لیکن جب کسی کو پکڑتا ہے تو پھر بہت سخت پکڑتا ہے یہاں تک کہ **لا یخاف عقبٰہا**۔ پھر وہ اس امر کی بھی پروا نہیں کرتا کہ اس کے پچھلوں کا کیا حال ہوگا۔ برخلاف اِس کے جو لوگ اللہ تعالیٰ سے ڈرتے اور اس کی عظمت کو دل میں جگہ دیتے ہیں۔ خدا تعالیٰ ان کو عزت دیتا اور خود ان کے لیے ایک سپر ہو جاتا ہے۔ حدیث میں آیا ہے **من کان لِلّٰہ کان اللّٰہ لہ**۔ یعنی جو شخص اللہ تعالیٰ کے لیے ہو جاوے اللہ تعالیٰ اس کا ہو جاتا ہے۔ فرمایا کہ خوب یاد رکھو کہ ہر ترقی تدریجی ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ نری اتنی باتوں سے خوش نہیں ہو سکتا کہ ہم کہہ دیں ہم مسلمان ہیں یا مؤمن ہیں۔ چنانچہ اس نے فرمایا ہے کہ **احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا اٰمنا وھم لا یفتنون** یعنی کیا یہ لوگ گمان کر بیٹھے ہیں کہ اللہ تعالیٰ اتنا ہی کہنے پر راضی ہو جاوے اور یہ لوگ چھوڑ دیئے جاویں کہ وہ کہہ دیں ہم ایمان لائے اور ان کی کوئی آزمائش نہ ہو۔

اسلام نے یہ تعلیم دی ہے کہ **قد افلح من زکھا**۔ یعنی نجات پا گیا وہ شخص جس نے تزکیہ نفس کیا۔ یعنی جس نے ہر ایک قسم کی بدعت فسق و فجور نفسانی جذبات سے خدا تعالیٰ کے لیے الگ کر لیا۔ اور ہر قسم کی نفسانی لذات کو چھوڑ کر خدا کی راہ میں تکالیف کو مقدم کر لیا۔ ایسا شخص فی الحقیقت نجات یافتہ ہے جو خدا تعالیٰ کو مقدم کرتا ہے اور دنیا اور اس کے تکلفات کو چھوڑتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کرے کہ ہم اپنے اندر عملی تبدیلیاں پیدا کرنے والے ہوں۔ سچائی کے معیار کی اہمیت کو سمجھنے والے ہوں۔ دین کو دنیا پر مقدم کرنے والے ہوں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اسوہ حسنہ پر چلنے کی بھرپور کوشش کرنے والے ہوں اور اللہ تعالیٰ کی رضا کو ہر چیز پر مقدم کر کے اسے حاصل کرنے کی کوشش کرنے والے ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔

خطبہ جمعہ کے آخر پر حضور انور نے مکرم قاسم تورے صاحب مبلغ سلسلہ کی وفات کی اطلاع دیتے ہوئے ان کے اوصاف اور خدمات کا ذکر فرمایا اور جنازہ پڑھانے کا اعلان فرمایا۔ ☆......☆......☆

Zaid Auto Repair
زید آٹو ریپیئر
Mob. 9041492415 - 9779993615
Deals in: Repair of All Types of 4 Stroke & 2 Stroke Vehicles
Shop No. 7, Front of Guru Nanak Filling Station
Harchowal Road, White Avenue Qadian
طالب دعا: صالح محمد زید مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین

NAVNEET JEWELLERS نونیت جیولرز
Manufacturers of All Kinds of Gold and Silver Ornaments

خالص سونے اور چاندی کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
الیس اللّٰہ بکافٍ عبدہٗ کی دیدہ زیب انگوٹھیاں
اور لاکٹ وغیرہ احمدی احباب کیلئے خاص

Main Bazar Qadian (Gsp) Punjab (Ph. 01872-220489, (R) 220233

Prop. Md. Mustafa Late Abdul Qadeer Laadji Yadgir (K.A)
09845924940, 09986253320

BHARAT BATTERIES
SHAHPUR-KARNATAKA
Mfrs of: BHARAT BATTERY & BHARAT PLATES
Spl: In: All kinds of Batteries
Opp. Bajaj Show Room, B.B.ROAD, Shahpur- 585 233, Yadgir, Karnataka
طالب دعا: محمد مصطفیٰ مع فیملی، افراد خاندان و مرحومین

J.K. Jewellers - Kashmir Jewellers
جے کے جیولرز۔ کشمیر جیولرز
چاندی اور سونے کی انگوٹھیاں خاص احمدی احباب کیلئے
Shivala Chowk Qadian (India)
Ph. (S) 01872 -224074, (M) 98147-58900,
E-mail: jk_jewellers@yahoo.com
Mfrs & Suppliers of : Gold and Silver Diamond Jewellery

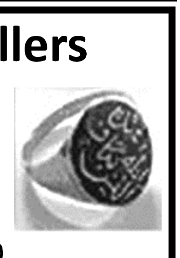

EDITOR
MANSOOR AHMAD
Tel. : (0091) 1872-224757
Mobile. : +91-82830-58886
e -mail : badrqadian@rediffmail.com
website : www.akhbarbadrqadian.in
www.alislam.org/badr

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF THE NEWSPAPERS FOR INDIA AT NO RN 61/57

ہفت روزہ بدر قادیان — The Weekly **BADAR** Qadian

Distt. Gurdaspur (Pb.) INDIA Qadian - 143516

Postal Reg. No. GDP/001/2016-18 Vol. 65 Thursday 11 February 2016 Issue No. 6

MANAGER
NAWAB AHMAD
Mobile : +91-94170-20616
e -mail:managerbadrqnd@gmail.com
ANNUAL SUBSCRIPTION : Rs. 550/-
By Air : 50 Pounds or 80 U.S. $
60 Euro or 80 Canadian Dollar

احمدی ہو کر ہم پر بہت ذمہ داریاں پڑ رہی ہیں جنہیں ہمیں اپنے سامنے رکھنا چاہئے۔ حقیقی احمدی تو وہی ہے جو اسوہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم پر چلنے کی کوشش کرے اور خدا تعالیٰ کا بننے کی کوشش کرے۔ اگر کوئی یہ چاہے کہ ریاکاری اور فریب سے خدا تعالیٰ کو ٹھگ لوں گا تو یہ حماقت اور نادانی ہے

خلاصہ خطبہ جمعہ سیدنا حضرت اقدس امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیان فرمودہ 05۔فروری 2016ء بمقام بیت الفتوح لندن

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے میں ایک جلسے پر ایک صاحب نے اپنی تقریر میں کہا کہ حضرت اقدس علیہ الصلوۃ والسلام کا سلسلہ اور دوسرے مسلمانوں میں صرف اس قدر فرق ہے کہ وہ مسیح ابن مریم کا زندہ آسمان پر جانا تسلیم کرتے ہیں اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ وہ وفات پا چکے ہیں۔ اس کے علاوہ کوئی ایسا امر نہیں جو ہمارے درمیان اور ان کے درمیان قابل نزاع ہو۔ کیونکہ اس بات سے بہت سی باتیں اور آپ کی بعثت کا مقصد واضح نہیں ہوتا تھا اس لئے آپ نے 27ردسمبر 1905ء کو خود اس بات کی وضاحت کے لئے ایک تقریر فرمائی جس میں آپ نے فرمایا کہ میری بعثت کا مقصد صرف اتنے سے فرق کو ظاہر کرنا نہیں ہے۔ اتنی سی بات کے لئے اتنے چھوٹے کام کے لئے اللہ تعالیٰ کو سلسلہ قائم کرنے کی ضرورت نہیں تھی بلکہ آپ نے بہت سی باتیں بیان فرمائیں مسلمانوں کی عملی حالت بھی بگڑ چکی تھی ان عملی حالتوں کے بارے میں جو باتیں آپ نے بیان فرمائیں جو مسلمانوں کے زوال کا باعث بن رہی ہیں اور جن کی اصلاح کے لئے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بھیجا ہے ان میں سے ایک جھوٹ سے بچنا اور سچائی کا قیام ہے اور آپ نے جماعت کو نصیحت کی اس حوالے سے کہ اپنے سچائی کے معیاروں کو بلند کرو اور اپنے اور غیر میں اس فرق کو ظاہر کرو۔ صرف ایمان لے آنا اور آپ کی بعثت کو سچا مان لینا کچھ کام نہیں آتا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں بھی حقیقی مؤمنوں کی یہی نشانی بتائی ہے کہ لایشھدون الزور۔ کہ وہ جھوٹی گواہی نہیں دیتے۔ پھر شرک اور جھوٹ کے بارے میں بتایا کہ ان سے بچو اکٹھا کیا شرک اور جھوٹ کو۔ گویا جھوٹ کا گناہ بھی شرک کی طرح ہے۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں ''زور'' کا لفظ استعمال کیا ہے جس کے معنی ہیں جھوٹ، غلط بیانی، غلط گواہی، خدا تعالیٰ کے شریک ٹھہرانا، ایسی مجلسیں یا جگہیں جہاں جھوٹ عام بولا جاتا ہو ایسی طرح گانے بجانے اور فضولیات اور غلط بیانیوں کی مجالس یہ ساری زور کے معنوں میں آتی ہیں۔ پس مومن وہ ہیں جو خدا تعالیٰ کے بندے وہ ہیں جو جھوٹ نہیں بولتے جو ایسی جگہوں پر نہیں جاتے جہاں فضولیات اور جھوٹ بولنے والوں کی مجلس جمی ہو۔ وہ اللہ تعالیٰ کا شریک نہیں بناتے نہ ہی ایسی جگہوں پر جاتے ہیں جہاں مشرکانہ کام ہو رہے ہوں اور پھر کبھی جھوٹی گواہیاں نہیں دیتے۔ پس اگر ہم میں سے ہر ایک اس طرح جھوٹ سے بچے تو ایک ایسی تبدیلی وہ اپنے اندر پیدا کر سکتا ہے جو حقیقی مؤمن بناتی ہے۔ بہرحال اب میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خطاب کا وہ حصہ پیش کرتا ہوں جو جھوٹ کے بارے میں آپ نے فرمایا۔ اس کو غور سے سنیں۔ آج ہم میں سے بھی بہت یا کافی تعداد تو ایسی ہے جس کو اس پر غور کرنے کی ضرورت ہے۔

مسلمانوں میں اندرونی تفرقہ کا موجب یہی حب دنیا ہی ہوئی ہے کیونکہ اگر محض اللہ تعالیٰ کی رضا مقدم ہوتی تو آسانی سے سمجھ میں آ سکتا تھا کہ فلاں فرقے کے اصول زیادہ صاف ہیں اور وہ انہیں قبول کر کے ایک ہو جاتے۔ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تو فرمایا تھا کہ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ یعنی اگر تم اللہ تعالیٰ سے محبت کرتے ہو تو میری اتباع کرو اللہ تعالیٰ تم کو دوست رکھے گا۔ فرمایا کہ آپ کے نقش قدم پر چلو پھر دیکھو کہ خدا تعالیٰ کیسے کیسے فضل کرتا ہے۔ صحابہ نے وہ چلن اختیار کیا تھا۔ پھر دیکھ لو کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں کہاں سے کہاں پہنچایا۔ انہوں نے دنیا پر لات ماردی تھی اور بالکل حب دنیا سے الگ ہو گئے تھے۔ اپنی خواہشوں پر ایک موت وارد کر لی تھی۔ اب تم اپنی حالت کا ان سے مقابلہ کر کے دیکھ لو۔ کیا انہیں کے قدموں پر ہو؟ افسوس اس وقت لوگ نہیں سمجھتے کہ خدا تعالیٰ ان سے کیا چاہتا ہے؟

حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کے حوالے سے ایک واقعہ بیان کیا وہ مجسٹریٹ تھے۔ کہتے ہیں ایک دفعہ میرے پاس ایک شخص آیا جس کو میں جانتا تھا۔ تاریخ تھی گواہوں کی پیشی ہونی تھی۔ اس نے کہا کہ مجھے اگلی تاریخ دے دیں میرے گواہ نہیں حاضر ہوئے تو حضرت مرزا سلطان احمد صاحب نے اسے مذاق سے کہا کہ میں تو تمہیں بڑا عقلمند سمجھتا تھا تم تو بڑے بیوقوف نکلے۔ گواہ کہاں سے تم نے لانے ہیں باہر جاؤ کسی کو آٹھ آنے روپیہ دو وہ تمہارے گواہ بن کے آ جائیں گے۔ خیر وہ شخص باہر چلا گیا اور تھوڑی دیر بعد دو تین آدمی لے آیا گواہ اور گواہ سے جب جرح کرتے تھے حضرت مرزا سلطان احمد صاحب تو وہ جواب دیتا ہاں میں نے دیکھا اس طرح واقعہ ہوا ہے اس طرح واقعہ ہوا ہے۔ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کہتے ہیں کہ میں دل ہی دل میں ہنس رہا تھا بلکہ اس کے سامنے ہی ہنس رہا تھا کہ میرے کہنے پہ یہ باہر گیا ہے گواہ لے کے آیا ہے اور گواہ کتنی صفائی سے میرے سامنے جھوٹ بول رہے ہیں اور خدا کی قسم کھا کر قرآن ہاتھ میں پکڑ کر جھوٹ بول رہے ہیں۔ تو اس کے بعد جب گواہی دے دی انہوں نے۔ میں نے انہیں کہا تمہیں شرم نہیں آتی کہ قرآن ہاتھ میں پکڑ کر قرآن کے اوپر گواہی دے رہے ہو اور میرے سامنے لے کے آئے ہو۔ تو یہ گواہوں کا حال ہے اور آج بھی یہی حال ہے۔ ہمیں تو جماعت کے خلاف مقدمات میں اکثر نظر آتا ہے کہ بہت سارے لوگ جو مجرم بھی نہیں ہوں وہ پیش ہو جاتے ہیں گواہ بن کے کسی کے مقدمے میں۔ حضرت خلیفۃ المسیح الثانی فرماتے ہیں کہ آج دنیا کی حالت بہت نازک ہو گئی ہے جس پہلو اور رنگ سے دیکھو جھوٹے گواہ بنائے جاتے ہیں جھوٹے مقدمے کرنا تو بات ہی کچھ نہیں جھوٹے اسناد بنا لیے جاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے تو جھوٹ کو نجاست کہا تھا کہ اس سے پرہیز کرو۔ فاجتنبوا الرجس من الاوثان واجتنبوا قول الزور بت پرستی کے ساتھ اس جھوٹ کو ملایا ہے فرمایا جیسا احمق انسان اللہ تعالیٰ کو چھوڑ کر پتھر کی طرف سر جھکاتا ہے ویسے ہی صدق اور راستی کو چھوڑ کر اپنے مطلب کے لیے جھوٹ کو بت بناتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس کو بت پرستی کے ساتھ ملایا اور اس سے نسبت دی جیسے ایک بت پرست بت سے نجات چاہتا ہے۔ جھوٹ بولنے والا بھی اپنی طرف سے بت بناتا ہے اور سمجھتا ہے کہ بت کے ذریعہ نجات ہو جاوے گی۔ کیسی خرابی آ پڑی ہے اگر کہا جاوے کہ کیوں بت پرست ہوتے ہو۔ اس نجاست کو چھوڑ دو تو کہتے ہیں کیونکر چھوڑ دیں اس کے بغیر گزارہ نہیں ہو سکتا۔ اس سے بڑھ کر اور کیا بدقسمتی ہوگی کہ جھوٹ پر اپنا مدار سمجھتے ہیں مگر میں تمہیں یقین دلاتا ہوں کہ آخر سچ ہی کامیاب ہوتا ہے۔ بھلائی اور فتح اسی کی ہے۔

پھر اپنا ایک واقعہ بیان فرماتے ہیں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمایا کہ اس عاجز نے اسلام کی تائید میں آریوں کے مقابل پر ایک عیسائی کے مطبع میں ایک مضمون بغرض طبع ہونے کیلئے ایک پیکٹ کی صورت میں جس کی دونوں طرفیں کھلی تھیں بھیجا۔ فرمایا کہ اور اس پیکٹ میں ایک خط بھی رکھ دیا۔ چونکہ خط میں ایسے الفاظ تھے جن میں اسلام کی تائید اور دوسرے مذاہب کے بطلان کی طرف اشارہ تھا اور مضمون کے چھاپ دینے کے لیے تاکید بھی تھی اس لیے وہ عیسائی مخالفت مذہب کی وجہ سے افروختہ ہوا اور اتفاقاً اس کو دشمنانہ حملہ کے لیے یہ موقع ملا کہ کسی علیحدہ خط کا پیکٹ میں رکھنا قانوناً ایک جرم تھا جس کی اس عاجز کو کچھ بھی اطلاع نہ تھی اور ایسے جرم کی سزا میں قوانین ڈاک کی رو سے پانچ سو روپیہ جرمانہ یا چھ ماہ تک قید ہے۔ سو اس نے مخبر بن کر افسران ڈاک سے اس عاجز پر مقدمہ دائر کرا دیا۔

غرض میں اس جرم میں صدر ضلع گورداسپور میں طلب کیا گیا اور جن جن وکلاء سے مقدمہ کے لیے مشورہ لیا گیا انہوں نے یہی مشورہ دیا کہ بجز دروغگوئی کے (جھوٹ بولنے کے) اور کوئی راہ نہیں اور یہ صلاح دی کہ اس طرح اظہار دے دو کہ ہم نے پیکٹ میں خط نہیں ڈالا رلیارام نے خود ڈال دیا ہوگا اور نیز بطور تسلی دہی کے کہا کہ ایسا بیان کرنے سے شہادت پر فیصلہ ہو جائے گا اور دو چار جھوٹے گواہ کو دے کر بریت ہو جائے گی۔ (یعنی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کو وکیل مشورہ دے رہے ہیں کہ جھوٹے گواہ پیش کرو) ورنہ (وکیلوں نے کہا کہ) صورت مقدمہ سخت مشکل ہے اور کوئی طریق رہائی کا نہیں ہے۔ (مگر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں) میں نے ان سب کو جواب دیا کہ میں کسی حالت میں راستی کو چھوڑنا نہیں چاہتا جو ہوگا سو ہوگا۔ تب اسی دن یا دوسرے دن مجھے ایک انگریز کی عدالت میں پیش کیا گیا۔ اور میرے مقابل پر ڈاکخانہ جات کا افسر بحیثیت سرکاری مدعی ہونے کے حاضر ہوا۔ اس وقت حاکم عدالت نے اپنے ہاتھ سے میرا اظہار لکھا اور سب سے پہلے مجھ سے یہی سوال کیا کہ کیا یہ خط تم نے اپنے پیکٹ میں رکھ دیا تھا اور یہ خط اور یہ پیکٹ تمہارا ہے؟ تب میں نے بلا توقف جواب دیا کہ یہ میرا ہی خط اور میرا ہی پیکٹ ہے اور میں نے اس خط کو پیکٹ کے اندر رکھ کر روانہ کیا تھا مگر میں نے گورنمنٹ کی نقصان رسانی محصول کے لیے بدنیتی سے یہ کام نہیں کیا۔ انجام کار جب وہ افسر مدعی اپنی تمام وجوہ پیش کر چکا اور اپنے تمام بخارات نکال چکا تو حاکم نے فیصلہ لکھنے کی طرف توجہ کی اور شاید سطر یا ڈیڑھ سطر لکھ کر مجھ کو کہا کہ اچھا آپ کے لیے رخصت ہے۔ یہ سن کر میں عدالت کے کمرہ سے باہر ہوا اور اپنے محسن حقیقی کا شکر بجالایا۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ میں کیونکر کہوں کہ جھوٹ کے بغیر گزارہ نہیں۔ ایسی باتیں نری بیہودگیاں ہیں۔ سچ تو یہ ہے کہ سچ کے بغیر گزارہ نہیں۔ من یتوکل علی اللہ فھو حسبہ۔ جو اللہ تعالیٰ پر مکمل توکل کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے لیے کافی ہو جاتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ یقیناً یاد رکھو جھوٹ جیسی کوئی منحوس چیز نہیں۔ عام طور پر دنیا دار کہتے ہیں کہ سچ بولنے والے گرفتار ہو جاتے ہیں مگر میں کیونکر اس کو باور کروں؟ مجھ پر سات مقدمے ہوئے ہیں اور خدا تعالیٰ کے فضل سے کسی ایک میں ایک لفظ بھی مجھے جھوٹ لکھنے کی ضرورت نہیں پڑی۔ کوئی بتائے کہ کسی ایک میں بھی خدا تعالیٰ نے مجھے شکست دی ہو۔ اللہ تعالیٰ تو آپ سچائی کا حامی اور مددگار ہے۔ یہ ہو سکتا ہے کہ وہ راستباز کو سزا دے؟

پھر آپ فرماتے ہیں کہ اصل بات یہ ہے کہ سچ بولنے سے جو سزا پاتے ہیں وہ سچ کی وجہ سے نہیں ہوتی وہ سزا ان کی بعض اور مخفی در مخفی بدکاریوں کی ہوتی ہے اور کسی اور جھوٹ کی سزا ہوتی ہے۔ خدا تعالیٰ کے پاس تو ان کی بدیوں اور شرارتوں کا ایک سلسلہ ہوتا ہے۔ ان کی بہت سی خطائیں ہوتی ہیں اور کسی نہ کسی میں وہ سزا پا لیتے ہیں۔

فرمایا جو شخص سچائی اختیار کرے گا کبھی نہیں ہو سکتا کہ ذلیل ہو اس لیے کہ وہ خدا تعالیٰ کی حفاظت میں ہوتا ہے اور خدا تعالیٰ کی حفاظت جیسا اور کوئی محفوظ قلعہ اور حصار نہیں ہے لیکن ادھوری بات فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔ کیا کوئی کہہ سکتا ہے کہ جب پیاس لگی ہوئی ہو تو صرف ایک قطرہ پی لینا کفایت کرے گا یا شدت بھوک کے وقت ایک دانہ یا لقمہ سے سیر ہو جاوے گا۔ بالکل نہیں بلکہ جب تک پورا سیر ہو کر پانی نہ پیئے یا کھانا نہ کھا لے تسلی نہ ہوگی۔ اسی طرح پر جب تک اعمال میں کمال نہ ہو وہ ثمرات اور نتائج پیدا نہیں ہوتے جو ہونے چاہئیں۔ ناقص اعمال اللہ تعالیٰ کو خوش نہیں کر سکتے اور نہ وہ بابرکت ہو سکتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا یہی وعدہ ہے کہ میری مرضی کے موافق اعمال کرو پھر میں

باقی خلاصہ صفحہ نمبر 19 پر ملاحظہ فرمائیں

Printed & Published by: Jameel Ahmed Nasir on behalf of Nigran Board of Badr, at Fazle-Umar Printing Press Qadian, Harchowal Road Po. Qadian, Distt. Gurdaspur-143516, Punjab, India.
And published at office of the Weekly Badr Moh- Ahmadiyya, Harchowal Road P.o Qadian Distt. Gsp-143516, Punjab. India. Editor: Mansoor Ahmad